الصوم والقرآن یشفعان یوم القیامۃ

ذخیرۂ عقبیٰ

المعروف بہ

تفسیر المنشرح

از تصنیف عالم بے بدل فاضل بے مثل کاشف معضلات حلال مشکلات
جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولینا و اولنا جناب مولوی
محمد عبد القادر صاحب سجادہ نشین جناب نواب محمد قطب الدین خان صاحب مرحوم و مغفور

بہ تصحیح تمام و کوشش مالا کلام

جملہ حقوق کتاب ہذا بحق حیدری محفوظ ہیں

سنہ ۱۳۰۳ھ

افضل المطابع دہلی میں باہتمام سید شفیع الدین چھپی

تقریظ از جناب فاضل اجل مولانا مولوی حافظ رحیم بخش صاحب فتوحی

مدرس اول عربی مدرسۃ القرآن لایزال الممیز بین الامثال

میں نے اس رسالہ کا جس کا نام ذخیرۃ العقبےٰ ہے اور جو تفسیر الم نشرح کے ساتھ زیادہ شہرت رکھتا ہے ابتدا سے انتہا تک سرسری طور پر نہیں بلکہ امعان نظر اور غور و تامل کی دوربین سے مکرر سہ کرر مطالعہ کیا میں یقین کرتا ہوں کہ اس رسالہ سے ہر درجہ کے آدمی خواہ مبتدی ہوں یا منتہی ازبس مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ نہایت معقول اسلوب کے ساتھ لکھا گیا ہے اگر میری رائے خطا پر نہ ہو تو میں صاف طور پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ اپنے فن میں آپ ہی اپنا نظیر ہے وجہ یہ کہ میں جہانتک خیال کرتا ہوں کتب فقہ میں کوئی کتاب سلیس اردو زبان میں اسکے ہم پایہ نہیں پاتا جس قدر مسائل کی مختصر اور موجز کتابیں فارسی۔ عربی۔ اردو مدارس اور عام مکاتب میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان سب میں یہ رسالہ زیادہ تر مفید نظر آتا ہے کیونکہ فاضل مصنف نے مسائل کی تحقیق میں نہایت جانکاہی اور عرقریزی کی ہے۔ اگرچہ میں عدیم الفرصتی کی [illegible] پوری تعریف لکھنے سے معذور ہوں مگر اجمالی اور مختصر طور پر اسقدر عرض کرنیکی ضرورت سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں لایق مصنف نے اولاً شرح صدر مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت تفصیل و تشریح سے ایک عمدہ پیرایہ اور نرالی [illegible] کیساتھ بیان کیا ہے اور اس میں وہ عجیب و غریب نکات بیان کئے ہیں جنکی خوبی دیکھنے سے کھلتی ہے ثانیاً معجزات نبویہ اور خصائص محمدیہ نہایت بسط و شرح کیساتھ بیان کئے ہیں ثالثاً اسلام کے پانچوں ارکان کے علیحدہ علیحدہ ایسے خداداد بیان کیساتھ تفصیل کی ہے جسکی حسن و خوبی کا فوٹو میرے ناچیز قلم سے کھینچ نہیں سکتا اسمیں سب سے عمدہ اور نرالی بات یہ ہے کہ ہر رکن کے متعلق مطول کتابوں سے صدہا وہ جزئی مسائل مع حوالہ کتب اخذ کئے گئے ہیں جنسے کمتر لوگ واقف ہیں اور جنکو بجز صاحب استعداد کامل اور ماہر علم کے سمجھ نہیں سکتا یہ مصنف ہی کی جادو بیانی کا اثر ہے کہ بڑی بڑی مشکل اور لاینحل ضروری مسائل کو ایسے سلیس لفظوں میں حل کیا ہے کہ لاعلم اور امی آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں بس میں اپنے بیان کو ختم کرکے اپنے ہمعصر مدرس اور معلم صاحبان کو مبارکبادی دیتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اس کتاب کو اپنے اپنے مدرسوں اور مکتبوں کی پڑھائی میں داخل کرکے ذخیرۂ عقبےٰ حاصل کریں ؎

قطعہ تاریخ از نتیجۂ افکار جناب مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب [illegible]

عبدالقادر آپ نے کیا کیا	رمز قلوبی۔ الم نشرح کی	
ہوگئی تفسیر آپ کی شہرہ	ہے یہ خوبی۔ الم نشرح کی	۱۳۱۲ھ

قیمت

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وفق عبادہ الصلحین لاشاعۃ انواع الخیرات المبرات ویسر لھم سلوک طرق الباقیات الصالحات والصلوۃ والسلام علی افضل المخلوقات سید الکونین رسول الثقلین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعلی الہ الاطہار واصحابہ الابرار اما بعد یہ عاجز ازول از اصاغر وادنا خاکپائے موالیان محمد عبد القادر عفی اللہ عنہ بیچ خدمات عالیات جملہ اہل اسلام وبیدار و تقوی شعار و شائقان کلام ربانی و متفحصان احکام یزدانی کے عرض کرتا ہے کہ رسالہ ہذا مسمی فتحیۃ العقبی تفسیر الم نشرح میں نے لکھا ہے کہ جس سے کمال شرح صدر کا بارہ مجلسوں میں مذکور ہے اور بعد اسکے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے اور بعد اسکے نماز و روزے رمضان و حج کا ذکر ہے۔ معہ مسائل فقہیہ ضروریہ کی اگرچہ یہ رسالہ زبان ہندی میں کہ اہل علم اسکیطرف التفات نہیں کرتے لکھا گیا ہے لیکن اہل علم میں سے جو کوئی اسکو دیکھیگا تو خوبی اسکی معلوم کریگا کہ کتنے جزئیات لکھے ہیں۔ جب کوئی بڑی بڑی کتابوں میں دیکھے تو یاوے یہاں بلا مشقت موجود ہیں۔ اب جناب الٰہی میں دعا اس عاجز کی یہ ہے کہ بہ برکت و حرمت اس سورہ مبارکہ کے میرے گناہوں کو معاف فرماوے اور زیارت حرمین شریفین مجکو نصیب کرے اور وہیں میری موت ہو۔

آمین ثم آمین

الٰہی نجنی من کل ضیق ۔ بجاہ المصطفی مولی الجمیع

مدحت لی فی من نتیجہ قرانا ۔ بالیمان ودفن بالبقیع

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس کی آٹھ آیتیں ہیں اور اٹھائیس کلمے اور ایک سو تیس حرف ہیں۔ الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک کیا ہمنے تیرے لئے اے محمد تیرا سینہ نہیں کھولا کہ وحی کے بوجھ کا متحمل اور اللہ تعالےٰ کے بھیدوں اور اسراروں کا وہ سینہ گنجینہ ہو جاوے اور امت کو اسلام کی طرف بلانے اور احکام الٰہی کی تبلیغ کا غم اور امت اور دین کا غم اور دنیا و آخرت کا غم سب اس میں سما جاویں یعنے تحمل و بردباری حاصل ہو اور میل و کدورت دشمنی و بدخواہی وغیرہ جملہ اخلاق سے گری ہوئی باتیں اس سے نکلجاویں اور ان کے قائم مقام علم کی روشنی ایمان حکمت کا نور بھر جاوے لفظ لک کی اس مقام میں استعمال کی یہ وجہ ہے کہ دراصل لام نفع کیواسطے آیا کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے نبی صلعم تیرے سینہ کو کشادہ کرنا تیرے ہی نفع کے واسطے ہے تاکہ تو بڑا کمال حاصل کرے اہل طریقت فرماتے ہیں کہ قلب کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ تو نفس کی طرف ہے جسکو صدر کہتے ہیں دوسرا دروازہ روح کی طرف ہے جو صدر کی نسبت بہت کشادہ اور وسیع ہے اور صدر اس کی نسبت بہت ہی ضیق اور تنگ واقع ہوا ہے پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا صدر کشادہ کیا گیا تو ظاہر ہے کہ وہ دوسرا دروازہ اس سے زائد کشادہ اور وسیع ہو جاویگا۔ اس نکتہ کی وجہ سے صدر کا لفظ ذکر فرمایا اور قلب کو مذکور نہ کیا کیونکہ صدر کا قلب کے لئے بجائے ایک وسیع قلعہ کے سمجھنا چاہئے اکثر

Marfat.com

[illegible]ون اور اُس کے ظاہری اسباب اور خواہشوں کی وجہ سے شیطان اسی صدر کی طرف سے وہم مچاتا
[illegible] کرتا ہے اور اس کی تنگی کے سبب سے قلب بھی تنگ ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے عبادت کی لذت اور
ایمان کا مزہ کم ہو جاتا ہے۔ پس جب قلب کی یہ طرف یعنی جانب صدر کشادہ ہو گئی تو عبادت کا ادا ہونا بخوبی میسر
ہوا اور خاطر خواہ مطلب حاصل ہوا **واضح** ہو کہ شرح صدر حوصلے کی فراخی سے عبارت ہے اور فراخی
حوصلہ ہر شخص کی استعداد کے موافق ہے اور ہر مرتبہ کے حوصلے کی فراخی اور وسعت جب تک کہ
اس مرتبہ کے کمال کو نہ پہونچے ہرگز دریافت نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ ہر چند عوام الناس صرف
بات چیت سے بادشاہوں کی فراخ حوصلگی تک پہنچنا اور اُن کی اولوا العزمی کو دریافت کرنا چاہتے
ہیں مگر ہرگز دریافت نہیں کر سکتے اسواسطے بزرگان دین فرماتے ہیں۔ لا یعرف الولی الا الولی
ولا یعرف النبی الا النبی یعنے ولی کو ولی پہچانتا ہے اور نبی کو نبی۔ ولی را ولی می شناسد عام لوگوں کا قول ہے
علی الخصوص شرح صدر مصطفوی علیہ الف الف صلوۃ والتحیات کو قرار واقعی دریافت کرنا کسی بشر
کا ممکن نہیں کیونکہ جب آپکا کمال مرتبہ یعنی نبوت کا خاتمہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا تو آپ کے
مرتبہ کی پہچان بھی کسیکو حاصل نہوگی **ولنعم ما قیل** یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک المنیر
لقد نور القمر لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر الم نشرح متکلم نفی جحد کا صیغہ ہے
جب اسپر ہمزہ استفہام انکاری داخل کیا گیا تو پہلی نفی کی نفی ہو گئی اور نفی کی نفی اثبات ہوا کرتا ہے
پس بموجب قول نفی النفی اثبات یہ نفی بھی مفید اثبات ہے اور کیا نہیں کھولا ہم نے سینہ
تیرا یعنے بیشک ہم نے کھولا سینے تیرے کے ہیں۔ پھر اُس کے بعد دو نعمتیں ووضعنا عنک وزرک
الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک میں بیان فرماتے ہیں یعنے ہم نے اُس حوصلے کی کشادگی کی وجہ سے
تجھے تیرا بوجھ دور کیا وہ بوجھ جس نے تیری پیٹھ ٹیڑھی کر دی تھی اس لئے کہ تیری ہمت چاہتی تھی کہ ان سب
کمالات کو حاصل کرے اور نفسانی تشویشات کی وجہ سے تیرا سینہ تنگی کرتا تھا پھر جب ہم نے تیرے حوصلہ کو
کشادہ کر دیا تو یہ تمام تشویشیں تجھ پر آسان ہو گئیں۔ ان تشویشات میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعضے فرماتے
ہیں کہ وہ مکہ معظمہ سے نکلنے کا غم تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ وہ اُمت کا غم تھا۔ جو شفاعت کا مقام ملنے تو
جاتا رہا بعض محققین کہتے ہیں کہ وہ رسالت کی بار برداری کا غم تھا جسکو جاں نثار یاروں اور مخلص
خیر خواہوں کے بہم پہنچانے سے نیست و نابود کر دیا۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com
Marfat.com

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اجمعین و
ذکرک اور ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر بلند کیا یعنے جب اس مرتبہ نے کمالات کی جمعیت
خاطر خواہ حاصل ہوئی حتے کہ مرتبہ الوہیت کا ظل اور سایہ ٹھیرا تو اب تیرا ذکر حق تعالے کے ذکر
کے ساتھ کیا جاتا ہے چنانچہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یا کہا کرتے
ہیں کہ اللہ اور رسول کا حکم ہے کہ اسکی تابعداری واجب ہے۔ ایک صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا کہ خداوند تعالے
نے میرے ذکر کو کیونکر بلند کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپکا ذکر خدا تعالے نے اپنے
ذکر کے نزدیک رکھا ہے۔ اذان میں۔ خطبہ میں۔ التحیات میں۔ کلمہ طیبہ میں۔ کلمہ شہادت میں۔ تابعداری
کے کاموں میں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول گناہ کی حرمت
میں چنانچہ ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا ابدا واضح ہو کہ جہاں
جہاں خدا تعالے کا ذکر ہے وہیں رسول کا بھی ذکر ہے۔ مگر تین موقع ایسے ہیں کہ وہاں صرف خدا تعالے
کا ذکر ہے رسول کا نہیں (۱) اذان کے آخر میں کہ صرف لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے (۲) چھینکنے کے پیچھے کہ محض
الحمد للہ کہا کرتے ہیں (۳) ذبح کے وقت کہ فقط بسم اللہ و اللہ اکبر کہا جاتا ہے فان مع العسر
یسرا بلاشبہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے کہ درگاہ الٰہی سے عین اس سختی میں نصیب ہوتی
ہے پھر وہ آسانی سختی کی متحمل ہو جاتی ہے ان مع العسر یسرا تحقیق اس مشکل کے ساتھ دوسری
بھی آسانی ہے اور وہ دوسری آسانی درجوں کی بلندی کا سبب ہے اگر کوئی کہے مع کا لفظ لغت عربیہ
میں معیت یعنے ملنے اور ساتھ ہونے کے معنوں میں آیا کرتا ہے۔ تو اس تقریر پر یہ بات لازم
آتی ہے کہ تنگی اور فراخی کا ایک ہی زمانہ ہوا اور یہ محال ہے کس لئے کہ دو ضدوں کا ایک زمانہ میں جمع
ہونا لازم آتا ہے و الضدان لا یجتمعان یعنی دو ضدیں باہم جمع نہیں ہو سکتیں تو اس کا جواب
یہ ہے کہ دو ضدوں کا واحد اعتبار سے آن واحد میں جمع ہونا منع بلکہ محال ہے مگر انہیں دو ضدوں کا
دو اعتباروں سے جمع ہونا ممکن ہے دیکھئے مسافر کو روزہ رکھنا اگرچہ گراں اور شاق معلوم ہوتا ہے
مگر مسلمانوں کی موافقت اور ہمراہی کی وجہ سے بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اور مصیبت زدہ
ہر چند کہ درد و دکھ میں مبتلا ہے۔ مگر ثواب کی امید اور اللہ تعالے کی خوشنودی

[illegible] سے آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح افلاس اگرچہ فقیر کو دنیا کی مشقت کا سبب ہے لیکن آخرت [illegible] کتاب سے نجات پانا اور چور اور بٹ ماروں سے بیخوف رہنا اور ظالم حاکموں کے تاوان دینے سے بچنا کمال آسانی ہے تو ہو سکتا ہے کہ ایک ہی چیز ایک زمانہ میں ایک اعتبار سے تو مصیبت ہو۔ اور دوسرے اعتبار سے آسانی بعض اہل تفاسیر نے اس کا یوں جواب دیا ہے کہ مع کا لفظ اگرچہ مقارنت اور نزدیکی کے واسطے آتا ہے مگر کبھی اس چیز کو جو کسی چیز کے بعد جلد حاصل ہوتی ہے تو اس نزدیکی کو بھی ملنا بولتے ہیں اور لفظ مع کا وہاں استعمال کیا کرتے ہیں۔ پس دنیا کی سختی ہر چند کہ دراز ہو لیکن آخرت کی آسانی اہل ایمان کو متصل ہے۔ حدیث شریف میں آیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت شریف کے نازل ہونے کے بعد گھر سے باہر ہنستے ہوئے تشریف لائے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمکو خوشی ہو اللہ تعالےٰ نے دنیا کی ہر سختی کے بعد دو آسانیاں دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک دنیا کی آسانی دوسری آخرت کی آسانی بعضے علمائے ذوفنون کہتے ہیں اذا اشتدت بك البلوٰی ففکر فی الم نشرح فعسرین لیسرین اذا فکرته فافرح یعنے جب بلاؤں کا ہجوم تجھپر ہو تو تجھے الم نشرح کے معنوں میں غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک سختی دو آسانیوں میں واقع ہوئی ہے پھر جب تو اس مضمون میں فکر کریگا تو خوشیاں منا کہ میری بھی سختی رہنے والی نہیں ہے اس مضمون کے قریب قریب حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ لن یغلب عسر یسرین یعنے ایک سختی دو آسانیوں پر غلبہ نہ کر سکیگی۔ اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اس مقام میں جس طرح لفظ یسر دو جگہ واقع ہے اسی طرح عسر کی وحدت بھی دو جگہ مذکور ہے پھر عسر اور یسر کا تعدد کہاں سے معلوم ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ ماہران عربیت کہتے ہیں کہ جب نکرہ کو بعد نکرہ یا معرفہ کے لایا کرتے ہیں تو دو جدائی کو چاہتا ہے یعنے دونوں کے مضمون جدا اور علیحدہ ہوا کرتے ہیں۔ اور جب معرفہ بعد نکرہ یا معرفہ کے لایا کرتے ہیں۔ تو وہ اتحاد کو چاہتا ہے یعنے دونوں کے مضمون ایک ہی ہوا کرتے ہیں جیسا عیسیٰ کا قول وارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول میں نکرہ کے بعد معرفہ یعنی الرسول رسولا کے بعد آیا ہے اور دونوں لفظوں سے ایک ہی پیغمبر موسےٰ مراد ہے اور جاء رجل من اقصا المدینۃ رجل میں نکرہ کے بعد نکرہ آیا ہے جس میں دونوں رجل سے علیحدہ علیحدہ رجل مراد ہیں۔ پس چونکہ اس مقام میں عسر کو دونوں مرتبہ معرفہ لائے ہیں۔ تو

Marfat.com

Marfat.com

دونوں عسر سے ایک ہی عسر مراد ہوگی اور یسر کو دونوں جگہ نکرہ لائے ہیں تو اس سے دو یسر چاہے گئے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمتوں کے شمار اور یاد دہی سے فراغت پائی تو اب ان نعمتوں کا شکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب فرمایا جاتا ہے فاذا فرغت فانصب پھر جب تو فارغ ہو ہر مرتبے اور ہر منصب کے حق ادا کرنے سے جو ہم نے تجھ کو عطا کئے ہیں جیسے نبوت و رسالت اور ہدایت و معرفت اور فلاحت کسب کے اور قضا اور احتساب اور تعبد اور ولایت وغیر ذلک پس اللہ تعالیٰ کی یاد میں رنج و محنت کھینچ و الی ربک فارغب اور اپنے رب کی طرف رغبت کر اور دل لگا بعض مفسرین اسکے معنے یون بیان کرتے ہیں کہ جب تم فرض نماز سے فارغ ہو تو دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاؤ بعضے کہتے ہیں کہ جب التحیات پڑھ چکے تو اپنی دنیا و آخرت کے واسطے دعا کر اس مقام پر واقف کاران عربیت ایک سوال کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ الم نشرح کو مضارع کے صیغے سے اور اس کے معطوفوں کو یعنی وضعنا اور رفعنا کو ماضی کے صیغوں سے تعبیر کرنے کے کیا معنی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ شرح صدر پہلی نعمت ہے بلکہ درحقیقت تمام نعمتوں کی جڑ ہے تو ہمزہ استفہام انکاری نفی پر لائے اور مضارع کے صیغے سے ذکر کیا تاکہ شرح صدر کے تجدد اور دوام پر دلالت کرے اور وضع اور رفع فرعی نعمتیں ہیں اور پچھلی کہ صدر کی وجہ سے حاصل ہوئی ہیں اسواسطے اُن کو ایسے صیغہ سے ذکر کیا کہ استمرار پر دلالت نکرے اور اس ترکیب میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ شرح صدر کی وجہ سے وضع اور رفع دونوں حاصل ہیں یعنے جب شرح صدر ہوا تو رفع اور وضع دونوں حاصل ہو چکے کیونکہ وضع اور رفع درحقیقت شرح صدر کا ثمرہ اور پھل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب اور اس سورت کے نازل ہونیکا سبب بعض علمائے یون بیان کیا ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے حضرت ابراہیم کو خلت کا مرتبہ بخشا اور حضرت موسےٰ کو کلیمی کی خلعت سے نوازا اور حضرت داؤد کے لوہے اور پہاڑوں کو تابعدار کر کے سرفراز کیا اور حضرت سلیمانؑ کو جنوں اور آدمیوں کی سلطنت دیکر اور آگ اور ہوا پرندوں کی تمام قدرت دیکر سرفراز فرمایا۔ مجھے کس چیز کے ساتھ مخصوص و ممتاز فرمایا اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال معراج ہونے سے پہلے ہوا ہو کیونکہ معراج کے بعد

ایسی مخصوص نعمتیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوئیں کہ انبیاؤں میں سے کسی نبی کو اُس کا عشر بھی حاصل نہیں ہوا اب جاننا چاہئے کہ تمثیل کے طور پر مجملاً بیان ہوتا ہے کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے مبارک کو ایک بڑا میدان لق و دق سمجھنا چاہیے اس میدان میں ایک ایسی عظیم الشان عمارت بنی ہوئی ہے جس میں بہت سی مجلسیں ہیں کہ بعضی تو اُن میں سے دنیا سے تعلق رکھتی ہیں اور بعضی آخرت سے اور بعضی دین و دنیا سے مثلاً ایک مجلس میں یہ خیال کیا چاہیے کہ ایک بڑا بادشاہ عظیم القدر اسمیں بیٹھا ہے اور تمام روئے زمین کے بادشاہ اسکے حضور میں حاضر ہیں اور اس سے سلطنت کے قوانین اور ملک گیری کے آئین پوچھتے ہیں۔ تو قیعات کسریٰ۔ تزک تیموری کلمات طیبات۔ واقعات عالمگیری۔ آئین اکبری دریافت کرتے ہیں۔ اور ان کتابوں کے مضامین کو جانچتے ہیں۔ کہ یہ آئین اور قوانین جو ان کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ ٹھیک ہیں یا نہیں نیز ملکوں کے انتظام کی تدبیریں صلح اور لڑائی کی گھاتیں ہر ہر اقلیموں اور ہر ہر شہروں کے اس بادشاہ عالیجاہ سے پوچھتے ہیں اور سیکھتے ہیں۔ اور دوسری مجلس میں ایک بڑا حاذق حکیم بیٹھا خانگی امورات کی تدبیریں اور اخلاق کی سنوار اور آداب کی درستی قاعدہ کے موافق بیان فرما رہا ہے اور بڑے بڑے زمانہ کے حکیم اور جہان کے دانا یہ قاعدے اس سے سیکھ رہے ہیں اور جو قواعد وارشاد فرماتا ہے اُس سے ارسطو نصر طوسی ابن مسکویہ ابن سینا وغیرہ جو بڑے دانا اور عالی دماغ ہیں۔ بہت سے علوم و فنون اخذ کرتے اور نکالتے ہیں اور اپنے فنون میں انہیں رواج دیتے ہیں اور تیسری مجلس میں ایک بڑا قاضی عدالت کے مسند پر بیٹھا ہوا جھگڑے اور قصے لوگوں کے چکا رہا ہے اور دونوں جھگڑنے والوں کو راضی کر رہا ہے۔ تمام جہان کے قاضی اسکے حکموں کو دستور العمل جانکر بڑی احتیاط کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ اور چوتھی مجلس میں ایک ایسا مفتی علامہ عصر فتوے کے مسند پر بیٹھا ہوا ہے جسکی مبارک زبان پر فتوے کا دریا جوش مار رہا ہے اور ہر ایک نئے معاملہ کا حکم اصول اور قواعد کے موافق کتاب و سنت سے نکالکر بیان کر رہا ہے۔ اور جہان کے روایتوں کے لکھنے والے اور فرائض کے ماننے والے اس کے گرداگرد ہجوم کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اُس کا ایک ایک لفظ نقل کرکے اپنی حاجتوں کے وقت اُس پر عمل کرتے ہیں۔ پانچویں مجلس میں ایک محتسب دبدبہ اور شوکت کے مسند پر بیٹھا ہے اور جو جلاد اُسکے سامنے کھڑے ہیں۔ وہ گناہگاروں اور فاسقوں کو اُسکے سامنے

Marfat.com

لاکر ہر ایک کو موافق اُس کے گناہ کے سزا دیتے ہیں کسی پر حد کسی پر تعزیر کوئی قید خانہ میں بھیجا جاتا ہے
کسی کو صرف چشم نمائی ہو رہی ہے۔ تمام لوگ احتساب کے قاعدے یعنی کوتوالی کے حکم اور تعزیر کی
اقامت اور بدعتیوں کی تنبیہ وغیرہ اس سے سیکھ رہے ہیں اور وہ برائیوں کے رخنے بند کرنے
اور شہوت وظلم کے راستوں کو روک دینے میں خوب کوشش کر رہا ہے۔ چھٹی مجلس میں ایک
قاری خوش خوان اور خوش الحان حنجرۂ داؤدی سے ساتوں قراءتیں سیکھتے ہوئے سامنے پڑھ رہا ہے
اور جہان کے قاری وہاں حاضر ہیں اور ہر وجہ اور ہر روایت کی تحقیق اس سے کر رہے ہیں اور وہ کسیکو
ادغام کا قاعدہ اور ارشاد فرما رہا ہے اور کسیکو ہمزہ کی تخفیف کی بحث اور کسی کو سیر ملوں کا قاعدہ اور کسیکو
اظہار واخفا اور اسی طرح ہر ایک کی تعلیم ہو رہی ہے۔ اور ساتویں مجلس میں ایک عابد ورود اور وظائف
اور نوافل میں ایسا مشغول ہے۔ کہ دنیا ومافیہا سے کچھ خبر نہیں رکھتا۔ صبح سے شام اور شام سے
صبح تک قرآن مجید کی تلاوت اور اذکار امام نووی اور حصن حصین جزری اور حزب اعظم ملا علی قاری۔ اور
اوراد شیخ الشیوخ رحمہم اللہ اجمعین کے مطالعہ میں مشغول ہے۔ اور انوار اذکار کی کثرت سے فرشتے
آسمان وزمین کے اس کی مجلس میں انسیت حاصل کر کے گروہ کے گروہ اُسکے گرداگرد ہجوم کئے
ہوئے ہیں اور اُن کو اُسکے حضور میں نہایت پونچھ پانچھ کرتے ہیں۔ اور وہ کسی کو رات دن میں نفلوں
کے ادا کرنے میں کیفیت تعلیم کر رہا ہے اور کسیکو کپڑا پہننے کی اور پانی پینے کی اور کھانا کھانے
کی اور نئے چاند دیکھنے کی اور سوائے اسکے دعائیں بتا رہا ہے اور سب لوگ اُسکی ہدایت کے
سبب سے ذکر اور ورد سے اپنی اپنی عمر کے وقتوں کو معمور کہتے ہیں۔ آٹھویں مجلس میں ایک
عارف کامل جملہ ذات وصفات اور افعال آلہی کے اسرار جو سب جہان میں پھیل رہے ہیں اور اُنکے
سوائے دوسرے علوم بے نہایت اپنی زبان سے اس طرح بیان کر رہا ہے کہ گویا موتی جھڑ رہے
ہیں۔ اور اس علم کے شوقین لوگ فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے مضمون وعبارت کو اسکی زبانی
لکھ رہے ہیں۔ اور اُس کی لذتیں حاصل کر رہے ہیں۔ نویں مجلس میں ایک واعظ منبر پر بیٹھا ہے
اور وعظ ونصیحت کے کلمات نہایت توضیح وتشریح سے بیان کر رہا ہے اور عام مجلس اسجگہ جمع ہے اور
اُسکے کلمات نصیحت آمیز کی تاثیر سے دل جنبش میں اور دل حرکت میں ہیں۔ کسیکو بڑے ثواب کی رغبت
دلا کر راہ پر لاتا ہے اور کسیکو بڑی دردناک تحریرات سے خوف دلا کر توبہ کراتا ہے اور قبر کے احوال اور

Marfat.com

حشر و نشر کی تکلیفیں اور حساب و میزان کی کیفیت اور پلصراط پر چلنے کی مشقتیں اور دوزخ کے طرح طرح کے رنج و عذاب اور بہشت کے بڑے بڑے مرتبے اور ثواب اور وہ عمل جو اس مقام کے لئے نفع بخش اور مضرت دہ ہوں۔ ان سب کا احوال خوب شرح اور بسط سے بیان کر رہا ہے کہ سخت دل نرم ہو جاتے ہیں۔ اور ناشناس لوگ شناسا ہو جاتے ہیں۔ دسویں مجلس میں ایک اولوالعزم پیغمبر بیٹھا ہوا اس طریق سے امت کو سیدھی راہ اختیار کرانے اور سمجھانے کیواسطے ہزاروں تدبیر اور حیلے سوچ رہا اور کر رہا ہے۔ اور جن لوگوں کو اس کام کی تدبیر کے واسطے اپنا رفیق کر رہا ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کو اُن کے حوصلے کے موافق احکام الٰہی کے پہونچانے کے واسطے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے چاروں طرف بھیج رہا ہے۔ اور ہر قوم کا معاملہ اپنے رسول سے سنکر اس معاملہ کے بندوبست کے واسطے کارگر تدبیریں اپنی عقل اور فکر سے خوب سوچکر اُن رسولوں کو تعلیم کر رہا ہے۔ گیارہویں مجلس میں ایک کامل مرشد صاحب طریقت بیٹھا ہے اور ہزاروں مرید خدا کے طالب اُسکی خدمت میں حاضر ہیں اور اپنی اپنی مشکلیں اُس سے حل کرا رہے ہیں۔ اور وہ ہر ایک کی استعداد و حوصلے کے موافق بیگانگی کے پردے کے دور کرنے میں کوشش کر رہا ہے اور مطلب کے پہونچنے کی راہ کا پتا بتلا رہا ہے اور ہر ایک احوالوں اور مقاموں اور مرتبوں اور منصبوں کی رہنمائی کر رہا ہے۔ اور مریدوں اور فائدہ لینے والوں کے باطنوں میں طرح طرح کی تاثیریں اپنی باطنی توجہ سے پہنچا رہا ہے اور ہدایت اور نفس کی پاکی کے کارخانہ کو رونق دے رہا ہے۔ بارھویں مجلس میں ایک نازنین محبوب چاند کا ٹکڑا بلکہ کعبے کی مانند بیٹھا ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے جمال کی تجلی نے اُس گلبدن کے بدن کو اپنا پاک گھر ٹھیرایا ہے۔ اور طور کی مانند ایک تجلی گاہ ہے۔ کہ حسن ازلی کے انواروں نے اُسکو روشن کر کے خدا کے محبوب کی شان اور ہمنشینی جلوہ گر کر رکھی ہے وہ اپنی محبت کی کشش سے لوگوں کے دل کو شکار کر رہا ہے اور لاکھوں اُس ازلی حسن کے عاشق بڑی بڑی دور سے بدون کسی منفعت کی امید کے اور بغیر خواہش کسی کمال کے حاصل کرنے کے واسطے فقط دیدار کے بھوکے دیوانوں کی طرح دوڑے چلے آتے ہیں اور اپنی اپنی پیشانیاں اُسکے فیض کے آستانہ پر رگڑتے ہیں اور اُسکے جمال کی ایک جھلک کے مشتاق ہیں اور یہ مرتبہ

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

تو ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی پانچوں وقت نوبت زمین و آسمان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ بجتی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اگر ایک شخص تخت بلقیس اٹھا لایا تو کیا تعجب ہوا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے مقدمہ میں جناب کبریا تعالیٰ شانہٗ خود فرماتا ہے زوجنکھا اسیطرح حسن و جمال یوسفی عام ہے اور ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حسن باکمال خاص ہے۔ اور جو فرق عام و خاص میں ہے وہ ظاہر ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو اگر لباس خلت ملا تو ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خلعت محبوبیت عنایت ہوا موسےٰ علیہ السلام نے اگر کوہ طور پر کلام باری تعالےٰ شانہٗ سنا تو ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرش بریں پر جو کچھ کہنا تھا۔ اللہ تعالےٰ سے کہا حضرت نوح علیہ السلام تو شکر میں ہی مشہور ہیں ہمارے ہیں۔ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شکر و صبر دونوں میں مشکور ہیں۔ اُن کے علاوہ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بھی بہت سے اوصاف مثل ولایت اور محبوبیت مطلقہ اور برگزیدگی خاص اور دیدار حق اور قرب کامل اور شفاعت کبریٰ اور جہاد و محاربہ دشمنان خدا کے ساتھ اور علم وسیع و عرفان اتم اور منصب قضا اور اور اجتہاد اور احتساب کہ آجتک بے کم و کاست دستور العمل چلا آتا ہے اور جسطرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی آپ کو پس پشت سے بھی نظر آتا تھا چنانچہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے فانی اراکم امامی ومن خلفی آپکو یہ حاجت نہ تھی کہ کسی چیز کو منہ پھیر کر ملاحظہ فرمائیں۔ اور اندھیری رات میں مانند روشنی کے ملاحظہ فرماتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت بینائی اسقدر تیز اور بڑھی ہوئی تھی کہ جب آپ نے مدینہ منورہ کی مسجد کی بنا ڈالی تو کعبہ معظمہ کو بچشم سر دیکھکر سمت قبلہ کی درست فرمائی اور عقد ثریا جو گیارہ ستارے ہیں بے تکلف بدیدۂ ظاہر شمار کر لیتے تھے آپ کی سماعت کی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ایک روز مجمع صحابہ میں ارشاد فرمایا کہ اس وقت میرے کان میں آسمان کے ایک دروازہ کھلنے کی آواز آئی کہ وہ دروازہ اس سے پہلے آجتک کبھی نہیں کھلا اور اس دروازہ سے ستر ہزار فرشتے سورہ انعام کے ساتھ آئے ہیں۔ اور آپ کے لعاب دہن میں خدا تعالےٰ نے عجیب وصف رکھا تھا کہ جنگ خیبر میں جب حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں درد ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھوں پر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ذرا سا لگایا پس اُسیوقت آنکھیں اچھی ہوگئیں اور ایک روز حسب اتفاق حضرت حسن رضی اللہ عنہ پاسے تھے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک اُن کے منہ میں دیدی تمام دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پانی نہ پیا۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ اُنس بن مالک نے کنواں بنوایا اتفاقاً اُس کا پانی کھاری نکلا۔ اُنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے ایک قطرہ اپنے لعاب دہن کا اُسمیں ڈالدیا پھر پانی اُسکا ایسا میٹھا ہوگیا کہ کسی کنوئیں کا پانی مدینہ طیبہ میں ایسا میٹھا نہ تھا۔ آپ کے جسم مبارک کی نرمی اور لطافت کا یہ حال تھا کہ اُنس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے کسی دیبا و حریر کو آپ کے کف مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا اور کسی مشک وغیرہ کی خوشبو آپ کے جسم مبارک کی بوئے لطیف سے زیادہ نہ دیکھی چنانچہ مشہور ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لیجاتے اور صحابہ کو معلوم نہ ہوتا تو خوشبوے آپ تک پہونچ جاتے اور جس جگہ آپ کا گذر ہوتا وہ گلی کوچہ معطر ہو جاتا اور معجزہ شق القمر کا عرب سے ہند تک مشہور ہے چنانچہ راجہ سراندیب نے جب یہ معجزہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھا تو اپنے شاستر دان برہمنوں سے اُسکا حال پوچھا اُنہوں نے کہا کہ عرب میں ایک خدا کا رسول ظاہر ہوا ہے جسکا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے یہ اُسکا معجزہ ہے یہ سنکر وہ راجہ مسلمان ہوا اور راجہ بھوج حاکم دکن نے یہ معجزہ بچشم خود دیکھا اور مسلمان ہوا علےٰ ہذا القیاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات اسقدر ہیں کہ جنکا شمار ہرگز نہیں ہوسکتا اور ارباب احادیث نے کتب سیر میں چونسٹھ ہزار معجزے قلمبند کئے ہیں۔ اور وصف اور کمال سیر معراج کا اور سواری براق کی اور مقام قاب قوسین او ادنےٰ تک پہنچنا اور سب سے پہلے آپ کا قبر سے اُٹھنا اور ستر ہزار فرشتونکا جلوہ میں ہونا اور عرش کے داہنے جانب کرسی پر بیٹھنا اور مقام محمود سے مشرف ہونا اور لواء الحمد ہاتھ میں رکھنا اور تمام حضرت آدم کی اولاد کو اُسکے سایہ کے تلے کھڑا رکھنا اور پہلے پلصراط سے گذرنا اور سب سے پہلے بہشت کے دروازہ کو کھولنا۔ اور سب کی شفاعت کرنا یہ کمالات آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ مخصوص ہیں اللّٰھم صل علےٰ سیدنا ومولانا محمد الف الف ذرّۃ والف الف مرّۃ وعلےٰ آلہ وصحبہ اجمعین آمین یا رب العلمین۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مکان پر روز خندق میں بہت سے لوگوں کو سیر بھر جو میں کھانا

کھلایا (متفق علیہ) اور اسیطرح حضرت ابو طلحہ رضؓ کے مکان پر تھوڑی غذا سے بہت لوگوں کو شکم سیر کر دیا (رواہ الشیخان عن انس) اور ایک بار دو ڈیڑھ سیر جو اور ایک بکری کے بچے سے اسّی آدمیوں کو کھانا کھلایا (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ عن جابر) اور یہ روایت بخاری میں بھی بدون ذکر عدد منقول ہے اور ایک بار حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کی چند روٹیاں اپنے ہاتھ میں لے گئے۔ اُن کو اسّی آدمیوں سے زیادہ کو کھلایا (مسلم بروایت انس رضی اللہ عنہ) اور ایک مرتبہ تھوڑے سے خرمے بشیر کے بیٹے ہاتھوں میں لائے اُنسے آپ نے سب لشکر والوں کا پیٹ بھر دیا۔ اور پھر بھی بچ رہے (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ عن بشیر بن سعد) اور ایک چھوٹا پیالا تھا کہ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پھیل نہ سکتا تھا۔ اُس میں اپنا دست مبارک رکھا۔ تو آپکی اُنگلیوں میں سے پانی پھوٹ نکلا جس سے تمام لشکر نے وضو کیا اور پانی پیا اور سب پیاسے تھے (رواہ البخاری ومسلم عن انس رضؓ) اور اُن میں صرف وضو کا ذکر ہے۔ اور ابو نعیم نے بروایت انس رضؓ پینے کو بھی ذکر کیا ہے اور ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی تبوک کے چشمہ میں ڈالدیا اور اُس میں پانی نہ تھا۔ تو اِس میں پانی اتنا چڑھ آیا کہ لشکر والوں نے جو ہزاروں تھے۔ پانی پیا اور چھک گئے (رواہ مسلم عن معاذ بن جبل) اور ایک بار حدیبیہ کے کنوئیں میں بقیہ وضو ڈالا تو اُس باوجودیکہ پانی نہ تھا۔ مگر ایسا پانی جوش کر آیا کہ پندرہ سو آدمیوں نے پیا (رواہ مسلم عن سلمۃ بن الاکوع) اور بخاری میں یہ ہی روایت براء سے منقول ہے اور دونوں میں لوگوں کی تعداد چھ سو اور ایک روایت میں پندرہ سو ہے اور حضرت عمر فاروق رضے اللہ عنہ کو آپنے ارشاد فرمایا کہ تھوڑے سے خرمے جو ملکر شتر کے گھٹنے کی برابر تھے چار سو سواروں کو زاد حوالہ کرو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے سب کو زاد بھی دیا اور اسی قدر بچ بھی رہے (احمد بروایت نعمان بن مقرن) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی لشکر کفار کی طرف پھینکی سب کی آنکھوں میں پڑی اور بیکار کر دیا۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی تو نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جس وقت پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی (مسلم بروایت سلمۃ بن الاکوع) اور اللہ تعالےٰ نے کہانت کو آپکے مبعوث ہونے سے باطل کر دیا بالکل نیست و نابود ہو گئے حالانکہ پیشتر علانیہ طور پر موجود تھے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(بخاری بروایت مرداس بن قیس) اور آپ کے لئے جب ممبر تیار ہوا تو جس ستون کے سہارے آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے اُس نے نالہ کیا یہاں تک کہ اُس کی آواز شتر جیسی سب اصحاب رضی اللہ عنہ نے سُنی آپ نے اُسکو اپنے سینے سے لگایا وہ خاموش ہوگیا (بخاری بروایت جابر و سہل بن سعد اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو ارشاد فرمایا کہ موت کی تمنا کرو پھر اُن کو آگاہ کردیا کہ موت کی تمنا نہ کرسکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بول بھی نہ سکے اور اظہار تمنا سے عاجز ہوگئے۔ اس کا قصہ سورہ جمعہ میں مذکور ہے جو مشرق سے لیکر مغرب تک کی جامع مسجدوں میں جمعہ کے روز پکار کر اُسی آیت کی عظمت کے لئے پڑھی جاتی ہے (متفق علیہ بروایت ابی موسے رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمار کو فرمایا کہ اُسکو باغی گروہ قتل کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنے حضرت رضی اللہ عنہ کی یہ پیشین گوئی جنگ صفین میں صادق ہوئی (مسلم بروایت ابی قتادہ و ام سلمہ و بخاری بروایت ابی سعید) کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوکے جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ باغی لوگ وہ تھے جو پیرائے نام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھے اُنھوں نے شہید کیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اے عثمان تم کو بلوہ پہنچے گا۔ یعنے ایک بڑی مصیبت پہونچیگی اور ظالم بے رحموں کے ہاتھ سے شہید ہوگے جسکے بعد جنت ہے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا (بخاری) اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے باب میں ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ اُن کے سبب سے مسلمانوں کی دو بھاری جماعتوں میں صلح کرائیگا (بخاری بروایت ابی بکرہ) اور ایک شخص یعنے قزمان کو جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہوگا۔ جو ایسا ہی ہوا یعنے اُس نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا اور یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ جن وجہوں سے معرفت پیشتر کی ہو جاتی ہے اوروں سے کسیطرح نہیں معلوم ہوسکتیں نہ نجوم سے کہانت سے نہ رمل سے نہ فال سے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے آگاہ کرنے اور وحی سے آپ کو معلوم ہوتا تھا اور ہجرت کے سفر میں سراقہ بن جعشم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تو آپ کی دعا سے اُس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اور ایک دھواں اُس کے پیچھے آیا یہاں تک کہ اُس نے آپ سے فریاد کی آپنے اُسکے لئے دعا فرمائی تو گھوڑے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے پاؤں زمین سے نکل آئے آپ نے اُسکو خبر دی کہ تیرے ہاتھ میں کسرے بادشاہ کے کنگن پہنائے جائینگے ایسا ہی ہوا (بخاری و مسلم بروایت صدیق اکبر رض) آپنے اسود یمنی کے قتل کی خبر دی تھی جس نے نبوت کا جھوٹا دعوے کیا تھا اُسی شب میں بیان فرمایا حالانکہ وہ صنعا میں مارا گیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف رکھتے تھے یہ قصہ سیر میں مذکور ہے اور قاتل کا نام فیروز دیلمی ہے صحیحین میں بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ یوں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جواب میں دو کنگن سونے کے اپنے ہاتھ میں دیکھے مجھکو اُسکی تعبیر سے رنج ہوا اور خدا کیطرف سے حکم ہوا کہ اُن کو پھونک ماریں نے پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے پھر میں نے اُن کو دو جھوٹے آدمیوں سے جو میرے بعد ہونگے تعبیر دیا تو ایک دن اُنمیں کا عنسی صاحب صنعا ہے ایک اُونٹ نے اپنی بے بسی کی شکایت صحابہ کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں کی تھی اور آپ کا منقاد ہو گیا تھا۔ (ابو داؤد بروایت عبداللہ بن مسعود) اور چند صحابہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں مجتمع تھے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص دوزخ میں جائیگا۔ اس کی ڈاڑھ کوہ احد جیسی ہو گی تو ایسا ہی ہوا۔ سب لوگ اسلام پر مرے اور ایک مرتد ہو گیا۔ اور اُسی بے دینی کی حالت میں مارا گیا۔ اور نام اُسکا دجال عتیق تھا۔ (دار قطنی بروایت ابی ہریرہ) اور آپ نے واسطے قضاء حاجت کے دو درختوں کو بلایا وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ملگئے پھر آپنے حکم فرمایا تو وہ جدے ہو کر جہاں سے آئے تھے وہیں چلے گئے (احمد بروایت ابی ہریرہ) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ ابی بن خلف کو میں قتل کروں گا۔ پس جنگ احد میں اُسکے ایک عضو کو ایسا چبا دیا کہ اُسمیں اُسکی موت ہوئی (بیہقی بروایت سعید بن مسیب مرسلاً) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بھلا بکری کے تھن کو ہاتھ لگا دیا جس نے کبھی دودھ نہ دیا تھا۔ پس وہ دودھ دینے لگی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اسلام کا یہی معجزہ سبب واقع ہوا (احمد بروایت ابن مسعود) اور ایک بار ام سعید خزاعیہ کے خیمہ میں آپ نے ایسا ہی کیا تھا اسکی سند تخریجات عراقی میں نہیں ملی اور کسی صحابی کی آنکھ نکلکر گر پڑی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اُسی جگہ رکھدیا تو وہ آنکھ دوسری سے صحیح اور خوبصورت زیادہ ہو گئی (ابو نعیم و بیہقی بروایت ...

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

قتادہ بن نعمان) اور یہی صحابی ہیں جنکی آنکھ گر گئی تھی۔ اور خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں آپ نے اپنا لب مبارک لگا دیا اسی وقت اچھی ہو گئیں اور آپ نے انکو جھنڈا دیکر روانہ فرمایا (بخاری و مسلم بروایت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے (بخاری بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) ایک صحابہ کی ٹانگ میں ضرب آئی تھی۔ آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اسپر پھیر دیا وہ فوراً اچھے ہو گئے (بخاری در قصہ قتل ابی رافع) اور ایک بار جو لشکر ہمراہ رکاب تھا اس کے زاد کی کمی ہوئی آپ نے فرمایا کہ جسقدر لوگوں کے پاس بچا ہوا توشہ رہ گیا ہے وہ سب کا سب میرے پاس لاؤ چنانچہ لوگوں نے اپنا اپنا بچا ہوا کھانا جمع کیا تو وہ بہت ہی تھوڑا تھا آپ نے اس میں برکت کی دعا مانگی پھر اہل لشکر کو اجازت فرمائی کہ لیجاؤ انہوں نے اٹھا لیا لوگوں کے پاس جو کچھ برتن تھے۔ سب پر ہو گئے۔ (متفق علیہ بروایت سلمہ بن الاکوع) اسکے علاوہ اور بہت سے آپ کے وہ معجزات و دلائل مطولات میں موجود ہیں جو صدق نبوت پر صراحۃً دلالت کر رہے ہیں جسکو مزید توضیح منظور ہو وہ مطولات ملاحظہ فرماوے اور بڑا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہان کے بلیغون سے عموماً اور عرب کے فصیحوں سے خصوصاً علانیہ طور پر فرمایا کہ اگر تم کو قرآن مجید میں شک ہے تو اس کا مثل لے آؤ اور اپنے مددگاروں سے معاونت بھی طلب کر لیں اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا یعنے اگر جمع ہوں آدمی اور جن اسپر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا اور پڑے مدد کریں ایک کی ایک اور یہ عاجز کرنے کو فرمایا تھا۔ چنانچہ اس سے عاجز ہوئے اور اپنی جانوں کو قتل کرایا مگر قرآن مجید کا معارضہ نہ کر سکے آجتک کہ تیرہ سو برس گذرے ہزاروں فصیح بلیغ دنیا میں پیدا ہوئے مگر قرآن حمید کی چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کی برابر بھی نہ بنا سکے یہ معجزہ تا قیامت قائم و دائم چلا جائیگا وہ شخص بڑا بدبخت و غبی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال و افعال و اقوال و اخلاق و معجزات کو دیکھے اور سنے پھر آنجناب سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے اور بڑا توفیق یافتہ وہ شخص ہے

Marfat.com

Marfat.com

کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اللھم ارزقنا اتباع نبیک وحبیبک ورسولک
محمد صلے اللہ علیہ وسلم امین ثم امین یا رب العلمین قال موسے علیہ السلام رب
اشرح لی صدری وقال لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم الم نشرح لک صدرک بعونہ تعالیٰ ما
ترکہ علے ھذہ الحالۃ بل قال وسراجا منیرا فانظر الی التفاوت فان شرح الصدر ھو
ان یصیر الصدر قابل النور والسراج المنیر ھو ان یعطے النور فالتفاوت بین موسے علیہ
السلام ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کالتفاوت بین الاخذ والمعطے (کبیر) وایضا کلمۃ
لا الہ الا اللہ نور ہے اور وضو نور ہے اور نماز نور ہے اور قبر نور ہے اور جنت نور ہے۔ پس بحق
انوار جو عطا کیا ہم کو دنیا میں محروم نکر ہمکو انوار فضل واحسان اپنے سے قیامت کو اور پوچھے گئے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شرح صدر سے فرمایا نور یقذف فی القلب فقیل وما امارتہ
قال التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل النزول
یعنے فرمایا دور اور الگ ہونا دنیا سے اور رجوع ہونا آخرت کی طرف اور طیار رہنا پہلے آنے موت
کے اور ذکر کیا اللہ تعالے نے دس چیزوں کو بالنور پہلے ذات اپنی کو اللہ نور السموٰت دوسرے
رسول کو قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین تیسرے قرآن حمید واتبعوا النور الذی
انزل معہ چوتھے ایمان یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم پانچویں عدل اللہ واشرقت
الارض بنور ربھا چھٹے ضیاء القمر وجعل القمر فیھن نورا ساتویں نہار وجعل الظلمت والنور
آٹھویں بینات انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی ونور نویں انبیاء علیہم السلام کو نور
علے نور دسویں معرفت کو مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح کانہ قال رب اشرح لی
صدری حتی یصیر القلب کالسراج واللص اذا رأی السراج یوقد فی البیت
لا یقرب منہ واللہ قد اوقد سراج المعرفۃ فی قلبک فکیف یقرب الشیطان منہ
واعلم انہ تعالیٰ اعطے قلب المؤمن تسع کرامات احدھا الحیاۃ ومن کان میتا فاحییناہ
وقال علیہ السلام من احیا ارضا میتۃ فھی لہ فالعبد لما احیا ارضا فھی لہ والنکتۃ ان
الرسول یھدی نفسک والقرآن یھدی روحک والمولیٰ یھدی قلبک فلما کانت الھدایۃ من
الکبیر من محمد صلے اللہ علیہ وسلم ادجرم تارۃ تحصل واخری لا تحصل انک لا تھدی من احببت

الله یهدی من یشاء وهدایة الروح لما کانت من القرآن فانها تحصل واخری لا تحصل یصل به کثیرا ویهدی به کثیرا اما هدایة القلب فلما کانت من الله فانها لا تزول لان الهادی لا یزول ویهدی من یشاء الی صراط مستقیم اعلم ان البدن بالکلیة کالمملکة والصدر کالقلعة والفؤاد کالقصر والقلب کالتخت والروح کالملک والعقل کالوزیر والشهوة کالعامل الکبیر الذی یجلب النعم الی البلدة والغضب کالاستعمال الذی یشتغل بالضرب والتادیب ابدا والحواس کالجواسیس وسائر القوی کالخدم والعملة والصناع ثم ان الشیطان خصم لهذه البلدة ولهذه القلعة ولهذه الملک فالشیطان هو الملک والهوی والحرص وسائر الاخلاق الذمیمة جنوده فاول ما اخرج الروح وزیره وهو العقل فکذا الشیطان اخرج فی مقابلة الهوی فجعل العقل یدعوا الی الله تعالی والهوی یدعوا الی الشیطان ثم ان الروح اخرج الفطنة المالغة للعقل فاخرج الشیطان فی مقابلة الفطنة الشهوة فالفطنة توقفک علی معاقب الدنیا والشهوة تحرک الی لذات الدنیا ثم ان الروح امد الفطنة بالفکرة لتقوی الفطنة بالفکرة فتقف علی الحاضر والغائب من المعائب علی مال قال علیه السلام تفکر ساعة خیر من عبادة سنة فاخرج الشیطان فی مقابلة الفکرة الغفلة ثم اخرج الروح الحلم والثبات فان العجلة تری الحسن قبیحا والقبیح حسنا والحلم یوقف العقل علی قبح الدنیا فاخرج الشیطان فی مقابلة العجلة والسرعة فلهذا قال علیه السلام ما دخل الرفق فی شیء الا زانه ولا الخرق فی شیء الا شانه وقال بعضهم المواد اربعة الصدر والقلب والفؤاد واللب فالصدر مقر الاسلام افمن شرح الله صدره للاسلام والقلب مقر الایمان ولکن الله حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم والفؤاد مقر المعرفة کما کذب الفؤاد ما رای ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا واللب مقر التوحید انما یتذکر اولوا الالباب

واضح ہو کہ اللہ تعالی نے انسان کو تین قوتیں عنایت کی ہیں ایک قوت عقلی ہے جسکے سبب سے نیک وبد کو دریافت کرتا ہے دوسری قوت شہوی جسکے سبب سے چیزونکی طرف خواہش کرتا ہے تیسری قوت غضبی ہے کہ اُس کے سبب سے اپنے مخالف ومزاحم کو دفع اور دور کرے پس جب یہ قوتیں آدمی کی تابعدار ہو جائیں اور وہ شخص اپنی قوت عقلیہ کو شریعت کے

Marfat.com
Marfat.com

نور سے روشن کرے اور انبیاء کے طریقے پر چلاوے اور نیک کو نیک اور بد کو بد پہچان کے
ان دونوں قوتوں کو کام میں لگاوے تب مرتبہ تقوے کا حاصل ہووے اور اگر خدانخواستہ
قوت عقلیہ اُس کے نور شرع سے منور نہووے اور نیک کو بد اور بد کو نیک جانتا باوجود منور
ہونے کے شریعت کے نور سے حکم قوت عقلیہ کا ان دونوں پر جاری نہو بلکہ قوت غضبیہ وشہویہ
نے قوت عقلیہ کو اپنا تابعدار کر لیا اُس وقت مرتبہ فجور کا حاصل ہوگا۔ آمدیم بر فضائل سید المرسلین محمد
صلے اللہ علیہ وسلم جو شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے ارقام فرمائے ہیں۔ مختصراً
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خصوصیتیں جناب اقدس الٰہی سے حاصل ہوئی ہیں سو دو قسم
ہیں پہلی قسم وہ ہے جسمیں اور پیغمبر بھی شریک ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ
نعمتیں سب سے آگے اور ان سب سے زیادہ دی ہیں اور اسی سبب سے آپکو اُن سب سے
ممتاز فرمایا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو اُنہیں کو مخصوص ہے اور کسی کو اُن میں شرکت نہیں
یہاں مختصر کر کے بیان کرتا ہوں ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیٹھ کے پیچھے
سے ایسا دیکھتے تھے جیسے روبرو اور رات کے وقت اور اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے
جیسا دن کو روز روشن میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک کا لعاب کھاری پانی
کو میٹھا کرتا تھا اور شیر خوارے بچوں کو اپنے منہ مبارک کے لعاب سے ایک قطرہ چکھاتے تھے
تو وہ بچے سارا دن پیٹ بھرے رہتے تھے دن بھر دودھ طلب نہ کرتے تھے چنانچہ عاشورے
کے دن اہلبیت کے بچوں سے تجربہ ہوا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بغلیں سفید رنگ
اُجلی شفاف تھیں اُن میں اصلاً بال کا نام نہ تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سو جاتی تھیں
اور دل جاگتا رہتا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز اتنی دور جاتی تھی جو اور کی
آواز اُسکے دسویں حصہ تک بھی نہ جاتی تھی اور آپ کی آواز اتنی دور سے سنتے تھے جو اور کی
آواز اُس پلے سے سُن نہ سکتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری
عمر میں جمائی نہ آئی اور کبھی احتلام نہ ہوا اور اُن کے بدن مبارک کا پسینہ
مشک سے بہت خوشبودار تھا یہاں تک کہ اگر کسی رستے سے تشریف لیجاتے تو لوگ
آپکے پسینے کی خوشبو کے سبب سے جو اُس ہوا میں پھیلی رہتی تھی معلوم کر لیتے تھے اور کسی آدمی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نے آپ کے بول و براز کو نہ دیکھا زمین پھٹکر نگل لیتی تھی اور اُس جگہ سے مشک کی خوشبو نکلتی تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تولد کے وقت ختنہ کئے ہوئے ناف کٹے ہوئے اور پاک صاف کہ اصلا اُن کے بدنِ مبارک پر پلیدی کا اثر نہ تھا پیدا ہوئے اور زمین پر سجدہ کرتے ہوئے اور اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تشریف لائے اور اُن کے تولد کے وقت ایک نور چمکا اور ایسی روشنی ہوئی جو اُنکی ماں کو اُس روشنی کے سبب سے شام کے شہر نظر آئے اور فرشتے اُنکو جھولا جھلاتے تھے اور چاند اُن کے ساتھ بچپن کے وقت جھولے میں باتیں کرتا تھا اور جب اُس کو اشارہ فرماتے تو آپکی طرف جھکتا تھا اور بارہا جھولے میں جھولتے کلام کیا ہے اور بادل آپ پر ہمیشہ دھوپ کیوقت سایہ کرتا تھا۔ اور اگر درخت کے تلے تشریف لاتے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف متوجہ ہوتا تھا اور آپ کا سایہ زمین پر نہ گرتا تھا۔ اور آپ کی پوشاک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور اگر آپ کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور آپ کی سواری کی مدت تک لید اور پیشاب نہ کرتا تھا اور عالم ارواح میں جو اول پیدا ہوئے وہ آپ تھے اول ما خلق اللہ نوری اس کا مصداق ہے اور جس نے پہلے الست بربکم کے جواب میں بلےٰ کہا وہ آپ ہی تھے اور معراج اور براق کی سواری بھی مخصوص آپکو تھی اور آسمان پر جانا اور قاب قوسین تک پہنچنا اور دیدار الٰہی مشرف ہونا اور فرشتوں کو اُن کی فوج و سپاہ بنانا کہ لشکر کی طرح آپ کے ہمراہ ہو کر لڑیں یہ بھی خاصہ آپ کا ہے اور چاند کا دو ٹکڑے کرنا اور دوسرے عجائب معجزے بھی آپ کے ہی ساتھ مخصوص ہیں اور قیامت کے دن جتنا کچھ آپ کو ملیگا اتنا کسی اور کو نہ ملیگا ولسوف یعطیک ربک فترضےٰ اسپر دال ہے اور جو پہلے قبر سے اُٹھیگا سو آپ ہی ہوں گے اور جو بے ہوشی سے ہوشیار ہوگا وہ بھی آپ ہی ہونگے اور آپ ہی کو حشر میں براق پر لاوینگے اور ستر ہزار فرشتے آپکے چوگرد ہونگے اور آپکو عرش عظیم کے داہنی طرف کرسی پر بٹھاوینگے اور مقام محمود سے مشرف کرینگے اور لواء الحمد کا آپ کے ہاتھ میں دیوینگے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اُنکی اولاد اسی جھنڈے کے نیچے ہونگے اور تمام انبیاء اپنی اُمتوں سمیت آپکے پیچھے چلیں گے اور پروردگار کا دیدار دیکھنا پہلے انہیں سے شروع ہوگا اور اُنہیں کو شفاعت عظمیٰ سے مخصوص کرینگے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اور پلصراط پر پہلے گذر کریگا سو آپ ہی ہونگے اور محشر کی ساری خلائق کو حکم ہوگا کہ اپنی آنکھوں کو بند کرلو تاکہ اُن کی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پلصراط پر تشریف لجاویں اور پہلے جو بہشت کا دروازہ کھولیگا وہ آپ ہی ہونگے اور آپ ہی کو قیامت کے وسیلے کے مرتبے سے مشرف کرینگے عسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اُس کا شاہد ہے اور وہ وسیلہ ایک ایسا بلند مرتبہ ہے جو مخلوقات میں سے کسی کو میسر نہ ہوگا اور اُسکی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم قیامت کے دن جناب باری سے قرب منزلت میں ایسے ہونگے جیسا وزیر شاہ سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام شریعتوں میں جن چیزوں کے ساتھ مخصوص ہیں سو بہت ہیں مختصراً قدرے قلیل بیان کرتا ہوں ایک یہ کہ مال غنیمت آپ کو حلال ہوا اور ساری زمین آپکے واسطے حکم مسجد کا رکھتی ہے جسجگہ چاہیں نماز پڑھیں سوائے مقبرہ ومزبلہ وغیرہ نجس جگہ کے اور زمین کی مٹی کو پاک اور پاک کنندہ کہا اور نماز پنجگانہ اور وضو اس طریق سے اور اذان واقامت اور سورۂ الحمد اور آمین اور جمعہ کا روز اور قبولیت کی ساعت جو جمعہ کے دن میں ہے اور رمضان شریف اور شب قدر کی برکتیں وغیرہ کہ یہ سب آپ ہی کے واسطے مخصوص ہیں اور آپ کی وہ خصوصیتیں جو باطنی کے مراتب کے ساتھ متعلق ہیں اور وہ تعلقات جو روز بروز بڑھتے اور زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ حالات اور مقامات جو آپ کے آمتیوں کو آپکی تابعداری کرنے کے طفیل سے حاصل ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں اور قیامت تک حاصل ہونگے اور وہ علوم اور عرفان جو آپ کو عطا ہوئے ہیں سو بے انتہا ہیں ولسوف یعطیک ربک فترضٰی میں ان سب چیزوں کا اشارہ ہے ولہذا عطا کو خاص نہ کیا یعنے یہ کچھ اور اتنا نہ فرمایا اور حقیقت شرح صدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بغیر بیان کرنے ایک مقدمہ کے سمجھنا مشکل ہے سو وہ مقدمہ یہ ہے کہ غیب کے عالم کی نسبت ظاہر کا عالم ایسا ہے جیسے اصل کی نسبت فرع سے ہوتی ہے اور جیسے آدمی کی نسبت اُس کے سائے سے سو جو چیز کہ عالم ظاہری میں پائی جاتی ہے اگر عالم غیب میں اُس کی کچھ اصل ہے تو بہتر ہے اور جو نہیں ہے تو جیسے دھوکا کہ ایک دم میں مٹ جاتا ہے اور جیسے جھوٹا خیال کہ کچھ اصل نہیں رکھتا اسیطرح سے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جو چیز کہ عالم غیب میں پائی جاتی ہے اگر اس کی کوئی مثال یا کوئی صورت ظاہر کے عالم میں نہیں ہے تو اُس کی مثال ایسی ہے جیسے بے پھل کا درخت اور بدبو بے دلیل اور بے نشان اسی واسطے کہا ہے کہ جو کچھ عالم ارواح اور عالم غیب میں ہے وہ مصدر اور جڑ ہے اور جو کچھ عالم اجسام اور عالم ظاہری میں ہے وہ مظہر اور شاخ اُسکی ہے پھر جب یہ مقدمہ جانا گیا تو اب واضح ہو کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معنوی شرح صدر عالم غیب میں ثابت ہوا تو عالم ظاہری میں یہ معاملہ چار مرتبہ پر ظہور پایا پہلی مرتبہ میں اُس وقت ہوا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں تھے کہ آپ کے والد نے وفات پائی پھر جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے چاہا کہ پرورش کے لئے کسی دائی کی سپرد کریں کیونکہ عادت عرب کی یوں تھی کہ اپنی اولاد کو پرورش کیواسطے باہر کی دائیوں کو دیدیتے تھے اور وہ دائیاں اپنے اپنے گھروں میں لیجا کر پرورش کر کے دو چار برس کے بعد پہنچا دیتی تھیں اتفاقاً اُن دنوں میں بھی کتنی عورتیں دودھ والیاں بنی سعد کے قبیلے سے جو طائف کے گرد و نواح میں رہتی تھیں بچوں کے لینے کے واسطے مکہ معظمہ میں آئی تھیں اور مالداروں کے بچوں کو لے کر اپنے گھروں میں روانہ ہوئیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یتیمی کے سبب سے کسی نے قبول نہ کیا ایک عورت جنکا نام بی بی حلیمہ تھا یہ بھی اُن عورتوں کے ساتھ آئی تھیں اور بہت مفلس تھیں اس سبب سے کسی نے اپنا بچہ پرورش کرنے کو اُن کو نہ دیا تھا حیران و پریشان تھیں بغیر کوئی بچہ لئے خالی ہاتھ لوٹ جانا بڑی خفت و شرمندگی کی بات تھی۔ لاچار ہو کر یہی دل میں ٹھیرایا کہ اس لڑکے یتیم کی اگرچہ پرورش کرنے میں بظاہر کوئی منفعت کی صورت نظر نہیں آتی لیکر چلیے یہ سوچکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لیکر روانہ ہوئیں اور اُن کی سواری کا گدھا نہایت ہی دُبلا تھا کہ چل نہیں سکتا تھا جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیکر اُس پر سوار ہوئیں وہ گدھا اس قدر قوی اور تیز رو ہو گیا کہ سب گدھوں سے آگے نکلگیا باوجودیکہ وہ سب آگے چلی تھیں تمام قافلہ والوں کو اسبات کے دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا۔ جب بی بی حلیمہ اپنے گھر میں پہنچیں اور اپنی بکریوں کو جنھیں دُبلی اور بے دودھ چھوڑ آئی تھیں سب کو موٹا تازہ اور دودھ دار پایا اُن سب باتوں کے

Marfat.com

دیکھنے سے اُن کو یقین ہوا کہ یہ سب اِس بچے کے قدموں کی برکت سے ہے سو نہایت شفقت
و پیار سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے لگیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اُن کے گھر میں چار سال کے ہوئے ایک دن بی بی حلیمہ کے بیٹوں کے ساتھ بکریاں
چرانے کو تشریف لے گئے تھے اور وہ لڑکے آپ کو جنگل میں بکریوں کے پاس چھوڑ کر
اپنی ماں کے پاس کھانا لینے کو گئے تھے اور آپ اکیلے بکریوں کے پاس کھڑے تھے
کہ یکایک دو گدھ کی شکل جانور نمودار ہوئے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا یہ وہی
شخص ہے دوسرے نے کہا ہاں یہ وہی شخص ہے پھر دونوں آپکی طرف متوجہ ہوئے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اُنسے خوف معلوم ہوا تو وہاں سے آپ بھاگے آخر اُن جانوروں نے
آپ کو آ کے لیا اور دونوں بازو آپکے پکڑ کر زمین پر چت لٹا دیا اور اپنی چونچ سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو چاک کیا اور سینے کے اندر سے دل کو بھی نکال کر
چاک کیا اور اُس دل کے اندر سے ایک پھٹکی جمی ہوئی سیاہ خون کی نکال کر پھینک دی اور
کہا یہ خون جما ہوا مردار شیطان کا حصہ ہوتا ہے ہر آدمی میں اسی واسطے اُن کے دل سے
نکال ڈالا تاکہ کبھی شیطان کے وسوسے کو اُن کا دل قبول نہ کرے اُس کے بعد ایک
نے دوسرے سے کہا وہ برف کا پانی لایا پھر اُس سے آپ کے سینۂ مبارک کو دھویا پھر اُولے
کا پانی منگوا کر اُس سے آپکے دل کو دھویا اُس کے بعد سکینہ منگوایا اور سکینہ ایک چیز تھی وزور
کی طرح اور وزور رہتے ہیں چھڑکنے والی چیز کو اُس کو آپکے قلب مبارک پر چھڑکا پھر ایک نے دوسرے
سے کہا کہ اب اِسکو سی دے پھر اُسکو سی دیا اور نبوت کی مہر کر دی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے سینۂ مبارک بھی سی کر برابر کر دیا چنانچہ اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خاص خادم تھے کہتے ہیں کہ میں نے اِس سینے کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سینۂ مبارک پر دیکھا تھا القصہ بی بی حلیمہ کے لڑکے جو کھانا لینے گئے تھے آ پہنچے اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے اور اُسی وقت اپنی والدہ سے جا کر کہا
وہ یہ حال سنکر نہایت گھبرائیں اور اپنے خاوند کو لیکر اُسیوقت آپ کے پاس اُس جنگل
میں پہنچیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بہو نچک سے کھڑے ہیں اور رنگ مبارک

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

آپ کا زرد ہو رہا ہے بی بی حلیمہ نے آپ کو نہایت شفقت سے اپنی گود میں لیکر تسلی و دلاسا دیا اور احوال پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا آپ نے زبان مبارک سے جو کچھ کہ گذرا تھا سب بیان فرمایا بی بی حلیمہ نے اُس روز سے آپ کی نگہبانی بہت کرنا اختیار کیا اور اکیلا گھر سے باہر نجانے دیتی تھیں یہاں تک کہ اُن کے خاوند نے اُنسے کہا کہ یہ لڑکا کچھ عجیب و غریب ہے ایسے ایسے معاملہ اِس کے ساتھ ہوتے ہیں کہ ہماری عقل میں نہیں آتے ایسا نہ ہو کہ اِسکو کسی طرح کی اذیت یہاں پہونچے بہتر یہ ہے کہ انکو اِن کے دادا عبدالمطلب کے پاس پہنچا دیں چنانچہ آپ کو اِسی عمر میں آپ کے دادا پاس پہنچا دیا واضح ہو کہ اُسوقت کی شرح صدر سے اللہ تعالی کو منظور یہ تھا کہ لڑکوں کے دلوں میں جو رغبت کھیل کود کی و دیگر نامناسب کاموں کی ہوتی ہے وہ آپ کے دل سے نکلجاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو طفولیت کی حالت میں بھی کھیل کود کی طرف رغبت و خواہش نہ تھی جس طرح اِس عمر میں دوسرے لڑکوں کو ہوتی ہے اور آپ کا اُٹھنا بیٹھنا ایک انداز با تمکین سے تھا۔ اللھم صل وسلم علے سیدنا ومولٰنا وشفیعنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ آمین یارب العلمین۔ اور دوسری بار شرح صدر کا بیان یہ ہے کہ ابن حبان اور حاکم اور ابونعیم اور ابن عباس اور ضیائے مقدسی اور عبداللہ بن احمد نے مسند کے زوائد میں صحیح سند سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب دس برس کے ہوئے تو ایک جنگل میں تھے وہاں دو آدمیوں کو دیکھا اور فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے تمام عمر ایسے نفیس نورانی چہرے کے آدمی نہیں دیکھے اور ایسی خوشبو اُن میں آتی تھی کہ میں نے کسی عطر میں نہیں سونگھی اور اُن کے کپڑے ایسے نفیس اور شفاف اور براق تھے کہ پھر ایسا کپڑا دوسرا آجتک میری نظر سے نہیں گذرا اور وہ دونوں شخص جبرائیل اور میکائیل تھے اور اُن دونوں نے میرے دونوں بازو ایسے آہستگی سے پکڑے کہ مجھکو کچھ بھی معلوم نہوا اور مجھکو پیٹھ کی ہڈی پر چت لٹایا کہ کوئی جوڑ میرا بیکل نہ ہوا اور دکھ نہ پایا پھر اُنہوں نے میرا پیٹ چاک کیا اِس طرح سے کہ کچھ دکھ درد نہ ہوا اور خون بھی نہ نکلا اور ایک اُن میں سے سونے کے طشت میں پانی لاتا

Marfat.com

تھا اور دوسرا اندر سے میرا پیٹ دھوتا تھا پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اُن کے دلکو
چاک کرکے کینہ اور بدخواہی کو اس سے دور کرو اُس نے دلکو چیر کے ایک خون کی بندھی
پھٹکی نکال کے پھینک دی پھر کہا شفقت اور مہربانی اُن کے دلمیں ڈالدو سو ایک چیز چاندی
کی تل جیسی لاکر میرے دل میں ڈالدی اور ایک سوکھی دوا مانند زور یعنی چھڑکنے کی چیز کی مانند
لاکر اُس پر چھڑکی پھر میرا انکو ٹھاپکڑ کر کہا جاؤ ہمیشہ خوش رہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میں اُس وقت سے اپنے دل میں ہر چھوٹے بڑے پر شفقت و مہربانی پاتا ہوں اور اُسی وقت
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سن بلوغ کے قریب پہونچے تھے اور جوانی کے لوازمات میں سے
شہوت یعنے نفس کی خواہشوں کی جانب جھکنا اور غضب کا جوش مارنا ہے لہذا اُن گناہوں کے بچانے
کیواسطے جو شہوت و غضب سے تعلق رکھتے ہیں اور اکثر اُنکا غلبہ اور جوش و خروش عین جوانی یا
بعد جوانی کے ہوا کرتا ہے آپکے سینۂ مبارک کا چاک کرنا دوسری مرتبہ ہوا تیسری مرتبہ کا بیان یہ ہے
کہ جب بعثت کا زمانہ قریب پہونچا اور وحی کے نازل ہونیکا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مبارک دل پر نزدیک آیا تو پھر تیسرے مرتبے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کو صاف کرنے
اور قوت دینے کے واسطے چاک کر ڈالا چنانچہ اس قصہ کو بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل میں اور ابو داؤد
طیالسی اور حارث بن ابی حسامہ نے اپنے اپنے مسندوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
یوں روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے کے اعتکاف کی نذر مانی تھی
اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپکے ساتھ اس اعتکاف میں شریک ہوئی تھیں اور اتفاق سے وہ
مہینہ رمضان کا تھا یہ دونوں ایک غار میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک رات وقت کو دیکھنے اور تاروں کی طرف نظر کرنے کیلئے باہر نکلے کہ یکایک ایک آواز السلام علیک کی آئی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے یہ جانا کہ یہ آواز جنون کی جھٹ جیسی ہے یعنے کسی جن
کا اس مکان میں گذر ہوا میں سوچکر دوڑا اور غار میں پہونچا اور حضرت خدیجہ کو اس حال سے خبردار کیا حضرت
خدیجہ نے کہا کہ یہ خوشخبری کی آواز ہے کیونکہ السلام علیک کا لفظ امن اور اُنسیت کا نشان ہے
اس آواز سے مت ڈرئے آنحضرت فرماتے ہیں پھر جب دوسرے مرتبے میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں
کہ جبرائیل علیہ السلام ایک تخت پر جسکی چمک آفتاب کی سی ہے بیٹھے ہیں اور اپنا ایک پر مشرق میں ایک

Marfat.com

مغرب میں پہونچایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس حالت کے دیکھنے سے مجھکو بڑا ڈر معلوم ہوا اور چاہا کہ
پھر غار میں گھس جاؤں لیکن جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اتنی فرصت نہ دی اور جھٹ غار کے دروازے
پر آدھمکے اور مجھ میں اور غار کے دروازہ میں حائل ہو گئے یہاں تک کہ اُنکے دیکھنے اور اُنکے کلام کے سننے
سے میری دہشت جاتی رہی بلکہ اُنسیت حاصل ہوئی پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے وعدہ لیا کہ فلانے
وقت اکیلے آنا آپ فرماتے ہیں میں اس وعدے کیوقت اکیلا آکر دیر تک انتظار میں کھڑا رہا جب بہت دیر
ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ اب گھر کو جاؤں یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما
السلام دونوں کے دونوں آسمان اور زمین کے درمیان بڑی عظمت اور شان و شوکت سے آتے ہیں اُنہوں
نے آتے ہی مجھکو زمین پر لٹا کر میرے سینہ کو چاک کر ڈالا اور میرے دلکو نکالکر سونے کے طشت میں زمزم کے
پانی سے دھویا اور ایک چیز اُسمیں سے نکالڈالی مگر میں معلوم نہ کر سکا کہ وہ کیا چیز تھی پھر دلکو اپنے مکان
پر رکھکر سینے کو درست کر دیا پھر دونوں فرشتوں نے میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کے اُلٹا کیا جسطرح نوگ برتن کو
اندر کی چیز گرانے کیلئے اوندھا کرتے ہیں پھر ایک مہر میری پیٹھ پر کر دی یہاں تک کہ اس مہر کرنیکا
صدمہ میں نے اپنے دلمیں پایا چوتھے مرتبہ معراج کی رات میں آنحضرت کا سینہ چاک ہوا اور
اس مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینہ کے چاک ہونیکا سبب یہ تھا کہ آپکا مبارک
دل عالم ملکوت یعنے عالم ارواح کی سیر کی قوت حاصل کرے اور اُن تجلیات کی روشنی دیکھنے
کی طاقت پیدا کرے جنکے دیکھنے سے دلمیں وحشت آجاتی ہے معراج چڑھنے کے آلہ یعنے سیڑھی
کو کہتے ہیں گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے ایک سیڑھی رکھی تھی کہ اُسپر سے آسمان پر چڑھے
چنانچہ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر چڑھے تو ایک سیڑھی
اُنکے لئے رکھی جسپر سے اوپر گئے اور وہ ایک سیڑھی ہے کہ ملائکہ اُس پر سے چڑھتے اُترتے ہیں کثیر علما اسپر
ہیں کہ معراج ربیع الاول کے مہینے نبوت کے بارھویں سال ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ ستائیسویں رمضان کو
ہوئی پر مشہور یہی بات ہے کہ ستائیسویں رجب کو ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ نبوت کے سنہ پانچ یا
چھ میں ہوئی تھی اور جاننا چاہیے کہ اس مقام میں دو لفظ آئے ہیں ایک اسرای دوسری معراج اسرای
تو مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک ہے اور معراج مسجد اقصےٰ سے آسمان تک اور اسرا کا ثبوت نص
قرآن سے ہے جسکا منکر کافر ہے اور معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جسکا منکر گمراہ اور بدعتی

Marfat.com

ہے اوّل علماء اِس باب میں مختلف ہیں کہ معراج خواب میں ہوئی یا بیداری میں اور ایک بار ہوئی یا کئی بار
ایک بار جاگتے میں اور کئی بار سوتے میں اور جو کچھ کہ سوتے میں تھی توطیہ اور تمہید اُسکی تھی کہ جاگتے میں
ہوئی تاکہ قوت وانسیت اُس عالم کیساتھ حاصل ہوئی یا جاگتے میں تھی بدن کیساتھ بیت المقدس
تک اور روح کیساتھ آسمان تک اِس باب میں محقق مسئلہ یہ ہے کہ معراج بدن شریف کیساتھ
ایک بار بیداری کی حالت میں ہوئی اسطرح کہ آپ مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک اور وہاں سے آسمان
تک اور آسمان سے وہاں تک کہ خدا نے چاہا پہونچے علماء نے وہ پورا قصہ جو حدیثوں میں مذکور ہے
یہاں نقل کیا ہے اور یہی مذہب جمہور فقہا اور متکلمین اور صوفیہ کرام کا ہے اور اس میں صحابہ سے احادیث
صحیحہ اور اخبار ثابتہ بکثرت وارد ہوئی ہیں فی الواقع بات یہی درست اور ٹھیک معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر معراج
خواب میں ہوتی تو اِس عام فتنے اور غوغا کا باعث نہوتی اور نہ باعث اختلاف اور ارتداد ہوتے اور
معراج جسم کیساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے یعنی انبیاء میں سے کسیکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ یہ بات میسر نہیں ہوئی یہ تشریف وتکریم کا خلعت خاص حق سبحانہ وتعالیٰ
کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قد نازک پر درست اور ٹھیک آیا مگر یہ معنے سمجھے گرفتاران عقل کے
حوصلے سے باہر ہیں یہاں تو ایمان لانا چاہیے اور اُسکی کیفیت علم الٰہی کے سپرد کرنی چاہیے درحقیقت اطوار
نبوت اور وحی اور معجزے احاطۂ عقل وقیاس سے باہر ہیں جو کوئی اسکو قیاس کے تابع کرے اور اپنی عقل
وفہم پر اسکو موقوف رکھے اور کہے تاوقتیکہ یہ مسئلہ میری عقل میں نہ آئے اِسکو کبھی نہ مانوں گا اور ہرگز اعتقاد
نکروں گا وہ شخص اپنے ایمان کے حصہ سے محروم ہو چکا اولیاء اللہ کو گو ایک مقام میں پہنچکر اسکی کچھ حقیقت
روشن اور واضح ہو جاتی ہے مگر پہلے پہنچنے سے اِس مقام کو طور ایمان کا ہے یعنی جو اللہ رسول فرمائیں
بلاشک مان لیوے ہرگز چون وچرا نکرے کہ سلامتی اُسمیں ہے نسالہ اللہ العافیۃ واللہ اعلم عن مالک بن
صعصعۃ ان نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدثھم عن لیلۃ اسری بہ قال بینا انا فی الحطیم وربما قال فی الحجر
مضطجعا اذ اتانی آت فشق ما بین ھذہ الی ھذہ یعنی من ثغرۃ نحرہ الی شعرتہ فاستخرج قلبی ثم اتیت
بطست من ذھب مملوا ایمانا فغسل قلبی ثم حشی ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل البطن بماء زمزم ثم یجیء
ایمانا وحکمۃ ثم اتیت بدابۃ دون البغل وفوق الحمار ابیض یقال لہ البراق یضع خطوہ عند اقصی طرفہ
فحملت علیہ فانطلق بی جبرئیل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح قیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال

Marfat.com

محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیء جاء ففتح فلما خلصت فاذا فیہا آدم فقال ھذا ابوک
آدم فسلم فسلمت علیہ فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی
حتی اتی السماء الثانیۃ فاستفتح قیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل
الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیء جاء ففتح فلما خلصت اذا یحیی وعیسی وھما ابنا خالۃ قال ھذا یحیی وھذا عیسی
فسلم علیہما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی الی السماء الثالثۃ فاستفتح
قیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا فنعم المجیء جاء ففتح فلما خلصت
اذا یوسف قال ھذا یوسف فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی
حتی اتی السماء الرابعۃ فاستفتح قیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال
نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیء جاء ففتح فلما خلصت فاذا ادریس فقال ھذا ادریس فسلم علیہ فسلمت
علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء الخامسۃ فاستفتح
قیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیء جاء
ففتح فلما خلصت فاذا ھارون قال ھذا ھارون فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح
والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء السادسۃ فاستفتح قیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد
قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیء جاء ففتح فلما خلصت فاذا موسی قال ھذا موسی فسلم علیہ فسلمت
علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح فلما جاوزت بکی قیل ما یبکیک قال ابکی لان غلاما بعث
بعدی یدخل الجنۃ من امتہ اکثر ممن یدخلہا من امتی ثم صعد بی الی السماء السابعۃ فاستفتح
قیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیء جاء
فلما خلصت فاذا ابراھیم قال ھذا ابوک ابراھیم فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح
والنبی الصالح ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی فاذا نبقہا مثل قلال ھجر واذا ورقہا مثل اذان الفیلۃ
قال ھذا سدرۃ المنتہی فاذا اربعۃ انہار نہران باطنان ونہران ظاہران قلت ما ھذان
یا جبرئیل قال اما الباطنان فنہران فی الجنۃ واما الظاہران فالنیل والفرات ثم رفع لی البیت المعمور
ثم اتیت باناء من خمر واناء من لبن واناء من عسل فاخذت اللبن فقال ھی الفطرۃ انت علیہا و
امتک ثم فرضت علی الصلوۃ خمسین صلوۃ کل یوم فرجعت فمررت علی موسی فقال بما امرت قلت امرت

Marfat.com
Marfat.com

بخمسین صلوٰۃ کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم وانی واللہ قد جربت الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجۃ فارجع الی ربک فسلہ التخفیف لامتک فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا فامرت بعشر صلوات کل یوم فرجعت الی موسیٰ فقال مثلہ فرجعت فامرت بخمس صلوات کل یوم فرجعت الی موسیٰ فقال بما امرت قلت امرت بخمس صلوات کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمس صلوات کل یوم وانی قد جربت الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجۃ فارجع الی ربک فسلہ التخفیف لامتک قال سالت ربی حتی استحییت ولکن ارضی واسلم قال فلما جاوزت نادی مناد امضیت فریضتی وخففت عن عبادی متفق علیہ

مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے خبر دی صحابہ کو احوال اس رات کے سے جسمیں آنحضرتؐ کو معراج ہوئی اور فرشتے آسمان پر لے چڑھے فرماتے ہیں ایک وقت میں حطیم میں تھا اور بعض وقت فرمایا حجر میں (حطیم کی زبر سے اور حجر ح کی زیر سے خانہ کعبہ کے صحن میں دو مقاموں کا نام ہے) میں لیٹا ہوا تھا کہ ناگہان میرے پاس ایک آنیوالا آیا یعنے فرشتہ پس چیرا اُس چیز کو کہ درمیان اُسکے ہے یعنی حلق سے لیکر ناف تک چیر ڈالا پھر میرا دل نکالا الاف آنحضرتؐ کے مبارک سینہ کا یہ شق اُس شق کے علاوہ ہے جو صغر سنی میں واقع ہوا۔ اسواسطے کہ وہ شہوت وخواہش کے مادہ کے نکالنے کیلئے تھا حضرتؐ کے دل سے اور یہ شق اسواسطے تھا کہ آپکے قلب شریف میں کمال علم اور معرفت داخل ہو جاوے (ت یہ علامت ترجمہ ہے) پھر میرے پاس ایک سونے کا لگن ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا ف یہ کنایہ تمثیل کے قبیل سے ہے یا یہ کہ ایمان ایک صورت بنایا گیا تھا جیسے کہ قیامت کے دن بندوں کے اعمال تولنے اور گواہی دینے کیواسطے صورتوں میں متشکل ہونگے ت پس میرا دل دھویا گیا پھر بھرا گیا یعنے رب کی محبت سے یا علم وایمان سے پھر پھیرا گیا دل یعنے اپنی اصلی جگہ رکھا گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پھر دھویا گیا پیٹ یعنے اندر کی چیزیں عموماً یا صرف دل کی جگہ زمزم کے پانی سے پھر بھرا گیا ایمان وحکمت سے پھر میرے پاس ایک ایسا جانور جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا لایا گیا۔ اور اُسکا رنگ سفید تھا جسے براق کہا جاتا تھا یعنے اُسکے رنگ کی روشنی اور برق وبجلی کی مانند جلد اور تیز چلنے کی وجہ سے اُسے براق کہتے تھے اپنی منتہا البصر یعنے نگاہ کے تمام ہونے کے نزدیک قدم رکھتا تھا ف بعض علماء فرماتے ہیں صحیح تو یہ بات ہے کہ وہ براق تمام انبیاء کے واسطے معین ومقرر تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

مگر بعض صاحب یوں بھی فرماتے ہیں کہ ہر نبی کیلئے علیحدہ ایک براق اُس کے مرتبہ اور مقام کے مناسب ہے جسطرح آخرت میں ہر ایک کیلئے ایک مخصوص حوض ہے اُسکے مقام اور مرتبہ کی موافق پس اس قول سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ یہ براق مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تہا۔ شیخ عبدالوہاب متقی فرماتے ہیں کہ اُسکو براق اور مرکب اور دابہ کہنا چاہیے گھوڑا کہنا نہ چاہیے جیسا کہ بعض شعرا کے کلام میں واقع ہوا ہے اور بعضوں نے اِس قول سے اِس بات پر استدلال کیا ہے کہ براق کا آسمان پر پہونچنا ایک ہی قدم کیسا تہہ ہوا کیونکہ اُسکی نظر زمین سے آسمان پر پہنچتی تھی اِس لحاظ سے اُس کا ساتوان آسمان پر پہنچنا سات قدم کیسا تہہ ہوگا ف پس سوار کیا گیا میں اُسپر ف اس عبارت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا محض اللہ کی مدد اور قدرت سے تہا اور ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ اُس براق پر سوار کرنیوالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام تھے اپنی قوت ملکیہ کیساتہہ اور یہ کچہہ بعید نہیں کیونکہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نازل کے اور فیض الٰہی کے پہونچانے میں واسطے اور وسیلہ سے زیادہ اور کوئی چیز نہ تھی اور یہ ایک طرح کی خدمت ہے کہ خادم بادشاہوں کی کیا کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام اس رات میں آنحضرتؐ کے چاکر اور غاشیہ بردار تھے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کی رکاب پکڑی تھی اور میکائیلؑ براق کی باگ ہاتہہ میں تھامے ہوئے تھے ف پھر مجھکو جبرئیل لے چڑھے یہاں تک کہ نیچے کے آسمان پر آیا ف اِس حدیث کے مفہوم سے بظاہر یہ ہی بات معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آسمان پر چڑھے تک براق ہی پر رہے اور اِس سے اُن لوگوں نے تمسک کیا ہے جو کہتے ہیں کہ معراج ایک اور رات میں علاوہ شب اسرای کے ہوئی تھی جسمیں آپ صرف بیت المقدس تک تشریف لیگئے تھے پس لیکن معراج بنا بر غیر اس روایت کے اخبار سے یہ ہے کہ نہیں تھے براق بلکہ چڑھے معراج پر کہ جسکو سیڑہی کہتے ہیں جیسا کہ صراحۃً واقع ہوا ہے ذکرہ العسقلانی میں کہتا ہوں کہ یہ راوی کا اختصار اور اُس روایت کا اجمال ہے جسمیں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کو اِس حلقہ میں باندھا جہاں تمام انبیاء باندھتے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہو کر چلنا صرف بیت المقدس تک ہو پھر آسمان تک معراج کے ذریعہ سے ہوا اور وہ ایک سیڑہی ہے واللہ اعلم پس گویا راوی نے سطے کیا یعنے مختصر کیا روایت کو ف پس جبرئیل نے آسمان کے دروازے

Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

کہ کھلوانا چاہا گیا یعنے آسمان کے دربانوں نے پوچھا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں ف
ع اس سے معلوم ہوا کہ آسمان میں درحقیقت دروازے اور چوکیدار ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ دروازے
بیت المقدس کے مقابل ہیں اور اُس سے اذن چاہنے کا بھی ثبوت ہوا اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کسی
کا نام زید کہنا یعنی اسی پر اکتفا کرنا کہ میں ہوں جیسا کہ متعارف ہے درست ہے اسلئے کہ اس سے منع آیا ہے بلکہ اپنا
نام لیکر میں فلانا ہوں ف کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے جبرئیل نے کہا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں کہا فرشتوں نے بطریق استفہام کیا تحقیق اُنکی طرف کوئی بھیجا گیا ہے یعنے محمد جو کہ تمہارے ساتھ آئے
ہیں بلائے ہوئے آئے ہیں یا آپ سے آئے ہیں جبرئیل نے کہا ہاں بلائے ہوئے آئے ہیں فرشتوں
نے کہا محمد کو مرحبا ہو یعنے خدا تعالیٰ اپنے نبی کو فراخ جگہ لایا اور اچھا آنا آیا پس آسمان کا دروازہ کھولا
گیا اور جب میں پہلے آسمان میں پہنچا اور داخل ہوا تو کہاں اُسمیں آدم تھے جبرئیل نے کہا یہ آدم تیرے
باپ یعنے تیرے دادا ہیں سو اُن کو سلام کر ف ع علماء نے لکھا ہے کہ جبرئیل نے آنحضرت کو انبیاء پر
سلام میں سبقت کرنیکا اسواسطے حکم کیا تاکہ آپکو تواضع اور شفقت کی تعلیم و تلقین ہو چونکہ آنحضرت صلعم
ایک ایسے عالی مرتبہ کو پہونچے تھے کہ اُس سے زیادہ کوئی مرتبہ ممکن اور متصور نہ تھا لہذا ضرور ہوا کہ
کہ تواضع اور شفقت کریں اور علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر گذرنے کے
سبب سے کھڑے کا حکم رکھتے تھے اور جو اپنے مقام میں ثابت تھے بیٹھنے کا حکم رکھتے تھے اور کھڑا بیٹھے
پر سلام کرتا ہے اگرچہ اُس سے افضل ہی کیوں نہ ہو تب سو میں نے آدم علیہ السلام کو سلام کیا اور اُنہوں نے
میرے سلام کا جواب دیا پھر کہا نیکبخت بیٹے اور صالح پیغمبر کو مرحبا ہو جیو ف ع آدم علیہ السلام نے عموماً
اور تمام انبیاء نے خصوصاً جو اس حدیث میں مذکور ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نیکبختی کیساتھ
تعریف کی تو معلوم ہوا کہ نیکبختی عظیم مرتبہ اور بلند مقام ہے اور جملہ خصائل خیر کو شامل لہذا کہا گیا ہے کہ صالح
وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ اُس چیز کے کہ لازم ہو اُسپر قسم حقوق اللہ اور حقوق العباد سے اور پروردگار
نے بھی کتاب مجید میں انبیا کا صلاح کیساتھ وصف کیا ہے چنانچہ فرمایا وکل من الصلحین وکل
جعلنا صالحین۔ ف پھر مجھے جبرئیل اوپر لے گئے یہاں تک کہ ہم دونوں دوسرے آسمان پر
آئے پس جبرئیل نے دروازہ کھلوانا چاہا پس کہا گیا کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں کہا گیا
اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد صلعم ہیں کہا گیا تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی اُن کی طرف یعنے بلانے کو کہا ہاں

Marfat.com

کہا گیا مرحبا اُن کو پس اچھا آنا آیا پھر دروازہ کھولا گیا جبکہ میں دوسرے آسمان پر پہونچا ناگہاں یحییٰ اور عیسےٰ
کھڑے تھے اور وہ دونوں باہم خالہ زاد بھائی ہیں وجہ یہ کہ مریم کی بہن حضرت ذکریا کے گھر میں تھیں جو عیسےٰ
علیہ السلام کی والدہ تھیں بدین وجہ ذکریا مریم کی کفالت کیا کرتے تھے جبرئیل نے کہا کہ یحییٰ ہیں اور یہ عیسیٰ
پس اُن کو سلام کر میں نے اُنکو سلام کیا اور اُن دونوں نے میرے سلام کا جواب دیا یعنے اچھی طرح پھر
دونوں نے کہا مرحبا صالح بھائی اور صالح نبی کو پھر جبرئیل مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے پس کھلوایا
دروازہ کہا گیا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد ہیں
کہا گیا اور تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی اُن کی طرف کہا ہاں کہا گیا مرحبا اُن کو پس اچھا آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ
پس جبکہ پہونچا یعنے تیسرے آسمان میں ناگہاں وہاں یوسف کھڑے تھے جبرئیل نے کہا کہ یہ یوسف
ہیں اُن پر سلام کرو سو میں نے اُنکو سلام کیا اُنہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا صالح بھائی اور صالح نبی
کو پھر جبرئیل مجھے چوتھے آسمان پر لے چڑھے پھر کھلوایا دروازہ کہا گیا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا میں ہوں
کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد کہا گیا اور تحقیق بھیجا گیا ہے کوئی اسکی طرف کہا ہاں کہا گیا مرحبا اُنکو پس اچھا آنا آیا
پس کھولا گیا دروازہ پھر جبکہ پہونچا میں یعنے اُس آسمان میں پس ناگہاں ادریس تھے پس جبرئیل نے کہا یہ ادریس
ہیں انہیں سلام کر میں نے اُنکو سلام کیا سو اُنہوں نے مجھے سلام کا جواب دیکر کہا کہ بھائی اور نبی صالح کو
مرحبا ہو فح اگرچہ حضرت ادریس علیہ السلام آنحضرتؐ کے داداؤں میں سے تھے لیکن انبیاء علیہم
السلام باہم سب کے سب بھائی ہیں اور چونکہ آدم اور ابراہیم علیہما السلام کا باپ ہونا مشہور اور روشن
تر تھا بدیں وجہ اُنہوں نے ابن صالح فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے چڑھے
پھر دروازہ کھلوایا چوکیداروں نے کہا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا میں ہوں کہا گیا تیرے ساتھ اور کون
ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا تحقیق اُن کی طرف کوئی بھیجا گیا تھا جبرئیل نے کہا ہاں کہا گیا اُنکو
مرحبا خوب آنا آیا پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہونچا ناگہاں حضرت ہارون کھڑے تھے جبرئیل
نے کہا یہ ہارون ہیں اُنہیں سلام کر میں نے اُن کو سلام کیا سو اُنہوں نے میرے سلام کا جواب
دیکر کہا نیکبخت بھائی اور نیکبخت پیغمبر کو مرحبا اُس کے بعد مجھکو جبرئیل چھٹے آسمان تک لے چڑھے
اور اُس کا دروازہ کھلوایا کہا گیا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا میں ہوں کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے
کہا محمد ہیں کہا گیا تحقیق بھیجا گیا ہے کوئی اُن کی طرف کہا ہاں کہا گیا اُن کو مرحبا وہ اچھا آنا آیا جب میں چھٹے آسمان

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں پہونچا تو وہاں موسےٰ علیہ السلام تھے جبرئیلؑ نے کہا یہ موسیٰؑ ہیں انہیں سلام کر چنانچہ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیکر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا جب میں کچھ آگے بڑھا تو موسےٰ علیہ السلام رونے لگے اُن سے کہا گیا کہ تمہیں کس چیز نے رولایا اور تمہارے رونیکی کیا چیز باعث ہوئی موسےٰ علیہ السلام بولے میرے رونیکا باعث یہ ہے کہ میرے پیچھے ایک ایسا نوجوان لڑکا بھیجا گیا ہے جسکی اُمت کے لوگ میری اُمت کے لوگوں سے زیادہ بہشت میں داخل ہونگے ف؟ علماء فرماتے ہیں کہ موسےٰ علیہ السلام کا رونا کچھ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کی فضیلت پر حسد کی حیثیت سے نہ تھا کیونکہ حسد خواص تو خواص عوام مومنین کے اعتبار سے بھی بُرا ہے اور یہ مذموم صفت اُس عالم میں پاک لوگوں سے بالکل نکال ڈالی گئی ہے پس یہ بُری صفت ایک ایسے شخص سے جسکو خدا نے برگزیدہ کیا ہو۔ اور بیواسطے کلام کیا ہو اور بھید کی باتیں اُس سے کہی ہوں کس طرح سرزد ہونے لگی بلکہ اِس رونیکا باعث یہ تھا۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا وہ اجر و ثواب جس پر درجات اور مراتب مرتب ہوتے صرف اس وجہ سے کہ اُن کی اُمت نے اوامر الٰہی کی مخالفت اور احکام الٰہی کی عدم متابعت کی اور ایسے کام کئے جو اُن کے اجر و ثواب کے لئے موجب نقصان ہوئے فوت ہو گیا اور اس سے حضرت موسےٰ کے ثواب میں نقصان ہونا ظاہر بلکہ لازمی بات ہے کیونکہ ہر پیغمبر کے لئے اُس شخص کا ثواب ہوتا ہے جو اُس کی متابعت اور فرمانبرداری کرتا ہے اور بعض علماء اس جملہ کی یوں توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت موسےٰ اپنی اُمت کے حال زار پر ازراہ شفقت و مہربانی کے روئے کہ جیسا اِس اُمت مرحومہ نے اپنے پیغمبر کی متابعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے باوجود چھوٹی عمروں کے فائدہ اُٹھایا ویسا اُنہوں نے حضرت موسےٰ کی متابعت سے باوجود بڑی اور دراز عمروں کے فائدہ نہ اُٹھایا اور اُن کی کثرت اس امت کی کثرت کو نہ پہونچی چونکہ تمام پیغمبروں کے دلوں میں بہ نسبت اپنی اُمت کے اوروں سے زیادہ شفقت و مہربانی کا مادہ رکھا گیا ہے بدینوجہ موسےٰ علیہ السلام ایسے وقت میں جو کثرت مہربانی اور زیادت کرم کا وقت تھا اپنی امت پر ازراہ رحم کے روئے کہ شاید خدا تعالےٰ اِس ساعت کی برکت کی وجہ سے اُن پر اپنی بحد مہربانی فرمائے اور بعض علماء اس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ موسےٰ علیہ السلام کا مقصود ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش کرنا تھا۔ بایں وجہ کہ ہمارے پیغمبر کے بہت لوگ تابع ہیں اور جسقدر بہشت میں آپ کی اُمت کے لوگ داخل ہوں گے اسقدر بہ نسبت اور اُمتوں کے کوئی بھی داخل نہ ہوگا یعنے آپ کی اُمت بہشت میں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تمام امتوں سے زیادہ ہوگی اور موسےٰ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میرے بعد ایک نوجوان لڑکا بھیجا گیا ہے آنحضرت کی حقارت پر محمول نہیں ہوسکتا بلکہ یہ کلمہ حضرت موسےٰ نے اپنے پروردگار کی قدرت و کرم کو بڑا جاننے کے اعتبار سے فرمایا کہ خدا کی کیا قدرت و شان ہے کہ اس پیغمبر کو جوانی کے سن و شباب کے عالم میں یہ کچھ مرتبہ عنایت فرمایا کہ اگلوں کو باوجود درازی عمر کے نہ ملا اور ممکن ہے کہ حضرت موسےٰ نے لفظ غلام سے کر کہا ہو کہ جب آنحضرت آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور آپکا انبیاء پر گذر ہوا ہے تو اسوقت آپ کی عمر اُن کی دنیاوی عمروں کی حیثیت اور عالم برزخ میں ایک دراز زمانہ گزرنے کے اعتبار سے بہت ہی کم تھی۔ ت پھر مجھے جبرئیل ساتویں آسمان کی طرف لے چڑھے اور اُس کا دروازہ کھلوایا وہاں سے کہا گیا یہ کون ہے جبرئیل بولے میں جبرئیل ہوں کہا گیا تیرے ساتھ اور کون ہے کہا محمد صلعم کہا گیا کوئی اُنکی طرف بھیجا گیا تھا ہاں آسمان کے چوکیدار بولے اُن کو مرحبا وہ خوب آنا آئے جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو کیا وہاں حضرت ابراہیمؑ تھے جبرئیلؑ نے کہا یہ تمہارے والد ابراہیمؑ ہیں اُنہیں سلام کرو پس میں نے اُنہیں سلام کیا حضرت ابراہیمؑ نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا نیکبخت بیٹے اور صالح نبی کو مرحبا ف ع حافظ سیوطی فرماتے ہیں۔ آسمانوں میں انبیاء علیہم السلام کی ملاقات پر ایک بڑا اشکال لازم آتا ہے وہ یہ کہ آنحضرت کا اسمانوں پر انبیاء کو دیکھنا کیوں کر ممکن ہوسکتا ہے حالانکہ اُن کے اجسام قبروں میں ہیں اُن کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ انبیاء کی روحیں اُن کے بدنوں کی صورتوں میں متشکل ہوگئی تھیں یا یوں کہئے کہ آنحضرتؐ کی تعظیم و بزرگی کیلئے اسرا میں آپ سے ملاقات کرنے کو اُن کے بدن حاضر ہوئے تھے۔ اب علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ انبیاء مذکورین میں سے ہر نبی کا ایک آسمان کے ساتھ مخصوص ہونا کس سبب سے تھا اور اسمیں کیا حکمت تھی سب سے مشہور تر یہ بات ہے کہ اُنکا یہ تفاوت مقام بحسب تفاوت درجات تھا چنانچہ ابن ابی حمزہ اُسکی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ آدم کی خصوصیت پہلے آسمان سے اس معنے کر ہے کہ وہ تمام انبیاء میں اول نبی اور سب کے اول باپ ہیں تو اُنکا پہلے ہی آسمان پر ہونا مناسب ہوا اور عیسےٰ کا دوسرے آسمان کے ساتھ مخصوص ہونا اس سبب سے ہے کہ اُنکا زمانہ اور انبیاء کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے قریب تھا اور اُن کے قریب یوسف علیہ السلام تھے وجہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بہشت میں اُن کی صورت میں داخل ہوگی اور حضرت ادریسؑ کا چوتھے آسمان پر ہونا بایں سبب ہے کہ حقتعالےٰ نے اُن کے باب میں ورفعناہ مکاناً علیا فرمایا ہے اور چوتھا آسمان اول اور ساتویں میں اوسط اور معتدل ہے اور ہارون علیہ السلام اپنے بھائی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کی قربت کی وجہ سے پانچویں آسمان کے ساتھ خصوصیت رکھتے تھے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر ہارون سے اوپر اسوجہ سے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کلام کی فضیلت سے معزز و بزرگ فرمایا تھا اور حضرت ابراہیم ساتویں آسمان کے ساتھ اس واسطے خصوصیت رکھتے تھے کہ وہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل انبیاء ہیں۔ میں کہتا ہوں اب یہ بات باقی ہے کہ اور تمام انبیاء علیہم السلام علاوہ حضرات مذکورین کے کہاں تھے اور اُن کا کون سا مقام تھا سو واضح ہو کہ شاید وہ لوگ بھی اپنے اپنے مقام اور درجہ کے مناسب وہیں آسمانوں پر موجود ہوں اور ہر آسمان میں علاوہ ایک ایک مشہور پیغمبر کے اور ونکا ذکر نہ کیا گیا ہو اور باقی بزرگواروں سے صرف انہیں حضرات پر اکتفا کیا گیا ہو تب پھر میں سدرۃ المنتہےٰ کیطرف اُٹھایا گیا ف ح سدرۃ المنتہےٰ ساتویں آسمان میں ایک درخت ہے اور اُس کی جڑ بھی ساتویں ہی آسمان میں ہے اور سدرۃ لغت میں بیر کے درخت کو کہتے ہیں اسے منتہیٰ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ خلائق کے علوم ملائکہ وغیرہ کی قسم سے اُسی درخت تک پہونچتے ہیں اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی شخص بھی وہاں سے آگے نہیں گذرہ ؎ چنان گرم در یہ قربت براند ٭ کہ در سدرہ جبریل از و باز ماند ٭ اُس درخت کے بیر ہجر کے مٹکوں کی برابر اور اُس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی برابر تھے ف ح فیلہ کسر فا اور فتح یائے فیل کی جمع ہے جیسے دیکہ دیک کی جمع آیا کرتی ہے اور یہ تشبیہ فہم عوام اور قیاس عقل کی مقدار پر ہے ورنہ اُن کی کلائی اور برائی احد حصر سے خارج ہے ف جبرئیل نے کہا یہ سدرۃ المنتہےٰ ہے ف ح اُس کہنے سے جبریل کا مقصود یا تو آنحضرت صلعم کو اس مقام کا معلوم کرانا تھا اور آپ کو ایسے مقام پر پہونچنے کی خوشخبری دینا تھا کہ جو عقل اور علوم خلائق کا منتہےٰ ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت اور آپ کی مصاحبت سے پیچھے رہجانے کا اعتذار مقصود تھا ؎ بگفتار فرا تر مجالم نماند ٭ بماندم کہ نیروئے بالم نماند ٭ اگر یک سر موئے برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد پرم ٭ ناگہاں وہاں چار نہریں موجود تھیں دو نہریں تو چھپی ہوئی اور دو ظاہر تھیں میں نے کہا اے جبرئیل یہ دونوں ظاہر اور باطن کی نہریں کیسی ہیں اور اُن کی کیا حقیقت ہے جبرئیل نے کہا یہ پوشیدہ دونوں نہریں بہشت میں ہیں ف ح طیبی فرماتے ہیں کہ اُن میں سے ایک کا سلسبیل اور دوسری کا کوثر نام ہے اور انہیں باطن یعنے پوشیدہ اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ دونوں کے دونوں بہشت ہی میں جاری ہیں اُس سے باہر نہیں نکلتیں بعضے لوگ کہتے ہیں انہیں باطن کہنے کی یہ وجہ ہے کہ ثقلین یعنے جن و انس انکی حقیقت اور

Marfat.com

Marfat.com

وصف بیان کرنے سے عاجز ہیں ف لیکن ظاہر کی دو نہریں نیل اور فرات ہے ف ح ظاہر یہ بات ہے
کہ نیل سے نیل مصر اور فرات سے فرات کوفہ مراد ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ وہ دونو سدرہ کی جڑ
سے نکل کر زمین پر گرتے اور روان ہوتے ہیں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ بطور تشبیہ کے فرمایا گیا ہے
مطلب یہ کہ ان دونوں نہروں کا پانی لطافت اور شیرینی اور منافع میں بہشت کے پانی کے مانند اور مشابہ
ہے یا قبیل اسماء سے ہے یعنے جسطرح دنیا میں ان دونوں نہروں کا نام نیل و فرات ہے اسیطرح
بہشت میں بھی دو نہریں ہیں جنکا نیل و فرات نام ہے واللہ اعلم ف پھر مجھے بیت المعمور دکھایا گیا ف ح
بیت المعمور ساتویں آسمان کے خانہ کعبہ کے مقابل اور محاذی میں ایک خانہ خدا ہے اگر اُس کا زمین پر گرنا
فرض کیا جائے تو سیدھا خانہ کعبہ ہی پر آکر گر پڑے اور اُسکا تفصیلی ذکر ایک اور حدیث میں آیا ہے ف پھر
میرے پاس ایک شراب کا برتن اور ایک دودھ کا باسن اور ایک شہد کا طرف لایا گیا یعنے اسواسطے
تاکہ اُنمیں سے ایک کو جسے چاہوں اختیار کروں چنانچہ میں نے اُنمیں سے دودھ کو لیلیا جبرئیل نے کہا
دودھ فطرت ہے ف یعنے دین و اسلام جسپر لوگ مخلوق ہیں علماء فرماتے ہیں کہ اس عالم میں وہ دودھ
دین و علم کی مثال ہے حتے کہ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپکو دودھ پیتا دیکھے تو اُسکی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ دین
و علم سے منتفع اور محفوظ ہوگا وجہ یہ کہ یہی دودھ آدمی کی ابتدائی غذا ہے اور اس میں اچھی صفتیں اور لطافت و شیرینی
اور خوشگواری بھی ہے ف کہ تو اور تیری امت اُس فطرت پر ہوگی ف آنحضرت نے شراب کو اسواسطے اختیار نہ کیا کہ وہ
ام الخبائث اور تمام شر و فساد کی جڑ ہے چنانچہ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جبرئیل نے کہا اے محمد اگر آپ
شراب پیتے تو آپ کی اُمت میں بہت ہی فتنے اور فساد برپا ہوتے گو اس زمانہ میں شراب کا استعمال مباح تھا خاصکر
جنت کی شراب مگر اُس کی تعبیر اُس جہان میں یہی تھی اور شہد اگرچہ شریں اور شفا بخش ہے مگر دودھ کی لطافت
اور خوشگواری اُس سے کہیں زیادہ ہے بعض حدیثوں میں صرف دودھ اور شراب ہی کا ذکر آیا ہے
شہد مذکور نہیں ہوا ہے اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے پاس ان تینوں برتنوں کا
لانا آسمان پر تھا۔ مگر بعض حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جسوقت آنحضرت مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے
اس وقت یہ برتن آپ کے آگے لائے گئے ان دونوں مختلف مضمونوں میں یوں تطبیق ہو سکتی
ہے کہ یہ واقعہ دونوں مقاموں میں پیش آیا ہو بیت المقدس میں تو شراب اور دودھ کے
برتن پیش کئے گئے ہوں اور آسمان پر شہد اور دودھ اور شراب کے برتن لائے گئے

Marfat.com

دن واللہ اعلم ف پھر مجھ پر نماز فرض کی گئی یعنے رات دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا پھر جب میں درگاہ الٰہی سے واپس آنے لگا تو رستہ میں موسےٰ پر گذر ہوا یعنے ابراہیمؑ پر گذرنے کے بعد موسےٰ سے ملاقات ہوئی چنانچہ ترمذی شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شب معراج میں ابراہیمؑ سے ملا انہوں نے کہا اے محمدؐ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچا کر کہنا کہ جنت میں خوشگوار اور شیریں پانی ہے اور ایک چٹیل میدان ہے جسکے درخت اور پودے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں ف موسےٰ نے مجھے کہا اے محمدؐ تمہیں کونسی عبادت کا حکم ہوا ہے میں نے کہا مجھے رات دن میں پچاس نمازوں کے ادا کرنے کا حکم کیا گیا ہے موسےٰ نے کہا اے محمدؐ تمہاری امت رات دن میں پچاس نمازیں ادا نہ کر سکے گی (عادتاً یا سہولتہً یا ضعف وکسل کیوجہ سے) خدا کی قسم میں نے تم سے پہلے لوگوں کو آزمایا اور دریافت کیا کہ اُن کی طبیعتوں پر مشقت وتکلیف اُٹھانا سخت دشوار ہے گو میں نے بنی اسرائیل کا سخت ترین علاج کیا مگر وہ کسی طرح علاج پذیر نہ ہوئے باوجودیکہ وہ آپ کی اُمت کی بہ نسبت بڑے قوی اور طاقتور تھے۔ پس جب انکا یہ حال ہے تو آپ کی اُمت اتنی نمازیں کس طرح ادا کر سکے گی تم اپنے رب کے پاس پھر جاؤ اور اپنی امت کے واسطے تخفیف وآسانی کا سوال کرو پس میں دوبارہ اپنے پروردگار کے عالیشان دربار میں گیا اور پچاس میں سے دس نمازیں کم کی گئیں پھر میں وہاں سے موسےٰ کے پاس آیا اور اُنہوں نے اب بھی وہی بات کہی جو پہلی مرتبہ کہی تھی چنانچہ میں موسےٰ سے رخصت ہو کر پھر خدا تعالیٰ کی درگاہ میں گیا اور دس نمازیں اُن میں سے اور کم کی گئیں یعنے تیس باقی رہیں۔ پس میں وہاں سے موسےٰ کے پاس آیا اور اُنہوں نے اب بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا پھر میں خدا کے پاس گیا اور دس نمازیں اور کم ہوئیں یعنے بیس باقی رہیں پھر جب میں موسےٰ کے پاس آیا تو بھی اُنہوں نے وہی کلمہ کہا جو پہلے کہا تھا غرض اسی آمد و شد میں ہر رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم کیا گیا۔ جب میں پھر موسےٰ کے پاس آیا اور اُنہیں پانچ نمازوں کی خبر دی تو اُنہوں نے کہا اے محمدؐ آپکی اُمت کے اکثر افراد ان پانچ نمازوں کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے یعنی تمام وکمال اُس کی مداومت ومحافظت اُن سے نہ ہو سکے گی آپ سے پہلے لوگوں کو بہت آزمایا ہے اور بنی اسرائیل کا بخوبی علاج کیا ہے مگر وہ اس سے کم مقدار عبادت پر بھی مواظبت اور ہمیشگی نہ کر سکے آپ اپنے رب کے پاس پھر جائیے اور اپنی امت کے واسطے تخفیف وآسانی کی درخواست کیجئے ف ۶ خطابی کہتے ہیں کہ حضرت

پاس بارہا بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے تخفیف چاہی اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُنھوں نے معلوم کر لیا تھا کہ پہلا حکم واجب قطعی نہیں ہے ورنہ اس قسم کی تکرار اُن سے صادر نہ ہوتی آنحضرت سے بار بار عرض کا صادر ہونا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ پہلا حکم قطعاً غیر واجب تھا کیونکہ جس چیز کا وجوب قطعاً ثابت ہو جاتا ہے وہ قابل تخفیف و تسہیل نہیں ہو سکتا ذکرہ الطیبی۔ میں کہتا ہوں جو چیز واجب نہیں ہوتی اُسمیں تخفیف چاہنے کی حاجت نہیں ہوا کرتی پس صحیح وہ ہی بات ہے جو بعض محققین فرماتے ہیں کہ پہلے پہل خدا تعالےٰ نے اُمت محمدیہ پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں مگر بعد کو اپنے بندوں پر رحم فرما کر پچاس کے عوض پانچ نمازیں فرض کیں اور ان پانچ سے اُن پچاس کو منسوخ فرما دیا جیسے کہ اور احکام میں نسخ جاری ہوا ہے ف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے موسےٰ میں نے اپنے رب سے تخفیف کا سوال کیا حتیٰ کہ کثرت سوال کی وجہ سے مجھے بیحد شرم آتی ہے۔ اب تخفیف کی خواستگاری کے واسطے میں نہیں جا سکتا گو ان پانچ نمازوں پر بھی اُمت کی عدم محافظت کا ظن ہو سکتا ہے مگر میں راضی ہوں یعنے امر الٰہی کو تسلیم کرتا اور اس کے حکم پر راضی ہوتا ہوں یا یہ مطلب ہے کہ میں اپنا اور اپنی اُمت کا کام خدا تعالیٰ کو سونپتا ہوں حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جب میں اُس مقام سے گذرا تو اللہ کیطرف سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ مقرر میں نے اپنا فرض جاری کیا (یعنے اول مرتبہ) اور اپنے بندوں سے تخفیف کی متفق علیہ۔ **نماز کا بیان**۔ واضح ہو کہ نماز ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت کافر اور مجنوں اور نابالغ لڑکے پر فرض نہیں ہے جب بچہ سات برس کی عمر کو پہونچے تو اُسے نماز کا حکم کریں اور جب دس برس کا ہو اور نماز کا حکم نہ مانے تو اُس پر اُسے سزا دیجائے کیونکہ حدیث نبوی صلعم میں آیا ہے مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ یعنے اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جب وہ پورے سات برس کے ہوں اور انہیں اُن کے نہ ماننے پر مارو۔ جب وہ پورے دس برس کے ہوں اسی قیاس پر روزے کو سمجھنا چاہیئے نابالغ بچوں پر گو نماز فرض نہیں ہے مگر دس برس کی عمر کو پہنچنے کے وقت نماز کے ترک سے دنیا میں سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں تاکہ وہ نماز سے خوگر ہوں اور اُسے قضا نہ کریں نماز کی فرضیت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کتاب اللہ میں ایسی بہت سی آیتیں ہیں جنسے نماز کی فرضیت ثابت ہوتی ہے از انجملہ یہ آیت ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا مسلمانوں پر نماز فرض موقت ہے

Marfat.com

Marfat.com

لیے معینہ اوقات پر اُس کا ادا کرنا فرض ہے جو اُس کے وقت مقرر ہیں اُن سے تاخیر کرنا ہرگز جائز نہیں
ہاں عذر کی حالت میں تاخیر بھی جائز ہے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى مَضٰى
وَقْتُهَا قُضِيَ عُذِّبَ فِي النَّارِ حِقَبًا وَالْحِقْبَةُ ثَمَانُوْنَ سَنَةً وَالسَّنَةُ ثَلٰثُمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ يَوْمًا كُلُّ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ
اَلْفَ سَنَةٍ یعنے جس نے نماز ترک کردی یہانتک کہ اُس کا وقت گذر گیا پھر قضا پڑھی تو اُس کے عوض تارک
کو دوزخ میں چند حقبے عذاب کیا جائیگا اور حقبہ اسّی برس کا ہوگا اور ایک سال کے تین سو ساٹھ دن ہونگے
جس کا ایک دن ہزار ہزار برس کا ہوگا اس حساب سے اُس عالم کے اسّی برس یہاں کے برسوں کے حساب
سے دو کرور اٹھاسی برس کے ہوئے پس ایک حقبہ اتنے برسوں کا ہوگا مگر اب یہ معلوم نہیں کہ وہ کتنے حقبے
ہوں گے کیونکہ حدیث شریف میں چند حقبوں کا ذکر آیا ہے خدا تعالیٰ اس جانکاہ عذاب سے تمام مسلمانوں
کو بچاوے اور وہ عذر شرعی جن سے نماز میں تاخیر کرنی مباح ہو جاتی ہے کُل چھ ہیں۔ نسیان۔ نیند۔ بیہوشی
جنون۔ حیض۔ نفاس۔ پس ان شرعی عذروں کے علاوہ نماز کی تاخیر اُس کے وقت سے ہرگز جائز نہیں
یہاں تک کہ ذخیرہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کسی حاملہ عورت کے بچہ کا سر نکل آیا اور اُسے نماز کیوقت
فوت ہونیکا خوف لاحق ہوا تو وضو کرے اگر طاقت ہو ورنہ تیمم کرکے اور بچہ کا سر کسی ہنڈیا یا زمین کے
گڑھے میں رکھکر رکوع سجود کے ساتھ بیٹھکر نماز ادا کرے اگر رکوع و سجود کی طاقت نہ ہو تو اشاروں ہی سے
ادا کرے غرضکہ اپنے مقدور کے موافق جس طرح ممکن ہو اور جس ڈھب سے پڑھ سکے نماز کو ادا کرے
جائے کیونکہ عورت سے نماز ساقط نہیں ہوتی تاوقتیکہ نفاس والی نہ ہوا اور وہ نفاس والی جب ہی ہوتی ہے
کہ اکثر بچہ باہر نکل آئے اور خون جاری ہو جائے اسی طرح جو شخص دریا میں کسی تختہ پر بیٹھا ہوا اور نماز کے وقت
کے ضائع ہونیکا خوف ہو تو اُسے چاہیے کہ وضو کی نیت سے اپنے اعضاء وضو کو پانی میں داخل کرے پھر
اشارہ سے نماز پڑھے اسی طرح مثلاً ایک ایسا شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور اُسکے
پاس کوئی دوسرا شخص وضو کرانیوالا یا تیمم کرانیوالا موجود نہیں ہے تو ایسا شخص اپنے دونوں پہنچوں اور منہ کو تیمم کی
نیت سے دیوار پر ملے اور نماز پڑھے نماز کا ترک یا اسکے وقت سے تاخیر کرنا ہرگز جائز نہیں پس عاقل کو اُن مسائل
میں غور و تامل کرنا چاہیے جنہیں فقہاء نے بیان کیا ہے اگر کچھ بھی فکر و عقل سے کام لیگا تو عجز کامل کے
عذر کے علاوہ تاخیر نماز میں اور کوئی وجہ نہ پائیگا چہ جائیکہ اُسکے ترک کرنے میں اس تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے
کہ مکلف کو نماز کے ترک کرنے میں یا اُسکے وقت سے تاخیر کرنے میں باوجود قدرت کے کوئی وجہ گنجائش

Marfat.com

نہیں ہے یہ نماز کے فرض موقت ہونیکا بیان ہے رہا پانچ نمازوں کا ثبوت وہ اس آیہ کریمہ سے ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کیا تم قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا ذکر پاتے ہو انہوں نے فرمایا بیشک قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے اور یہ آیت پڑھی پس حِيْنَ تُمْسُوْنَ سے مغرب اور عشا کی نماز مراد ہے اور حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ سے فجر کی نماز اور لفظ عَشِيًّا سے عصر کی نماز اور حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ظہر کی نماز مقصود ہے اسی طرح نماز کی فرضیت کا ثبوت **سنت رسول اللہ** یعنے حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں بکثرت آیا ہے از انجملہ ایک یہ حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَمْسَ صَلَوَاتٍ یعنے بلاشبہ خدا تعالےٰ نے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ حدیث منجملہ اُن مشہور احادیث کے ہے جنسے احکام کا ثبوت ہوتا ہے اور **اجماع** اُمت سے نماز کی فرضیت کا ثبوت یوں ہو سکتا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آجتک نماز پنجگانہ کی فرضیت پر تمام اُمت اجماع رکھتی ہے پس جب نماز کی فرضیت کا ثبوت اِن قطعی دلائل سے ثابت ہو گیا تو اب اُس کا ترک کسی کو بھی جائز نہ ہوگا بلکہ تارک صلوٰۃ کے لئے اِس قسم کی شدید وعیدیں اور غلیظ تہدیدیں وارد ہوئی ہیں جنکے سننے سے بدن پر رونگٹا کھڑا ہوتا اور لرزہ آتا ہے منجملہ اُن کے ایک یہ روایت ہے من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر جہارا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے نماز قصداً چھوڑ دی وہ بلاشبہ کھلم کھلا کافر ہو گیا اور فرمایا لَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ یعنے اے میری اُمت کے لوگو تم قصداً نماز کو نہ چھوڑو جس نے نماز کو قصداً چھوڑ دیا وہ مقرر ملت اسلام سے خارج ہو چکا اور فرمایا اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ فَمَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّيْنَ وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ یعنے نماز دین کا ستون ہے جسنے نماز کو برپا رکھا بلاشبہ اُس نے اپنا دین برپا رکھا اور جسنے نماز کو ترک کیا مقرر اُس نے دین کو ڈھا دیا اور اُن وعیدوں کے وارد ہونے کے سبب سے علماء نے اُس شخص کے کفر میں اختلاف کیا ہے جو نماز کو بلا عذر قصداً چھوڑ دے۔ پس اکثر صحابہ وغیرہم اِس طرف گئے ہیں کہ تارک نماز بلاشبہ کافر ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبداللہ اور ابو درداء اور ابو ہریرہ اور عبدالرحمن بن عوف وغیرہم

Marfat.com

Marfat.com

ائمہ صحابہ میں سے اور امام احمد بن حنبلؒ اور اسحٰق بن راہویہ اور عبداللہ بن مبارک اور حکیم ابن عیینہ
اور سفیان نے اور ابوداؤد طیالسی اور ابوبکر ابن شیبہ وغیرہم مجتہدین میں سے اس طرف گئے ہیں کہ
شخص بلا عذر شرعی قصداً نماز کو ترک کر دے وہ کافر ہے مگر عطا کہتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ پر کفر کا اطلاق اسوقت
ہوگا جب وہ انکار بھی کرے یا یہ زجر و عیدی ہے اور اُن کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خمس صلوات افترضهن الله تعالیٰ من احسنهن وضوءهن فصلهن
لوقتهن واتم رکوعهن وسجودهن وخشوعهن کان له علی الله عهد ان یغفر له ومن لم یفعل فلیس
له علی الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه یعنے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر پانچ
نمازیں فرض کی ہیں جس نے اُن کا وضو اچھا کیا اور اُن کو اُن کے وقتوں پر پڑھا اور اُن کا رکوع
وسجود پورا پورا کیا اور اُن میں خشوع وخضوع کیا کے لئے اللہ پر عہد ہے یہ کہ اسکو بخشدے اور جسنے
ایسا نہ کیا تو اُس کے لئے اللہ پر کوئی عہد نہیں ہے اگر چاہے اُسے بخشدے اور اگر چاہے
عذاب کرے۔ پس حدیث بالا میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ان شاء غفر له تارک
صلوٰۃ کے عدم کفر پر دلیل ہے اور فرمان واجب الاذعان اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا
دُوْنَ ذٰلِكَ (بلاشبہ خدا تعالےٰ اُس شخص کو نہیں بخشتا جو اُسکے ساتھ شرک لاوے اور شرک
کے علاوہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے) یہی تارک صلوٰۃ کے عدم کفر پر صریح دلیل ہے البتہ ایسے شخص
کے فاسق ہونے میں کسیکو کلام نہیں اور حماد بن زید اور مکحول اور شافعیؒ اور مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ
وغیرہم اس طرف گئے ہیں کہ تارک صلوٰۃ قتل کیا جائے یعنے جو شخص بلا عذر قصداً نماز کو چھوڑ دے اُسے
قتل کرنا درست ہے البتہ فرق اتنا ہے کہ امام احمدؒ کے نزدیک ایسے شخص کو کفر کی وجہ سے قتل کرنا
مباح ہو جاتا ہے اور امام احمد کے علاوہ اور صاحبوں کے نزدیک تارک نماز کو ازراہ حد قتل کرنا درست
ہے۔ مگر حضرت امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ پر نہ تو کفر کا حکم کیا جا سکتا ہے اور نہ اُسے قتل
کر سکتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے قید کیا جائے گا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ایسا شخص ضرب شدید سے
مارا جاوے حتےٰ کہ اُس سے خون بہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُسے یہاں تک ماریں کہ وہ نماز پڑھے
یا مر جائے پس وجوہ بالا کے اعتبار سے ہر مومن مرد اور مومن عورت پر فرض ہے کہ نماز پنجگانہ
کے ادا کرنے پر ہمیشہ محافظت اور مواظبت کرے اور یہ پانچوں نمازیں خدا تعالےٰ نے

Marfat.com

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شب معراج میں ہفتہ کی رات رمضان کی سترہویں تاریخ ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے فرض کیں گو ایک قول یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج رجب میں ہوئی مگر دونوں قول مشہور ہیں کذا فی الطحطاوی سمنی کہتے ہیں کہ اس سے پہلے دو نمازیں تھیں ایک آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور ایک آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے ابن حجر شرح ہمزیہ میں کہتے ہیں کہ مکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز پڑھنا یقینی بات ہے ہاں اسمیں اختلاف ہے کہ آیا کوئی نماز فرض تھی ان پانچ نمازوں میں سے یا نہیں بعضوں نے کہا ہے کہ طلوع آفتاب کے پہلے ایک نماز اور غروب آفتاب سے پہلے ایک نماز فرض تھی آدمی پر اسلام کا حکم اور اطلاق چار شرطوں کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ وقت پر نماز پڑھے یعنے ادا دوسری یہ کہ مرد جماعت سے نماز پڑھے۔ تیسرے یہ کہ اقتدا کرنیوالا ہو۔ چوتھے یہ کہ نماز تمام کرنیوالا ہو۔ یعنے اُسے قصداً فاسد نہ کر ڈالے اسیطرح اگر وقت میں اذان دے یا سجدہ تلاوت کرے یا سائمہ کی زکوٰۃ دے ایسا شخص مسلمان ہوگا نہ وہ شخص جو غیر وقت میں نماز پڑھے یا جماعت سے نماز نہ پڑھے اکیلا ہو کر نماز ادا کرے یا امام ہو یا فاسد کر ڈالے نماز کو یا اور عبادت کرے۔ یعنے یہ چیزیں اسلام کی علامات نہیں ہو سکتیں وجہ یہ کہ یہ چیزیں صرف ہماری شریعت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں بخلاف اوپر کی چیزوں کے کہ وہ ہماری شریعت کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں اور چونکہ نماز محض عبادت بدنیہ ہے۔ بدنیوجہ اسمیں نیابت مطلق جائز نہیں یعنے نماز کے قائم مقام کوئی اور فعل نہیں ہو سکتا نہ نفس کے ساتھ جیسے روزے میں شیخ فانی کیطرف سے فدیہ دینا صحیح اور درست ہے۔ یہ مسائل در المختار اور طحطاوی اور طوالع وغیرہ سے لکھے گئے ہیں اس بنا پر ہر مسلمان کو لازم ہے کہ نماز پنجگانہ پر محافظت کرے اور اُن کے لئے وضو اچھی طرح کرے اُن کے وقتوں کی رعایت بخوبی بجالائے اُن کے رکوع و سجود اور خشوع وغیرہ تمام و کمال کے ساتھ ادا کرے جماعت سے نماز پڑھا کرے نیز سنتوں اور نفلوں کے پڑھنے میں بجد کوشش کیا کرے تاکہ اُن کی وجہ سے اپنے فرائض کو کامل کرے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیمۃ صلوٰۃ فان وجدت تامۃ کتبت تامۃ وان انتقص منھا شیٔ قال اللہ تعالیٰ انظروا ھل لعبدی من تطوع فان کان لہ تطوع یکمل لہ ما ضیع من فرضہ ثم تطوعہ یعنے قیامت

کے کہ بندہ کا حساب سب سے پہلے جس چیز کے ساتھ کیا جائیگا وہ نماز ہوگی اگر کامل اور پوری نماز پائی جائے گی تو پوری لکھی جائے گی اور اگر اس میں سے کوئی چیز کم کی جائے گی تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فرمائیگا اے فرشتو دیکھو تو آیا میرے بندہ کے لئے کچھ نفل ہیں۔ پس اگر اس کے لئے نفل ہیں تو فرضوں میں سے جو کچھ ضائع کیا گیا ہے وہ نفلوں سے پورا اور کامل کر دیا جائیگا بشرطیکہ وہ نفل مقبول بھی ہوں رہا تعدیل ارکان سو وہ امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ صاحب کے نزدیک فرض ہے یعنے اس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور محمدؒ صاحب کے نزدیک بسبب صحیح روایت واجب ہے یعنے اسکے ترک سے نماز تو باطل نہیں ہوتی مگر پلے درجے کی ناقص ہو جاتی ہے پھر اگر نمازی نے اسے سہواً ترک کیا ہے تو سجدہ سہو کا لازم آئیگا اور اگر قصداً ترک کیا ہے تو گناہ سے قطع نظر کر کے اس نماز کا پھیرنا واجب ہو جاتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کی بعض روایت میں تعدیل ارکان مسنون ہے سو اس روایت کی حیثیت سے جس نماز میں تعدیل ارکان متروک ہو تو اس کا پھیرنا مستحب ہے مگر اس صورت میں بھی مستحق عتاب اور حرمان شفاعت کا ہوگا عاقل کو چاہیئے کہ اس بات کا ضرور لحاظ رکھے اور اسے خفیف اور ہلکی بات نہ خیال کرے سوچئے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ عیاذاً باللہ منہ اور تعدیل ارکان سے یہ مراد ہے کہ اپنے اعضا کو سہوار اور دوست کرے حتیٰ کہ تمام اعضا اپنے اپنے ٹھکانے آجاویں۔ اولےٰ بات یہ ہے کہ ایک تسبیح کی مقدار تو ضرور پڑھے رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ میں حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ رکوع و سجود پورا نہ کرتا تھا۔ کوے جیسے زمین پر ٹھونگیں مارتا تھا۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا لَوْ مَاتَ هٰذَا حَالَتَهٗ هٰذِهٖ مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ یعنے یہ شخص اگر اس حالت پر مریگا تو محمدؐ کے دین و ملت پر نہ مریگا بعض لوگ صرف اس بات پر کہ اماموں کی کتابوں میں واقع ہوا ہے کہ جو شخص قومہ اور جلسہ طمانیت کو ترک کرے تو اس کے حق میں یہ جائز ہے۔ غافل اور مغرور جاتے ہیں حالانکہ اصول فقہ میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جواز عبادات میں بمعنے سقوط فرضیت قضا کے ہے نہ یہ کہ اس فعل کا کرنا حلال ہے اور اس میں کسی قسم کا گناہ نہیں ہوتا اس پر نظر نہیں کرتے فقہاء نے پورے طور پر تصریح کی ہے کہ قومہ اور جلسہ طمانیت کا ترک کرنا مکروہ ہے چنانچہ قرطبی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ اس شخص کے قول پر اعتبار کرنا کسی طرح لائق نہیں جو کہتا ہے کہ واجب ارکان نماز سے اول

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اُس چیز کا کہ جس پر اُسکا اسم اطلاق کیا جائے کیونکہ جس شخص نے اُس پر اقتصار کیا تو اس پر یہ بات صادق آئے گی کہ یہ شخص نماز میں ٹھونگیں مارتا ہے اور بلاشبہ شخص اُس برائی میں جو حدیث نبوی میں وارد ہے داخل ہوتا ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا تلک صلوٰۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقر یعنے یہ نماز منافق کی ہے کہ آفتاب کے غروب ہونیکا بیٹھا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جب آفتاب شیطان کے دو سینگوں میں ہوتا ہے تو اُٹھکر کوّے جیسے ٹھونگیں مارنے لگتا ہے پس جب نماز اس صفت کے ساتھ ہوگی تو اُس کا پڑھنے والا اس وعید میں داخل ہوگا فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوٰت فسوف یلقون غیا یعنے پھر اُنکی جگہ ناخلف لوگ آئے جنہوں نے نماز کو بالکل ضایع کردیا اور مزوں کے پیچھے پڑ گئے سو قریب ہے کہ ایسے لوگ غی میں پڑینگے (غی دوزخ میں ایک نالہ کا نام ہے اس آیت کی تفسیر میں علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہاں نماز کو ضایع کرنے سے اُسکا ترک کردینا مراد نہیں ہے۔ بلکہ ضایع کرنے سے یہ مقصود ہے کہ نماز کی حدود درست اور ٹھیک نہ کئے اُسکے وقت کی رعایت کرکے اور اُس کے طہارت اور اُس کے رکوع و سجود وغیرہ نہ تمام کرکے پس بلاشبہ جس نے نماز پر محافظت نہ کی یعنے اُس کے اوقات کی رعایت نہ کی اور اُسے بالکل برباد اور ضایع کیا تو ایسا شخص نماز کے علاوہ اور عبادات کو بدرجہ اولےٰ ضایع کریگا اور بڑے بڑے کام اُس سے ضایع ہونے کوئی بڑی بات نہیں ہوگی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا احسن الرجل الصلوٰۃ فاتم رکوعھا وسجودھا قالت الصلوٰۃ حفظک اللہ کما حفظتنی فترفع واذا اساء الصلوٰۃ فلم یتم رکوعھا وسجودھا قالت الصلوٰۃ ضیعک اللہ کما ضیعتنی فتلف کما یلف الثوب الخلق فیضرب بوجھہ یعنے جب کوئی شخص اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور اُس کا رکوع و سجود پورا کرتا ہے تو نماز کہتی ہے اے شخص اللہ تعالیٰ نگاہ رکھے جیسا تو نے مجھے نگاہ رکھا پھر وہ نماز اُسیوقت اوپر چڑھائی جاتی ہے یعنے مقبول ہوتی ہے اور جب کوئی آدمی نماز پڑھتا اور اُس کے رکوع و سجود کو پورا پورا ادا نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے اے آدمی تجھے خدا تعالیٰ ضایع کرے جیسا تو نے مجھے ضایع کیا پھر وہ نماز ایسی لپیٹی جاتی ہے۔ جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے پھر وہ نماز اُس کے منہ پر ماری جاتی ہے ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ سے یوں بھی آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر اُس کی ایک نماز بھی قبولیت کے درجہ کو نہیں پہونچتی کیونکہ وہ اگر رکوع پورا کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا اور اگر سجدہ پورا کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں

Marfat.com

Marfat.com

کرتا ہے جو کوئی اس بات کو پہچاننا چاہے کہ میری نماز قبولیت کے درجہ کو پہونچی یا نہ پہونچی تو اُسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف نظر کرے کہ الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر یعنے نماز بیحیائی اور خلاف شرع کی باتوں کو روکتی ہے۔ پس جو شخص پانچوں وقت کی نماز تو پڑھتا ہو مگر فواحش اور منکرات میں بھی مبتلا رہتا ہو تو معلوم کرلے کہ میری نماز مقبول نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ نماز اُس شخص کے حقمیں وبال اور اللہ سبحانہ سے دور کرنیوالی ہے حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں من لم تامرہ صلوتہ بالمعروف ولم تنہ عن المنکر لم یزدد بصلاتہ من اللہ تعالیٰ الا بعدا یعنے جسکو اُس کی نماز اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور برے کاموں سے باز نہ رکھے تو یہ نماز اُس کے لئے وبال جان ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور رحمت سے دوری زیادہ پیدا کرتی ہے اللھم احول حالنا الی احسن الحال للہ الحمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الصلوٰۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن اذا اجتنبت الکبائر رواہ مسلم یعنے پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اُن گناہوں کو مٹاتے ہیں جو اُن کے درمیان میں ہوتے ہیں۔ جبکہ گناہ نہ کئے ہوں رواہ مسلم اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّلَا نَجَاۃً وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ یعنے جو کوئی نماز پر محافظت کرتا ہے اُس کے لئے یہ نماز نورانیت کا سبب اور اُس کے کمال ایمان پر واضح دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا سبب اور جو کوئی نماز پر محافظت نہیں کرتا اُس کے لئے نہ تو نماز نور ہوگی نہ دلیل نہ بخشش بلکہ ایسا شخص معذب ہوگا اور قیامت کے دن قاروں اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ اسکو امام احمدؒ اور دارمیؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے **ف** نماز پر محافظت کے یہ معنے ہیں کہ اُسے بلا ناغہ ہمیشہ ادا کرتے رہے اور فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کے ساتھ پڑھتا رہے

فرائض نماز کا بیان مع واجبات و سنن

فرائض نمازی شنوی در قلق ۞ اجبن نوق تلق رسق۔ الف سے مراد اندام کا پاک کرنا اور پہلے جیم سے جامہ کا پاک کرنا اور دوسرے جیم سے جگہ کا پاک کرنا اور سین سے ستر عورت اور نون سے نیت کرنا اور واو سے وقت کا پہچاننا اور قاف سے خانہ کعبہ کے مقابل کھڑا ہونا اور تا سے

Marfat.com

سے تکبیر اولیٰ کہنا اور پہلے قاف سے قیام کرنا دوسرے قاف سے قرارت پڑھنا اور ر سے رکوع کرنا سین سے سجدہ کرنا ق سے اخیر کا قعدہ کرنا مراد ہے۔

جو واجب ندانی شوی در خطر ہ فضیت تقت لقت جبر ف سے مراد سورۂ فاتحہ پڑھنا اور ض سے کسی سورت کا ملانا اور ت سے قرارت کی تعیین کرنی یعنے فرائض میں سے پہلے دو رکعتوں کو قرارت کے واسطے معین کرنا اور ت سے تعدیل ارکان اور ق سے بیچ کا قعدہ کرنا اور ت سے دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا اور لام سے لفظ السلام علیکم کہکر نماز سے باہر آنا اور ق سے وتر میں قنوت پڑھنا اور ت سے دونوں عیدوں میں تکبیریں کہنی اور ج سے جہر کرنا اور س سے ستر یعنے خفیہ پڑھنا اور ر سے رعایت ترتیب نگاہ رکھنی مراد ہے

چو سنت بدانی شوی مقتدا ہ رو بیٹ تبت تست و دا ہ ر سے تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرنی اور واؤ سے بائیں ہاتھ پر دائیں کو رکھنا اور ث سے سبحانک اللہم پڑھنا اور ت سے تعوذ یعنے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا اور ب سے بسم اللہ کہنا اور ت سے تکبیرات انتقالات کہنا اور ت سے رکوع و سجود میں تسبیح پڑھنا اور س سے قومہ اور جلسہ میں توقف کرنا اور پہلے دال سے درود اور دوسری دال سے دعا پڑھنی مقصود ہے اور الف سے آخر الحمد کے آمین کہنا مراد ہے

جماعت کا بیان قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جماعت کی نماز ثواب میں اکیلے کی نماز میں ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے بخاری اور مسلم نے یہ روایت نقل کی ہے مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یُجِبْہُ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ رواہ الدارقطنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے اذان سنی اور اسکو جواب ندیا یعنے مسجد میں نہ آیا تو اسکی نماز نہوئی مگر عذر کی وجہ سے اور عذر سے مراد بیماری اور دونوں طرف کے ہاتھ پاؤں کٹے ہونا اور فالج اور بادشاہ یا حاکم کے خوف سے چھپنا اور اس درجہ ضعف جس سے راہ نہ چل سکے اور اندھا ہونا ہے بعض حضرات نے مینہ اور کیچڑ اور بے حد جاڑے اور بہت اندھیرے کو بھی عذر میں داخل کیا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اور ملا علی قاری نے نہایت صحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں لکھا ہے اور نہایت بھوک اور استنجے کی حاجت بھی لعذر ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نزدیک عذر ہے اب علماء کا اسمیں اختلاف ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنی سنت ہے یا واجب یا فرض عین ہے یا فرض کفایہ سو بعض لوگوں نے جماعت کی نماز کو فرض عین کہا ہے مگر عذر کی حالت میں یعنے جب کسی قسم کا عذر ہو تو مصلی سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے یہ قول امام احمدؒ اور داؤد اور عطا اور ابو ثور کا ہے۔ ان علماء کا مقولہ ہے کہ جو شخص اذان سنکر مسجد میں حاضر نہ ہو تو اُس کی نماز اکیلے میں درست نہیں اور امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنی فرض کفایہ ہے اور امام اعظمؒ اور اُن کے یار فرماتے ہیں کہ صحیح روایت کے اعتبار سے نماز جماعت واجب ہے چنانچہ شیخ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ ہمارے اکثر مشائخ اس بات پر ہیں کہ جماعت واجب ہے جو لوگ اُس کی سنت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں چونکہ اس کا ثبوت سنت ہی سے ہوا ہے بدیں وجہ اُسے سنت کہنا چاہیے جیسے عید کی نماز بدائع میں کہا ہے کہ جماعت کے واسطے مسجد میں حاضر ہونا ہر مرد عاقل بالغ غیر معذور کو واجب ہے درالمختار میں ہے۔ وَالْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ قَالَ الزَّاهِدِيُّ الْمُرَادُ بِالتَّاكِيْدِ الْوُجُوْبُ یعنے جماعت سنت موکدہ ہے زاہدی کہتے ہیں کہ یہاں تاکید سے وجوب مراد ہے آگے چلکر کہتے ہیں وَقِيْلَ وَاجِبَةٌ عَلَيْهِ الْعَامَّةُ اَيْ عَامَّةُ مَشَائِخِنَا وَبِهٖ جَزَمَ فِي التُّحْفَةِ وَغَيْرِهَا قَالَ فِي الْبَحْرِ هُوَ رَاجِحٌ عِنْدَ اَهْلِ الْمَذْهَبِ یعنے بعضوں نے یوں بھی کہا ہے کہ جماعت واجب ہے اور اسی پر ہمارے اکثر مشائخ ہیں اور تحفہ وغیرہ میں اسی پر جزم کیا ہے۔ صاحب بحر کہتے ہیں۔ اہل مذہب کے نزدیک یہی بات غالب ہے اسی طرح غنیہ میں لکھا ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ جماعت کے واجب ہونے کیطرف گئے ہیں تحفہ میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جماعت واجب ہے قنیہ میں مذکور ہے کہ جو کوئی بلا عذر جماعت ترک کرے اُسے تعزیر دینی واجب ہے (تنبیہ) یہ روایتیں قابل غور ہیں کیونکہ اگر بالفرض والتقدیر جماعت سنت موکدہ بھی ہو تو بھی اُس کا ترک کرنا نہ چاہیے۔ وجہ یہ کہ تارک سنت پر لعنت آئی ہے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سِتَّةٌ اَلْعَنُهُمْ وَكُلُّ نَبِيٍّ مُجَابٌ یعنے چھ شخصوں پر میں نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ آدمیوں کو بیان کرکے فرمایا کہ چھٹا شخص وَالتَّارِكُ مِنْ سُنَّتِيْ یعنے میری سنت کو ترک کرنے والا اسکی شرح میں ملا علی قاری کہتے ہیں تَكَاسُلًا عَاصٍ وَاسْتِخْفَافًا كَافِرٌ یعنے جو شخص کسل و کاہلی کی راہ سے سنت موکدہ کو ترک کرے وہ گنہگار ہے اور ہلکا جانکر ترک کرنے والا

Marfat.com

کافر و مرتد ہے عیاذاً باللہ پھر جب اکثر مشائخ کے قول کے اعتبار سے جماعت کو واجب تسلیم کر لیا جائے تو اُس کا تارک فرض کا تارک شمار کیا جائے گا کیونکہ فرض و واجب میں صرف اعتقاد کا فرق ہے اور عمل و ترک میں دونوں برابر ہیں۔ یعنے فرض کا منکر کافر ہے اور واجب کا منکر فاسق کسی کام کے کرنے میں جیسے فرض کا ثواب ہے ویسا ہی واجب کا اور فرض کے ترک میں جسقدر گناہ ہوتا ہے ویسے ہی واجب کے ترک میں گناہ لازم آتا ہے ترغیب الجماعہ اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشا کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے یہ بارہ سنتیں موکدہ ہیں بحر الرائق میں لکھا ہے کہ سنت موکدہ واجب کی مانند ہیں یعنے اُس کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے اور اُس کا تارک مستحق ملامت ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی عذر شرعی بھی نہ ہو کذا فی الشامی مگر عصر کے پہلے چار رکعتیں اور اسی طرح عشا کی پہلی اور پچھلی چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں عشا کے بعد کی چار رکعتیں چاہے ایک سلام سے پڑھے یا دو سلام سے اسی طرح ظہر کے بعد کی چار رکعتیں ایک سلام اور دو سلام سے پڑھ سکتا ہے اور اُن کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے حدیث ترمذی میں آتا ہے کہ جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعتوں اور پچھلی چار رکعتوں پر محافظت کرے تو اللہ تعالے اُس پر آگ حرام کر دیتا ہے یعنے اُسے دوزخ میں عذاب نکیا جائیگا اور مغرب کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں جنکو صلوٰۃ اوابین کہتے ہیں (اور اوّاب کے معنے اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے کے ہیں) یہ چھ رکعتیں ایک یا دو یا تین سلام سے مستحب ہیں اس میں ایک تحریمہ پر نفس کو دیر تک روکنا پڑتا ہے شامی نے خیر الدین سے نقل کیا ہے کہ ان رکعتوں میں افضل یہ بات ہے کہ ہر شفع میں پھرتا جائے اور کمال الدین نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ چار رکعتیں جو بعد ظہر یا عشا کے مستحب ہیں اُسمیں علمار کا سخت اختلاف ہے کہ آیا وہ دو رکعت سنت موکدہ کے علاوہ چاروں جداگانہ مستحب ہیں یا اُن کے ساتھ شمار کی جاتی ہیں۔ پھر اگر سنت موکدہ کے ساتھ ملکر چار شمار کی جاتی ہیں تو آیا وہ ایک سلام سے ادا ہو جاتی ہیں یا نہیں۔ پس اکثر علمار تو اس طرف گئے ہیں کہ وہ دونوں ایک ہی سلام سے ادا ہو جائیں گی اور خود کمال الدین نے اسی کو اختیار کر کے کہا ہے کہ جب نماز ہی ایک سلام یا دو سلام کے ساتھ چار رکعتیں پڑھیگا تو دو سنت موکدہ اور مستحبہ دونوں سے کافی ہو جائیں گے کذا فی الشامی و در ایار رکعتین خفیفتین قبل

Marfat.com

البحر الرائق فی البحر والمصنف اور کمال الدین نے نہایت عمدہ تحقیق وتنقیح کے ساتھ ہلکی سے دو رکعتوں
کو مغرب سے پہلے مباح ہونا ثابت کیا ہے اور اسی کو بحر الرائق میں اور مصنف نے ثابت کیا ہے
باقی رہی یہ بات کہ تمام سنتوں میں سب سے زیادہ موکد کون سی سنتیں ہیں سو باتفاق علماء زیادہ
موکد فجر کی سنتیں ہیں پھر اصح قول کے اعتبار سے ظہر کے پہلے سنتیں ہیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث
میں آیا ہے کہ جو کوئی ظہر کی سنتوں کو چھوڑ دیگا اُسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی اس کے بعد تمام
سنتیں برابر ہیں بعض فقہاء فجر کی سنتوں کے وجوب کے قائل ہوئے ہیں اسی واسطے اصح قول
کے بموجب بدون کسی عذر شرعی کے اُنکا بیٹھکر پڑھنا یا سواری پر سوار ہوکر ادا کرنا بالاتفاق ناجائز ہے
فجر کی سنتیں اگر فوت ہوجائیں تو فرض کے ساتھ اُن کی قضا کرنی چاہیے بخلاف اور سنتوں کے کہ اُنکی
قضا نہیں ہے شامی کہتے ہیں کہ اگر فجر کی سنتیں فرض کے ساتھ فوت ہوگئی ہوں تو اُن کی قضا
زوال سے پہلے مناسب ہے زوال کے بعد اُن کی قضا نہیں ہے اور اگر یہ سنتیں تنہا فوت ہوگئی
ہوں تو آفتاب کے طلوع سے پہلے اُن قضا نہ چاہیے **مسئلہ** اگر کسی نے دو رکعت نماز نفل
اس گمان پر پڑھیں کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی پھر معلوم ہوا کہ طلوع فجر ہوچکی یا کسی نے چار رکعت
نماز پڑھی اور اُن میں سے دو رکعتیں آفتاب نکلنے کے بعد ہوئیں تو اصح قول پر یہ فجر کی دو سنتوں سے
کافی نہ ہوں گی کذا فی التجنیس کیونکہ سنت اُس فعل کا نام ہے۔ جسپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جدا
تحریمہ سے مواظبت فرمائی ہو غایۃ الاوطار میں ہے کہ تجنیس کا حوالہ صرف دوسرے مسئلہ سے متعلق ہے
پہلا مسئلہ تو خلاصہ میں مذکور ہے اور شارح نے دوسرے مسئلہ کی علت بیان فرمائی ہے اور تجنیس میں پہلے
مسئلہ میں سنت فجر سے کافی ہونا لکھا ہے نہر الفائق میں اُسکو اوجہ اور اصح لکھا ہے کذا فی الشامی
مسئلہ ظہر اور جمعہ کے پہلے چار رکعتوں اور جمعہ کے بعد کی چار رکعت کے عہدہ اولی میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے اور اگر بھول کے درود پڑھ لیا تو اُس پر سجدہ سہو کا لازم آیا اور جو لوگ
اس بات کے قائل ہیں کہ ایسے شخص پر سجدہ سہو لازم نہیں آتا اُنکا قول ضعیف ہے۔ شامی کہتے ہیں جمعہ
کے بعد کی چار رکعتوں میں درود پڑھنے سے سجدہ سہو کا لازم آنا ہرگز مسلم نہیں کیونکہ اُن کا حکم
اور سنتوں جیسا نہیں ہے اسی واسطے اُنہیں دو سلاموں سے پڑھنا ٹھیک بات ہے اور
اُن سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو دعائے استفتاح یعنے سبحانک اللھم نہ پڑھے

Marfat.com

کیونکہ یہ سنتیں اپنے موکد ہونے کی وجہ سے فرض کے ساتھ مشابہ ہوگئی ہیں اور باقی چار رکعت نفلوں میں پہلے قعدہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور تیسری رکعت میں سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ گو وہ نماز نذر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ نوافل میں ہر دو رکعت جداگانہ نماز ہے اور اُس کا وجوب ہے تو عارضی مگر درحقیقت وہ نفل ہے بعض فقہا کہتے ہیں کہ تمام سنتوں میں درود اور دعا نہ پڑھنا اچھی بات ہے چنانچہ قنیہ میں اسی قول کو صحیح کہا ہے اور طول قیام کی نسبت دیر تک سجدہ کرنا زیادہ اچھا ہے جیسا کہ مجتبےٰ میں اُسکی تصریح ہوئی ہے ہر چند کہ بحر الرائق میں اس مسئلہ کو ترجیح دی ہے مگر نہر الفائق میں اُس پر تین وجہوں کے ساتھ اعتراض کیا ہے **پہلی** وجہ یہ ہے کہ قیام ہر چند کہ وسیلہ ہے مگر اُس کے طول کی خوبی اس باعث سے ہے کہ اُس میں قرارت بہت ہوگی۔ اور قرارت اگرچہ تمام قرآن کو پہونچ جائے سب فرض ہوگی۔ بخلاف رکوع اور سجود کی تسبیحوں کے **دوسری** وجہ یہ ہے کہ قرارت کے رکن زائد ہونے کو فضیلت میں کچھ بھی تاثیر نہیں **تیسری** وجہ یہ ہے مسئلہ کا موضوع نزاع نفل ہے اور اُسکی جملہ رکعتوں میں قرارت واجب کذا فی الشامی صاحب نہر الفائق نے معراج سے نقل کیا ہے کہ کثرت رکوع و سجود کا افضل ہونا امام محمدؒ کا قول ہے۔ امام صاحبؒ کا یہی مذہب ہے کہ قیام رکوع و سجود سے افضل ہے۔ اُسکی تصحیح بدائع میں کی ہے **مسئلہ** مسجد میں داخل ہونیکے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اگر وضو نہ ہو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ چار دفعہ کہنا مستحب ہے وَاَوْ تَکَلَّمَ بَیْنَ السُّنَّۃِ وَالْفَرْضِ لَا یُسْقِطُھَا وَلٰکِنْ یَنْقُصُ ثَوَابَھَا وَقِیْلَ تَسْقُطُ وَکَذَا عَمَلٌ یُنَافِی التَّحْرِیْمَۃَ عَلَی الْاَصَحِّ اگر سنت و فرض کے درمیان کلام کیا خواہ وہ سنتیں فرض پہلے ہی کی ہوں یا پچھلی تو یہ کلام کرنا سنت کو ساقط تو نہیں کرتا مگر اُسکا ثواب کم کر دیتا ہے بعض فقہا کہتے ہیں کہ سنتیں ساقط ہو جاتی ہیں اُن کو از سر نو پڑھنا ضرور ہے اگر پہلے کی سنتیں ہوں کذا فی البحر اسی طرح وہ عمل جو تحریمہ کے مخالف ہو اصح قول کے بموجب سنتوں کو ساقط نہیں کرتا بلکہ ثواب کم کر دیتا ہے کذا فی القنیہ خلاصہ میں ہے کہ اگر سنتیں پڑھکر کسی بیع و شرا یا کھانے میں مصروف ہوا تو ان سنتوں کو از سر نو پڑھے اور اگر کھانے کا لقمہ یا پانی کے ایک گھونٹ میں مشغول ہوا تو یہ سنتیں باطل نہ ہوں گی اور اگر آخر وقت تک سنتوں کو موخر کیا تو وہ سنتیں نہ ہوں گی مگر ایک قول میں وہ سنتیں ہو جائیں گی

Marfat.com

اَلْاِسْفَارُ بِسُنَّةِ الْفَجْرِ اَفْضَلُ وَقِيْلَ لَا فجر کی سنت کا خوب روشنی میں پڑھنا بہتر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ خوب جانتے ہیں پڑھنا بہتر نہیں بلکہ اول وقت پڑھنا افضل ہے۔ شامی کہتے ہیں کہ دوسرے قول کا مؤید بحر الرائق کا قول ہے۔ خلاصہ سے منقول ہے کہ فجر کی سنتیں تین باتوں کیساتھ مخصوص ہیں اول سورۂ کافرون اور اخلاص کا اُن میں پڑھنا دوسری اول وقت میں اُن کو پڑھنا تیسری اپنے گھر پر یا مسجد کے دروازہ پر پڑھنا حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت کا دستور تھا کہ جب آپ کو فجر معلوم ہوتی تو اُٹھکر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیتے پھر دائیں کروٹ کے بل لیٹ رہتے حتیٰ کہ مؤذن تکبیر کے لئے آپکی خدمت میں آتا اُسوقت آپ باہر نکلتے (رواہ الشیخان) وَمِنَ النَّوَافِلِ سَبْعٌ يَلْزَمُ الشَّارِعَ ؛ اَخْذًا لِذٰلِكَ لِمَا قَالَهُ الشَّارِعُ ؛ صَوْمٌ صَلٰوةٌ طَوَافٌ حَجٌّ سَابِعٌ ؛ اِعْتِكَافٌ عُمْرَةٌ اِحْرَامٌ السَّابِعُ ؛ یعنے سات ایسی چیزیں ہیں جو شروع کرنے والے پر لازم ہو جاتی ہیں یہ اُس قول سے حاصل ہوا ہے جسکو شریعت مقرر کرنے والے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور وہ سات چیزیں یہ ہیں اول نماز نفل دوسرے روزہ نفل تیسرے طواف نفل چوتھے نفلی حج پانچویں معتکف کو اعتکاف کرنا چھٹے نفلی عمرہ ساتویں نفلی احرام۔ اور دو رکعتیں قضا کرے اگر چار رکعتوں غیر موکدہ کی نیت کی ہو مگر اس میں کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ نفل کا ہر دوگانہ علیحدہ نماز ہے لیکن اقتدا یا نذر یا قعدہ اولے کے ترک کے سبب سے ہر دوگانہ جدا نہیں یعنے ان تینوں صورتوں میں ہر دوگانہ نفل علیحدہ نماز نہیں ہو سکتی بلکہ چاروں کا ایک ہی حکم ہے اقتدا کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ظہر پڑھنے والے کے پیچھے کسی نے نفل نماز کی نیت باندھکر توڑ دی تو اب اُسے چار رکعتیں قضا کرنی چاہئیں کذا فی الشامی فَلَا يُصَلِّ بَعْدَ صَلٰوةٍ مَفْرُوْضَةٍ مِثْلَهَا فِي الْقِرَاءَةِ اَوْ فِي الْجَمَاعَةِ یعنے نمازی کو لائق ہے کہ فرض نماز کے بعد ایسی نماز نہ پڑھے کہ قراءت یا جماعت میں سابق کی نماز کی مانند ہو۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں لا یصلی بعد صلوٰۃ مثلها یعنے کوئی نماز کسی نماز کے پیچھے ایسی نہ پڑھی جاوے کہ وہ اُس کی مثل ہو امام محمدؒ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے اور چونکہ ظاہر حدیث اجماعاً مراد نہیں کیونکہ صبح اور ظہر کی نماز اسی طرح پڑھی جاتی ہے کہ اُن کے پہلے ویسی ہی سنتیں ہیں لہذا ضرور ہوا کہ اس حدیث کو کسی خاص صورت پر حمل کیا جاوے یعنے حدیث میں مثلیت مطلقاً مراد نہیں بلکہ قراءت یا جماعت میں مثل ہونا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مراد ہے پس اگر ظہر کے بعد کی چار سنتیں اس طرح پڑھے کہ اول کی دو رکعتوں میں قرارت اور آخیر کی دو رکعتوں کو خالی فرض کی مانند نماز ادا کرے تو یہ نماز مکروہ ہوگی اسی طرح ایک ہی نماز کو دوسری بار جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے کذا فی الشامی والاتعاد عند توہم الفساد یعنے فساد کے وہم ہونے کے وقت نماز دوہرائی نہ جائے ممانعت کی وجہ سے مثلاً کسی شخص نے ایک بار نماز پڑھی پھر کسی وسوسہ کے سبب سے اُس کے فاسد ہونیکا شبہ ہوگیا تو اُس نماز کا دوہرانا مکروہ ہے البتہ اگر نماز میں کوئی خلل قطعاً ثابت ہو مثلاً کوئی واجب ترک ہوگیا ہو تو اُس صورت میں اعادہ واجب ہے وَمَا نُقِلَ اَنَّ الْاِمَامَ قَضٰی صَلٰوۃَ عُمُرِہٖ فَاِنْ صَحَّ نَقُوْلُ کَانَ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ وَالْوِتْرَ بِاَرْبَعِ قَعَدَاتٍ یعنے یہ جو منقول ہے کہ حضرت امام اعظمؒ نے اپنی عمر کی نماز قضا کی سو اگر یہ نقل صحیح ہے تو ہم کہتے ہیں کہ امام صاحب مغرب اور وتر کی نماز کی چار رکعتوں کو تین قعدوں سے پڑھا کرتے تھے درحقیقت یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے جسکی تقریر یوں ہوسکتی ہے کہ امام صاحبؒ کا قضاء عمری نماز پڑھنا حدیث مذکور کے مخالف ہے وجہ یہ کہ ایسا تو نہ ہوا ہوگا کہ امام صاحب نے اپنی تمام پہلی نمازوں میں کوئی واجب چھوڑ دیا ہو یا کسی مکروہ کے مرتکب ہوئے ہوں تاکہ اُنکا اعادہ اسوجہ سے واجب ہوگیا ہو بلکہ غالباً اُنکی قضا بنظر احتیاط اور توہم فساد تھی تو یہ قضا حدیث مذکورہ کے مخالف ٹھیری اور اگر یوں کہئے کہ قضا کی تمام رکعتوں میں آپ نے قرارت پڑھی تھی تاکہ وہ نفل ہوجائیں تو مغرب اور وتر کی تینوں رکعتیں نفل ٹھیرینگی حالانکہ کوئی نفل تین رکعتوں کے ساتھ موضوع نہیں ہے اسکا جواب بعض علماء یوں فرماتے ہیں کہ اولاً تو عمری قضا نقلاً امام صاحب سے صحیح نہیں اور اگر بفرض صحیح بھی ہو تو آپ مغرب و وتر کی چار رکعتوں کو تین قعدوں سے پڑھا کرتے تھے یعنے تیسری رکعت پر بھی بیٹھکر تشہد پڑھ لیا کرتے تھے تاکہ اگر اول کی نماز صحیح نہ ہو تو یہ نماز نفل ہوجائے اور قاعدہ کا زیادہ ہونا نفل کو باطل نہیں کرتا شامی کہتے ہیں کہ پہلا ہی جواب یعنے یوں کہدینا کہ یہ روایت امامؒ صاحب سے صحیح نہیں بہت ٹھیک بات ہے **مسئلہ** نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اُن کے بیس ہونے میں یہ حکمت ہے کہ مُکَمِّل (بالکسر) مُکَمَّل (بالفتح) کے برابر ہوجائے یعنے نوافل فرائض کی تکمیل کیواسطے مقرر ہوئی ہیں چونکہ پنجگانہ فرائض اور وتر کا شمار بیس ہے اسلئے تراویح کی بھی بیس رکعتیں ہوئیں اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ تکمیل کرنیوالی تراویح اور تکمیل کئے گئے فرائض اور وتر ہیں یہ تو تراویح کی بیس رکعت ہونے پر عقلی دلیل قائم کی گئی ہے نقلی دلیل سپر یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

رضی اللہ عنہا نے بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے اور تمام قرآن مجید کا ایک مرتبہ تراویح میں پڑھنا مسنون ہے اور دو بار فضیلت اور تین بار افضل ہے لوگوں کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے تمام قرآن مجید کا پڑھنا نہ چھوڑا جائے قرآن مجید کی ساری آیتیں کچھ اوپر چھ ہزار ہیں اور تراویح کی رکعتوں کا شمار بیس کے اعتبار سے چھ سو ہے پھر اگر رمضان کا مہینہ پورے تیس دن کا ہوگا پر اس حساب سے اگر نمازی ہر رکعت میں دس آیتیں پڑھیگا تو مہینے میں ایک ختم ہو جائیگا کذا فی الطحطاوی مجتبیٰ ہیں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے فرض نماز میں تین چھوٹی اور ایک بڑی آیت پڑھی تو اس نے اچھا کیا برا نہ کیا پھر تیرہ تراویح میں کیا گمان ہے جب فرض میں تین آیتیں پڑھنی بہتر ہیں تو تراویح میں بطریقہ اولےٰ اور احسن ہوں گی فتح المنان میں لکھا ہے کہ صحاح ستہ میں تراویح کے باب میں گو متعدد روایتیں مختصر و مطول وارد ہیں۔ مگر ہم یہاں اختصاراً ایک دو ہی روایتوں پر بس کرتے ہیں عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ النَّبِیَّ صلے اللہ علیہ وسلم فی المسجد فصلے بصلاتہ ناس ثم صلے من الثانیۃ فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلۃ الثالثۃ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم ولم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان یفرض علیکم وذالک فی رمضان اخرجہ ابو داؤد وفی روایۃ البخاری والمسلم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج فی جوف اللیل فصلے رجال بصلاتہ فلما اصبح الناس یحدثون بذلک فاجتمع اکثر منہم فخرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اللیلۃ الثانیۃ فلما اصبح الناس یذکرون ذلک فکثر اہل المسجد من اللیلۃ الثالثۃ فخرج فصلوا بصلاتہ فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز المسجد عن اہلہ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فطفق رجال منہم یقولون الصلوۃ فلم یخرج الیہم حتے خرج لصلوۃ الفجر **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ اور لوگوں نے بھی نماز پڑھی پھر دوسری شب کو آپ نے نماز پڑھی تو بہت سے آدمی ہو گئے پھر تیسری رات تو بہت ہی لوگ جمع ہو گئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نہ نکلے مگر جب صبح

Marfat.com

ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ بلاشبہ جو کچھ تم نے کیا ہے مجھے سب معلوم ہے مجھے تمہارے پاس آنے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ مبادا یہ نماز تم پر فرض ہو جائے اور یہ قصہ رمضان میں واقع ہوا تھا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور بخاری مسلم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کو مسجد میں تشریف لائے لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب صبح ہوئی تو آدمی اس کی بات چیت کرنے لگے پھر دوسری رات کو اس سے اکثر آدمی جمع ہوئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دوسری شب کو مسجد میں تشریف لیے صبح کو لوگ اس کا ذکر کرنے لگے پھر تیسری رات کو اہالیان مسجد بہت سے جمع ہو گئے اور آنحضرت نے تشریف لا کر لوگوں کو نماز پڑھائی پس سب لوگوں نے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی پھر جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد لوگوں سے بھر گئی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف نہ لائے ہر چند کہ بعض آدمی کہنے لگے اَلصَّلٰوۃ اَلصَّلٰوۃ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف نہ لائے حتیٰ کہ صبح کی نماز کیواسطے تشریف فرما ہوئے

ف تعداد رکعات میں روایتیں مختلف آئی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گیارہ رکعتیں مع وتر کے مروی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے وتر کے علاوہ بیس رکعتیں آئی ہیں مگر محدثین نے اس روایت کو ضعیف فرمایا ہے اور یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض ہے جو صحیحین میں عبداللہ بن سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے اِنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ کَیْفَ کَانَ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یعنے جب عبداللہ بن سلمہ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیونکر ہوا کرتی تھی حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھا کرتے تھے محققین علماء محدثین لکھتے ہیں کہ خلفاء راشدین مہدیین کا بیس رکعت تراویح پر مواظبت کرنا قرینہ صحت روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے انہوں نے حضرت عائشہ کی حدیث کا تعارض اس طرح دفع کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تعداد رکعات صلوٰۃ اللیل میں مختلف تھی کبھی آپ بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے کبھی گیارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے موافق گیارہ رکعت کی روایت بیان فرمائی اور ابن عباسؓ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو میمونہ کے گھر بیس رکعت پڑھتے دیکھا قَالَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْحَقِّ

Marfat.com
Marfat.com

اَوِ الْاِسْنَادُ ضَعِیْفٌ وَمُعَارَضٌ بِحَدِیْثِ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَیْمُوْنَۃَ وَشَاھِدُ ذٰلِکَ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَمُوَاظَبَۃُ
الصَّحَابَۃِ عَلٰی عِشْرِیْنَ وَتَوْیِیْتُہٗ صِحَّۃُ ذٰلِکَ الرِّوَایَۃِ اِنْتَھٰی۔ ارکان اربعہ اور در المختار حاشیہ در المختار
میں ہے ذکر فی الاختیار اَنَّ اَبَا یُوْسُفَ سَاَلَ اَبَا حَنِیْفَۃَ عَنْھَا وَمَا فَعَلَہٗ عُمَرُ فَقَالَ التَّرَاوِیْحُ
سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ وَلَمْ یَتْرُکْہُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِہٖ وَلَمْ یَکُنْ فِیْہِ مُبْتَدِعًا وَلَمْ یَاْمُرْ بِہٖ اِلَّا عَنْ
اَصْلٍ لَدَیْہِ وَعَھْدٍ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْتَھٰی یعنے اختیار میں مذکور
ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تراویح کی نماز کے بارہ میں پوچھا اور حضرت عمرؓ
کے فعل سے دریافت کیا امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ تراویح کی نماز سنت موکدہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے یہ تو اس کو اپنی طرف سے نکالا اور نہ وہ اس میں مبتدع یعنے نیا طریقہ نکالنے والے تھے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعت کا حکم نہ کیا مگر اصل وسند کے ساتھ جو اُن کے پاس تھی
اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُن کے پاس علم زبانی تھا اسی وجہ سے جمہور حنفیہ مجموع بیس
رکعت تراویح کو سنت موکدہ کفایہ کہتے ہیں۔ کیونکہ خلفاء راشدین مہدیین کی مواظبت حنفیہ کے نزدیک
دلیل سنت ہے پس جس امر دین پر خلفاء راشدین مہدیین کی مواظبت ثابت ہو وہ ضرور سنت ہوگی اور اُسکا
لزوم اور اساءت ترک سنت موکدہ بنویہ کے لزوم واساءت ترک کے مانند ہے لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ
بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ الحدیث علماء اصول نے تصریح کی ہے کہ صحابہ کے
طریقہ پر بھی مطلقاً سنت کا اطلاق آیا کرتا ہے چنانچہ نور الانوار میں ہے اِنَّ السُّنَّۃَ تَقَعُ عَلَی الطَّرِیْقَۃِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِہٖ مِنَ الصَّحَابَۃِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَھِیَ نَوْعَانِ سُنَّۃُ الْھُدٰی
وَتَارِکُھَا یَسْتَوْجِبُ اِسَاءَۃً وَالْھُدٰی الزَّوَائِدُ وَتَارِکُھَا یَسْتَوْجِبُ اِسَاءَۃً اور اصول بزدی
میں ہے اِنَّ السُّنَّۃَ عِنْدَنَا تَقَعُ عَلٰی سُنَّۃِ النَّبِیِّ وَغَیْرِہٖ غرضکہ تمام متون وشروح اور فتاوے
فقہ حنفیہ میں مجموع بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا مصرح ومفہوم ومصحح ہے جیسا کہ ماہران علم دین پر واضح ہے
امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں جو بعض رکعات کا استحباب بحسب اقتضا بیان کیا ہے وہ دلیل غیر مقبولہ
ہے جمہور نے کہا ہے کہ یہ بات جمہور حنفیہ کے مخالف ہے چنانچہ علامہ ابن ہمام خود اسی مبحث کے آخر
میں تحریر کرتے ہیں وَظَاھِرُ کَلَامِ الْمَشَائِخِ اَنَّ السُّنَّۃَ عِشْرُوْنَ وَمُقْتَضَی الدَّلِیْلِ مَا قُلْنَا وَفِی
الْھِدَایَۃِ الْمُخْتَارُ شَرْحُ تَنْوِیْرِ الْاَبْصَارِ سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ لِمُوَاظَبَۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ لِلرِّجَالِ وَ

Marfat.com
Marfat.com

والنساء الی ان قال وھی عشرون رکعۃ وروی البیھقی باسناد صحیح انھم کانوا یقومون علی عھد عمر رضی اللہ عنہ بعشرین رکعۃ وفی عھد عثمان وعلی رضی اللہ عنھما مثلہ وروی عن ابن عباس انہ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ فی رمضان ثم اوتر بعدھا بثلث لکن المحدثین قالوا ان ھذا الحدیث ضعیف الصحیح ما روتہ عائشۃ رضی اللہ عنھا انہ صلی احدی عشرۃ رکعۃ کما ھو عادتہ فی قیام اللیل وروی انہ کان بعض السلف فی عھد عمر بن العبد العزیز یصلون باحدی عشرۃ رکعۃ قصد السنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی استقر علیہ الامر واشتھر من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم ھو العشرون وما روی الثالث وعشرون بحساب الوتر معھا الخ ما ثبت بالسنۃ میں حضرت شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں بیہقی درین ہر دو روایت جمع نمودہ است بایں طریق کہ اول صحابہ کرام عدد یازدہ را کہ عدد مشہور تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود درین نماز ہم اختیار کردہ بودند لِلْعِلَّۃِ الْمُشْتَرِکَۃِ بَیْنَھُمَا وَھُوَ اَنَّ کُلًّا مِّنْھُمَا صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وچوں نزد ایشان ثابت شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین ماہ درین قیام زیادت ازان عدد میفرمودند بعشرین میرسانند من بعد عدد بست وسہ را اختیار کردند وبریں عدد اجماع شد واختیار اصحاب کرام امرے را کہ دران عقل را مداخلت نباشد محمول بر تعلیم قولے یا فعلے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می باشد کما تقرر فی اصول الحدیث وبعد از تحقیق اجماع در قرون متاخرہ مراعات این عدد ہم از ضروریات گشت ولہذا فقہا بر بست عدد اتفاق دارند کما لا یخفی علی من لہ ادنے تامل پس تقدیر بالا سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ تراویح سنت موکدہ ہے لِمُوَاظَبَۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَالرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِجْمَاعًا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مردوں کا امام بنایا تھا اور تمیم داری عورتوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے کذا فی الشامی اب رہی یہ بات کہ تراویح کا وقت کونسا ہے سو باتفاق علماء اُس کا وقت نماز عشاء اور وتروں کے درمیان ہے مگر آدھی رات کے بعد بھی اصح قول میں تراویح مکروہ نہیں اگر کوئی شخص فرض تنہا پڑھے تو اُسے لایق ہے کہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کذا فی الشامی باقی رہا یہ مسئلہ کہ اگر تراویح کی جماعت سب نے نہ کی ہو تو کیا سب لوگ وتر جماعت سے پڑھیں یا نہیں شامی کہتے ہیں ظاہر بات یہ ہے کہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کیونکہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

رمضان میں جماعت کا مسنون ہونا تراویح کی جماعت کے بعد سلف سے منقول ہے پس وتر کی جماعت تراویح
کی جماعت کے تابع ہے اور رمضان کے علاوہ اور دنوں میں وتر اور نفل جماعت سے نہ پڑھے
جائیں **فائدہ** خمسۃ یتبع فیہا الامام قنوت وقعدۃ اولی وتکبیر عید وسجدۃ
تلاوۃ وسہو واربع لا یتبع فیہا زیادۃ تکبیر عید وجنازۃ ورکن وقیام الخامسۃ
یعنی امام کی پانچ باتوں میں متابعت کی جائے اول قنوت دوم قعدہ اولی سوم تکبیر عید چہارم سجدہ تلاوت
پنجم سجدہ سہو میں اگر امام ان کو کریگا تو مقتدی کو بھی اس کا بجالانا ضرور ہوگا۔ اور اگر انکو امام سہواً ترک کرے
تو مقتدی کو بھی ترک کرنا ضرور ہوگا۔ اور چار باتیں ایسی ہیں جنمیں مقتدی کو امام کی متابعت ضرور نہیں
اول عید کی تکبیر کا زیادہ کرنا دوم جنازہ کی تکبیر زیادہ کرنی تیسرے نماز کے ارکان میں کوئی رکن زیادہ کرنا
مثلاً دو رکوع کرنے یا تین دفعہ سجدہ کرنا۔ چوتھے امام کا پانچویں رکعت کے واسطے کھڑا ہو جانا اور
آٹھ ایسی باتیں ہیں جو مطلقاً کی جاتی ہیں خواہ امام کرے یا نہ کرے ایک تکبیر کے لئے ہاتھوں کا
اٹھانا۔ دوسرے سبحانک اللہم پڑھنا۔ تیسرے انتقالات کی تکبیر کہنی چوتھے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا
کہ اگر امام نہ کہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہہ لے پانچویں رکوع اور سجدہ میں تسبیح کہنی چھٹے التحیات
مگر اسی صورت میں کہ جب امام بیٹھ جاوے۔ لیکن جب پہلے قعدہ میں امام نہ بیٹھے تو مقتدی
کو اس کی متابعت لازم ہے۔ ساتویں سلام پھیرنا یعنے اگر امام بول پڑے یا مسجد سے نکل جائے
تو مقتدی سلام پھیر لیں کذا فی الطحطاوی آٹھویں تکبیر تشریق اور صاحب بحر الرائق کہتے ہیں کہ نماز کا
توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے اور کبھی مستحب اور کبھی مباح اور کبھی واجب حرام تو بدون عذر کے نماز کو توڑ دینا
ہے اور مستحب حصول جماعت یا اور کسی وجہ سے کامل کرنے کے واسطے نماز کو توڑ دیتا ہے اور
مال کے فوت ہو جانے کے خوف سے نماز کو توڑنا مباح ہے اور جان بچانے کے لئے توڑنا
واجب کذا فی الشافی مسئلہ جمعہ فرض عین ہے اور اس کا منکر اہل شرع کے نزدیک کافر کیونکہ
قطعی دلیل یعنے آیۃ یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ
اس پر دلالت کرتی ہے اور اس کا ثبوت احادیث صحیحہ اور اجماع سے ہوا ہے بدیں وجہ اس کا تارک
فاسق و گنہگار ہے وفی البحر وقد اقتیت مرارا العدم صلوۃ الاربع بعدہا بنیۃ الظہر
خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وہو الاحتیاط فی زماننا واما من لا یخاف علیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

جامع الخطیب میں لکھا ہے کہ دو خطبوں کے بیچ میں دعا کے واسطے ہاتھ اٹھانا حرام ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ خطبہ کے وقت کسی قسم کا کلام نہ کرتے اس کے یہ معنے ہیں کہ نہ تو دعا مانگتے نہ دعا کے علاوہ اور کوئی بات کرتے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کی وہ ساعت جس میں دعا مقبول ہوتی ہے وہ امام کے منبر پر چڑھنے سے لیکر نماز کے پورا کرنے کے وقت تک ہے تو ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ وہ ساعت وہی ہے جس میں غیر امام کو کلام کرنا حرام ہے اور یہاں دعا سے وہ دعا مراد ہے جو امام خطبہ اور نماز میں سارے مسلمانوں کیواسطے پڑھتا ہے پس اس سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ امام یا وہ لوگ جو اس جلسہ میں بیٹھے سن رہے ہیں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں ۱۲۷۳ھ ہجری میں اس مضمون کا ایک استفتا ہوا تھا جس میں دہلی اور رامپور اور بریلی کے نامی علماء نے لکھا تھا کہ دونوں خطبوں کے بیچ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ہرگز درست نہیں اگر کوئی شخص بدون ہاتھ اٹھائے اور زبان ہلائے دل میں دعا مانگے تو اس کا کوئی مضائقہ بھی نہیں چنانچہ یہ بات بحر الرائق اور فتح البیان میں نہایت تصریح کے ساتھ موجود ہے اور عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے جب بشیر بن مروان کو خطبہ میں ہاتھ اٹھائے دعا مانگتے دیکھا تھا تو بددعا دی تھی چنانچہ ترمذی میں یہ روایت مروی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بدعت خلفاء مروانیہ کے زمانہ میں پیدا ہوئی خدا تعالیٰ ہمکو اور تمام دینداروں کو اتباع شریعت نصیب کرے اور بے اصل بدعتوں سے محفوظ رکھے اور خالص دین محمدی پر خاتمہ کرے آمین ثم آمین کذا فی غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار اب رہی یہ بات کہ جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ساعت کونسی ہے سو اس میں علماء کے پینتیس قول ہیں وہ ساعت شب قدر اور اسم اعظم کی طرح مبہم ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ساعت ہر جمعہ میں انتقال کرتی رہتی ہے کسی جمعہ میں اول روز کسی میں بیچ اور کسی میں آخر روز ہوتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا تُمْحَى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلٰثًا یعنے جو شخص جمعہ کو بلا ضرورت ترک کرے وہ ایسی کتاب میں جو مٹائی اور بدلی نہیں جاتی منافق لکھا جاتا ہے اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ جو شخص تین جمعہ ترک کرے اس کا یہ حال ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

Marfat.com
Marfat.com

الیوم الاخر فعلیہ الجمعۃ یوم الجمعۃ الا مریض او مسافرا وامراۃ او مملوک فمن استغنی بلھو او تجارۃ استغنی اللہ عنہ واللہ غنی حمید یعنے جو شخص خدا اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو اُس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض ہے مگر مسافر یا عورت یا لڑکا یا غلام اُن پر فرض نہیں پس جو کوئی نماز جمعہ سے تجارت یا کھیل کے سبب سے بے پروا ہو اللہ تعالےٰ اُس سے بے پروائی کرتا ہے اور اللہ بے پروا تعریف کیا گیا ہے اُس کو دار قطنی نے روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو کوئی تجارت یا کھیل میں مشغول ہو کر جمعہ کی نماز ترک کرتا ہے اُس سے اللہ تعالےٰ بھی بے پروا ہوتا ہے اور اپنی مہربانی و شفقت کی نظر نہیں کرتا اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ فرض مؤکد ہے اور جمعہ میں جماعت فرض ہے امام اعظمؒ اور امام محمدؒ رحمہما اللہ کے نزدیک تو امام کے علاوہ تین آدمیوں کا ہونا ضرور ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک امام کے علاوہ دو ہی آدمی جماعت کے واسطے کافی ہو سکتے ہیں مگر امام شافعیؒ کے نزدیک چالیس آدمی آزاد عاقل کامل ہونے ضرور ہیں۔ غلام اور لڑکے اور دیوانے اور عورت اور مسافر اور اندھے لنگڑے اور مقعد اور مریض اور شیخ فانی جس کو رستہ چلنا نہایت دشوار ہو اُن پر جمعہ فرض نہیں ہاں اگر یہ لوگ جمعہ پڑھ لیں گے تو جائز ہو جائیگا جمعہ کی نماز صرف دو رکعت فرض ہے اس کے پڑھنے سے ظہر کی نماز سر سے اُتر جاتی ہے جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا امام اعظمؒ کے مذہب میں مکروہ ہے

تہجد کا بیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو اُٹھا کرتے تو دس دفعہ اللہ اکبر اور دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ اور دس مرتبہ سبحان الملک القدوس اور دس مرتبہ استغفار اور دس ہی دفعہ لا الٰہ الا اللہ فرماتے پھر اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیمۃ دس دفعہ پڑھتے یعنی بار خدایا میں دنیا کی سختیوں اور قیامت کی سختیوں سے تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں پھر نماز تہجد شروع کرتے حضرت محدثین اس نماز کو سبعات عشرہ کے مقابل معشرات سبعہ کہتے ہیں یعنے صوفیہ کرام کے ہاں دس چیز سات سات دفعہ پڑھی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی فضیلت میں فرماتے ہیں کہ تمام نمازوں میں بہتر نماز اللہ کی طرف داؤد کی نماز ہے۔ اور تمام روزوں میں بہتر روزہ خدا کی طرف داؤد کا روزہ ہے وہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات قیام کرتے اور پھر چھٹی رات کے

Marfat.com

Marfat.com

حصہ میں سوتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کیا کرتے **فائدہ** یہ نماز محبوب اور پسندیدہ اس لیے ہے کہ آدمی کا نفس جب دو ثلث رات آرام لے لیگا تو عبادت میں خوب ہی نشاط اور مزہ آئیگا اسی طرح اس قسم کا روزہ اسواسطے زائد محبوب ہے کہ اس میں نفس پر زائد مشقت و محنت پڑتی ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کو کسی نے اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا پوچھا آپکے ساتھ آپ کے رب نے کیا معاملہ کیا کہا کہ جو باتیں میں حقائق و معارف میں کہتا تھا وہ سب کے سب ایک لخت مجھسے جاتی رہیں اور جس قسم کے میں اشارات بیان کرتا تھا وہ سب مجھسے فنا ہو گئے مجھے کسی چیز نے فائدہ نہ دیا مگر اُن چند رکعتوں نے جو رات کے وقت تنہائی میں پڑھا کرتا تھا اُس سے طالبوں کو تہجد کی نماز پر کمال رغبت ہوتی ہے **بیت** کار کن کار بگذر از گفتار ۔ کاندریں راہ کار دارد کار ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تمہاری ہر ایک ہڈی پر صبح ہوتے ہی صدقہ لازم ہوتا ہے پھر ہر تسبیح صدقہ اور ہر تحمید صدقہ اور امر بالمعروف صدقہ اور نہی عن المنکر صدقہ ہے اور ان سب باتوں سے اشراق کی دو رکعتیں کافی ہو سکتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ حقتعالےٰ فرماتا ہے اے فرزند آدم تو اول روز میں چار رکعتیں خاص میرے واسطے پڑھ میں تجھکو اُسدنکی شام تک کفایت کرونگا یعنے تیری حاجتونکو پورا کروں گا **استخارہ کی نماز کا بیان** حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسطرح ہمکو قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے اُسیطرح استخارہ کی دعا سب کا مونمیں سکھایا کرتے تھے یعنے اُس کے سکھلانے میں بہت بڑا اہتمام کیا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا قصد کرے تو اُسے مناسب ہے کہ فرض کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اللھم انی استخیرک بعلمک وبارک لی استقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی افضل یہ ہے کہ عاجل امری واجلہ دونوں لفظ پڑھے اسدعا کا ترجمہ یہ ہے یا الٰہی میں تجھسے تیری استعانت علم کیساتھ بھلائی کا طالب ہوں اور تیری قدرت

Marfat.com
Marfat.com

کے ذریعہ سے خیر کے پانے اور اُس کے حاصل ہونے پر طاقت و قدرت کا خواہاں ہوں اور تجھسے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں کسی چیز پر قادر نہیں مگر تیری قدرت کے ساتھ اور تو ہر چیز کو جانتا ہے میں کسیکو نہیں جانتا اور تو علم غیب جانتا ہے یا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام جسکا میں ارادہ رکھتا ہوں میرے لئے میرے دین و دنیا میں بہتر ہے اور انجام کار میں عمدہ ہے یا یوں فرمایا کہ اس جہان اور اُس جہان میں بہتر ہے تو اُسے میرے لئے مہیا اور آسان کر دے پھر اُس میں خوب ہی برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دین و دنیا اور زندگی اور انجام کار میں بُرا ہے (یا یوں فرمایا کہ اس جہان اور اُس جہان میں بُرا ہے) تو پھر اُسکو مجھسے اور مجھکو اُس سے ہٹا دے اور میرے لئے بھلائی مہیا کر جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھکو اُس سے راضی کر اور واجب و مستحب کے ادا کرنے یا حرام و مکروہ کے ترک کرنے کیواسطے استخارہ نہیں اگر مباح کام میں تردد ہو جیسے سفر تجارت نکاح وغیرہ تو اُسمیں استخارہ کرنا مبارک اور عمدہ ہے اور معین و مقرر کھانے پینے وغیرہ میں بھی استخارہ کرنے کی ضرورت نہیں اور جونسی سورت چاہے پڑھے بعض روایتوں میں قل یاایہا الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھنا آیا ہے اور مختصر استخارہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اَخِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی خُتَیَّارِیْ یعنے اے اللہ میرے لئے وہ چیز اختیار اور پسند کر جسکو تو مناسب جانے اور مجھے میرے اختیار کیطرف مت سونپ **توبہ کی نماز کا بیان** رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی قسم کا گناہ کرتا ہی پھر کھڑا ہوتا اور وضو کرکے نماز پڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے پھر حضرت صلعم نے یہ آیت وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ یعنے جو لوگ جب کسی قسم کی بیحیائی اور گناہ کرتے یعنے کبیرہ گناہ جیسے زنا اور کلمہ کفر وغیرہ یا اپنی جانوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں یعنے صغیرہ گناہ کر بیٹھتے ہیں جیسے اجنبی عورت یا لڑکے کا بوسہ لینا یا مساس کرنا یا حرام نظر کرنی وغیرہ پھر وہ لوگ خدا کو یاد کرنے لگتے ہیں یعنے اُس کے عذاب کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش کی اُس کی جناب میں التماس کرتے ہیں۔ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ کسی سے کوئی روایت کبھی قبول نہ کرتے تا وقتیکہ راوی کو قسم نہ دے لیتے۔ پس جب وہ قسم کھا کر یوں کہتا کہ واللہ یہ حدیث میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے تو قبول کر لیتے مگر جب کوئی روایت حضرت ابوبکرؓ سے سنتے

Marfat.com
Marfat.com

تو خدا قبول کر لیتے اور اُن سے قسم نہ لیتے پس اِس قسم کی نماز کو نماز توبہ کہتے ہیں۔

مصیبت کی نماز کا بیان حذیفہ کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کا غم اور مصیبت پہنچی تو اُس غم کی خلاصی کے واسطے اور حکم الٰہی بجالانے کے لئے کہ اللہ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ نماز پڑھتے۔

نماز حاجت کا بیان جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی دینی یا دنیوی خدا کی طرف یا بنی آدم کی طرف حاجت ہو تو اُسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھے پھر خدا کی بہت تعریف کہے اور نبیؐ پر درود پڑھے پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یعنے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جو بزرگ اور بخشش کرنے والا ہے خدا تعالےٰ پاک ہے جو بڑے تخت کا مالک اور پروردگار ہے سب تعریف خدا کو ہے جو سارے جہان کا مالک اور رب ہے خدایا میں تجھسے ایسے عمل کا طالب ہوں جو تیری رحمت کے اُترنے کا سبب ہو اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جسکے سبب سے تیری بخشش حاصل ولازم ہو اور ہر نیکی سے فائدہ اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں میرے لئے کوئی گناہ بدون معاف کئے ہوئے نچھوڑا اور کوئی فکر اُس کے کہوئے اور دور کئے ہوئے نہ چھوڑا اور کوئی ایسی حاجت جس میں تیری رضامندی ہو اُسے بدون روا کئے نہ چھوڑا اے سب رحم کرنے والوں سے بہت زیادہ رحم کرنے والے۔ بہتر اور افضل یہ بات ہے کہ اس میں درود التحیات کا پڑھے پس اس نماز کو صلوٰۃ الحاجت کہتے ہیں ابن حجر فرماتے ہیں کہ حاجت روائی کے واسطے ہفتہ کی صبح کو قصد کرنا مستحب ہے کیونکہ حدیث نبوی صلعم میں آیا ہے کہ جو شخص ہفتہ کی صبح کو اپنی ایسی حاجت کی طلب کرے جسکا اسے طلب کرنا حلال ہو جائے تو اُس کے روا ہونیکا میں ضامن اور کفیل ہوں۔

قرآن مجید کے حفظ کرنے کے واسطے حدیث شریف میں نماز اسطرح آئی ہے حضرت رسول الثقلین ہادی کونین فرماتے ہیں کہ جو کوئی قرآن مجید یاد کرنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ جب جمعہ کی رات آئے تو اگر آخر تہائی رات میں اُٹھ سکتا ہے تو اُٹھے کیونکہ وہ ایسی مبارک ساعت ہے

کہ اُس میں فرشتے حاضر ہوتے اور ہر قسم کی دعا مقبول ہوتی ہے اور جو شخص اُسوقت نہ اُٹھ سکے تو وہ آدھی
رات کو اُٹھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اول ہی رات کو اُٹھے اور چار رکعتیں اُس طرح پڑھے پہلی میں الحمد اور
یٰسین دوسری میں الحمد اور حٰم الدخان تیسری میں الحمد اور الم تنزیل سورہ سجدہ چوتھی میں الحمد اور تبارک الذی
جب یہ چاروں رکعتیں کمال عاجزی اور تذلل سے پڑھ چکے تو اللہ تعالےٰ کی اچھی طرح تعریف کرے
اور حضرت صلعم پر درود بھیجے پھر اور پیغمبروں پر اچھی طرح درود بھیجے اور تمام مسلمان مرد اور عورتوں
کیلئے بخشش مانگے اور آخر میں یہ دعا پڑھے اللھم ارحمنی بترک المعاصی ابدا ما ابقیتنی و
ارحمنی ان اتکلف ما لا یعنینی وارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی اللھم بدیع السموٰت
والارض ذی الجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام اسئلک یا اللہ یا رحمٰن بجلالک
ونور وجھک ان تلزم قلبی حفظ کتابک کما علمتنی وارزقنی ان اتلوہ علی النحو الذی
یرضیک عنی اللھم بدیع السموٰت والارض ذی الجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام
اسئلک یا اللہ یا رحمٰن بجلالک ونور وجھک ان تنور بکتابک بصری وان تطلق بہ
لسانی وان تفرج بہ عن قلبی وان تشرح لی صدری وان تغسل بہ بدنی فانہ لا یعینی
علی الحق غیرک ولا یؤتیہ الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الٰہی
تو مجھ پر گناہوں کے چھوڑنے ساتھ رحم کر یعنے اپنے پاس سے توفیق خیر دے جبتک تو مجھے زندہ
رکھے اور اس بات کے چھوڑنے کیساتھ مہربانی کر کہ میں ایسی چیز کا تکلف کروں جو مجھے کچھ بھی فائدہ نہ دے
اور مجھے نظر کی بھلائی اُس چیز میں نصیب کر کہ راضی کرے تجھکو میری طرف سے یعنے اپنی نیک اور
پسندیدہ چیزوں میں مجھے فکر کرنے کی توفیق عنایت فرما یا اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے
اے بزرگی و بخشش والے اے بڑی عزت والے ایسی عزت کہ نہ قصد کیجائے یعنے غیر کو ہرگز
لائق نہیں کہ اُس عزت کی آرزو کرے اے میرے اللہ اے بخشش کرنے والے میں تیری بزرگی
اور تیری نور ذات کے ایسے وسیلے سے جو میرے دل میں کتاب الٰہی کو لازم کر دینے والی ہو
جیسا کہ تو نے مجھے سکھائی ہے سوال کرتا ہوں یعنے جس طرح تو نے ناظرہ پڑھنے کی توفیق دی ہے
اسیطرح حفظ کرنے کی توفیق دے اور مجھے اس بات کی توفیق نصیب کر کہ میں اسکو اس ڈھب
سے پڑھوں کہ تجھکو مجھے راضی کر دے یعنے تدبر و تفکر اور اخلاص و حضور اور تجوید سے پڑھتا رہوں

Marfat.com

اے خدا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے بزرگی بخشنے والے اور اے اُس عزت کے مالک کہ نہ قصد کی جائے اے اللہ اے رحمٰن میں تیرے وسیلے اور بزرگی اور تیری روشنی ذات کے ذریعہ سے اس بات کا طالب ہوں کہ اپنی کتاب کی برکت سے میری بینائی میں روشنی پیدا کر اور اُس کے ساتھ میری زبان جاری کر اور اُسکی برکت کی وجہ سے تو میرے دل سے غم دور کر اور اُس کے سبب سے میرا دل کھولدے اور اُس کی برکت سے میرا سارا بدن دھو ڈال کیونکہ بجز کام پر تیرے سوا اور کوئی شخص مدد نہیں کرسکتا تو ہی حق دیتا ہے اور گناہوں سے بچنے کی قدرت اور عبادت کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر خدائے بلند مرتبہ اور بزرگ قدر کے ساتھ حدیث شریف میں ایک طول طویل قصہ آیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب سرور عالم صلعم کے پاس حاضر ہوکر عرض کی اے رسول خدا میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں قرآن شریف میرے دل سے محو ہوا جاتا ہے یاد نہیں رہتا کوئی ایسی ترکیب فرمائیے جس سے قرآن مجید کما حقہ یاد رہے حضرت نے فرمایا اے علیؓ کیا میں تمکو چند ایسے کلمے نہ سکھاؤں جنکے سبب سے خدا تعالیٰ تمہیں بھی فائدہ دے اور جسے تم سکھاؤ اُسے بھی فائدہ پہنچائے اور تم سیکھو تمہارے دل میں ثابت رہے حضرت علیؓ نے عرض کی بہتر فرمائیے پس حضرت نے فرمایا اذا کانت لیلۃ الجمعۃ الخ یعنے حضرت نے وہی ترکیب جو اُوپر مذکور ہوئی فرمائی پھر راوی حدیث یعنے حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اُسکے بعد یعنی پانچ یا سات جمعوں کے پیچھے حضرت علیؓ حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے اے رسول خدا اس سے پہلے میں چار آیتیں یاد کرسکتا تھا اور یاد کرنے کے بعد بھول جایا کرتا تھا اب بفضلہ تعالیٰ چالیس آیتیں بخوبی یاد کرلیتا ہوں اور جب پڑھتا ہوں تو ایسا پڑھتا ہوں کہ گویا قرآن مجید آنکھوں کے سامنے دہرا ہے اور سابق میں جب کوئی حدیث سنتا تھا تو وہ بھی میرے ذہن سے جاتی رہتی تھی اور میں اُسے بھولا جاتا تھا اور اب جو میں حدیث سُنکر تکرار کرتا ہوں تو ایک حرف بھی ناقص نہیں پاتا ہوں کذا فی الترمذی اسباب میں امام شافعی علیہ الرحمۃ نے ایک مجرب عمل خوب ہی لکھا ہے الٰہی ہم سبکو اسپر عمل کرنیکی توفیق دے اور وہ یہ ہے ؎ شکوت الی وکیع سوء حفظی ؛ فاوصانی الی ترک المعاصی ؛ فان العلم فضل من اللہ ؛ وفضل اللہ لا یعطی لعاص ؛ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اُستاد وکیع سے اپنے سوء حافظہ کی شکایت کی تو اُنہوں نے فرمایا کہ تحقیق علم خدا کا فضل ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جو گنہگار کو نہیں دیا جاتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا اے میرے چچا کیا میں تجھے ندوں کیا میں تجھکو ندوں کیا میں تجھے دس خصلتوں والی چیز ندوں جسوقت تو وہ عمل میں لاویگا اللہ تعالےٰ تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ اور پرانی نئی خطائیں چوک کر اور جانکر چھوٹے اور بڑے چھپے اور ظاہر بخشدیگا وہ عمل یہ ہے کہ تو چار رکعتیں اسطرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھ سو جب تو پہلی رکعت کی قرأت پڑھے تو قیام کی حالت میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ دفعہ پڑھ لے پھر رکوع کر اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کے بعد دس دفعہ انہی کلموں کو پڑھ پھر رکوع سے اپنا سر اُٹھا اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ان ہی کلموں کو دس بار پڑھ پھر تو سجدہ میں جھک اور سبحان ربی الاعلےٰ کے پیچھے ان کلموں کو دس مرتبہ پڑھ کر پھر اپنا سر سجدہ سے اُٹھا اور اُن کلموں کو دس دفعہ کہکر پھر سجدہ میں سبحان ربی الاعلےٰ کے بعد یہی کلمے دس مرتبہ کہہ اور سجدہ سے سر اُٹھا کر پھر دس دفعہ ان کلموں کو پڑھ پس کل تسبیحات ہر رکعت میں پچھتر ہوئیں حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس نماز میں یہ سورتیں چاہئیں الہٰکم التکاثر اور والعصر اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ اور بعض روایتوں میں اذا زلزلت اور والعادیات اور اذا جاء اور سورۂ اخلاص بھی آئی ہیں اور یہ تسبیحات قعدوں میں التحیات سے پہلے پڑھے بخلاف اور ارکان کے اور عبدالعزیز بن داؤد رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ جو کوئی جنت کا ارادہ کرے تو اُسے صلوٰۃ التسبیح پر مواظبت کرنا لازم ہے ابو عثمان زاہد نے کہا ہے کہ سختی اور غم کے دفع کرنے میں صلوٰۃ التسبیح کی مانند میں نے اور کوئی چیز نہیں دیکھی یعنے غموم وہموم کے دفع کرنے میں جیسی یہ نماز مجرب ہے اور کوئی چیز نہیں اور اس نماز کا جمعہ کے دن دوپہر ڈھلے پڑھنا مستحب ہے پھر اس نماز میں سہو کے سجدہ کی اگر احتیاج پڑے تو اُن سجدوں میں تسبیحات نہ پڑھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس نماز کو ہر جمعہ میں پڑھا کرتے تھے خدا تعالےٰ ہم سب کو اُسکی توفیق عنایت فرمائے نماز عیدین اور وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہیں اور اور اماموں کے نزدیک سنت اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت موکدہ ہیں انمیں سورۂ کافرون اور قل ہو اللہ پڑھنی مناسب ہیں اور جمعہ کی نماز اور فرض ظہر کے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا سنت موکدہ ہیں فرض ظہر کے بعد کی دو رکعت اور جمعہ کے بعد کی چار رکعت مسنون ہیں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمعہ

Marfat.com

کے بعد چھ رکعتیں مسنون ہیں اور ظہر کے بعد چار رکعتیں دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا مستحب ہیں اسیطرح
عصر کے فرضوں کے پہلے دو یا چار رکعت پڑھنا مستحب ہے اور مغرب کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ
پھر اسکے بعد اور چھ رکعتیں پڑھنی مستحب ہیں جسے صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں اور ایک روایت میں مغرب
کی سنتوں موکدہ کے بعد بیس رکعتیں بھی آئی ہیں اور عشا کے فرضوں سے پہلے چار رکعت
مستحب ہیں اور اسکے بعد دو رکعت سنت موکدہ اور وتر کے بعد دو رکعت بیٹھکر پڑھنی مستحب ہیں پہلی
رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت اور دوسری میں سورۂ کافرون پڑھے اور تہجد کی نماز
سنت موکدہ ہے چنانچہ ملا علی قادری اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہما الرحمۃ نے نماز تہجد کو سنت
موکدہ ہی لکھا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حضرت کا ایسا طریقہ تھا جسے کبھی آپ نے ترک نہیں فرمایا اور
اگر احیاناً ترک بھی ہو جاتی تو اسکے عیوض دنکو بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے حدیث شریف میں نماز تہجد چار
رکعت سے کم اور بارہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں ہوئی۔ نمازی کو اختیار ہے کہ کبھی نماز
تہجد وتر سمیت سات رکعت پڑھ لے اور کبھی نو رکعت اور کبھی گیارہ اور کبھی تیرہ اور کبھی پندرہ
رکعت پڑھ لے اور کبھی دو دو اور کبھی چار چار رکعت اسیطرح کبھی سب کی سب ایک ہی سلام کے
ساتھ اور کبھی دو دو رکعت تازہ وضو اور مسواک کے ساتھ پڑھے اور ہر دو رکعت کے پیچھے
سوئے اور پھر جاگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں اس درجہ دراز قیام فرماتے کہ پاؤں
مبارک سوجھکر دنبل ہو جاتے مصلی کبھی کبھی یوں بھی کر لیا کرے کہ تہجد کی نماز چار رکعت بایں
طریق پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے پیچھے سورۂ بقرہ اور دوسری میں سورہ
آل عمران اور تیسری میں نساء چوتھی میں مائدہ پڑھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسقدر
قیام فرمایا کرتے تھے اتنی ہی دیر رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ میں دیر لگایا کرتے تھے اب
کبھی کبھی یہ چاروں سورتیں ایک ہی رکعت پڑھا کرتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وتر کی
ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کر ڈالا مگر مستحب یہ بات ہے کہ ہر روز اسقدر پڑھے کہ روز پڑھ سکے
مہینہ بھر میں ایک ختم کرے یا دو یا تین اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سات رات میں ایک ختم
کیا کرتے تھے علما اسکو فی لیشوق فرماتے ہیں یعنے ق سے مراد سورۂ فاتحہ اور میم سے سورہ مائدہ
اور یے سے یونس اور ب سے سورۂ بنی اسرائیل اور شین سے سورہ شعراء اور داؤ سے سورۂ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

والصافات اور ق سے سورۂ قاف۔ قرآن مجید کو ترتیل یعنے آہستہ آہستہ اور صاف صاف پڑھنا اور حروف اور مد اور تشدید بخوبی ادا کرنا لازم ہے اور وعدہ وعید کے مقام کو غور کرنا ضرور چاہیے **مسئلہ** اپنی موت ہمیشہ یاد رکھنا اور جس چیز میں وصیت کرنا واجب ہے اُس کے وصیت نامہ کو ساتھ رکھنا مستحب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ہر دن موت کو بیس دفعہ یاد کریگا وہ شہادت کا درجہ پائیگا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دعا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِی الْمَوْتِ وَ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ) موت کے یاد کرنے میں منقول ہے جب کوئی مسلمان مرنے کے قریب ہو تو شہادت کا کلمہ اُس کے پاس پڑھا جائے مگر ایسے وقت خود اُسے پڑھنے کو نہ کہیں اور سورۂ یٰسین اُسکے پاس بیٹھکر پڑھیں اور جب مرجاوے تو اُسکا منہ اور آنکھیں بند کردیں اور دفنانے کفنانے میں جلدی کریں مسلمان میت مرد کے واسطے تین کپڑے اور عورت کے واسطے پانچ کپڑے ہونے ضرور ہیں اگر میسر ہوں ورنہ ضرورت کے وقت جو ملے کافی ہے۔ میت کو کفنانے کی یہ صورت ہے کہ پہلے لفافہ کو بچھا کر اُس پر تہ بند بچھائیں پھر میت کو کفنی پہنا کر تہ بند کو بائیں طرف سے لپیٹیں پھر داہنی جانب سے اسیطرح لفافہ لپیٹا جاوے اگر عورت ہے تو اُس کا سینہ بند لفافہ اور ازار کے بیچ میں رکھیں پھر کفنی پہنائیں بعدہ دامنی پر سر رکھکر بالوں کے دو حصہ کریں اور دامنی سے لپیٹکر کندھے کے دونوں جانب سے کفنی پر لٹکا دیں اُس کے بعد اول تہ بند کو لپیٹیں پھر سینہ بند کو پھر لفافہ کو **مسئلہ** درمختار میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص ناپاک مرے یا کوئی عورت حیض و نفاس کی حالت میں مرجائے تو اُسے کلی کرائی جائے اور ناک میں پانی دیا جائے بالاتفاق یعنے سب کے نزدیک اور جو کفن بہم پہونچ سکے وہی کافی ہو سکتا ہے اور مسلمان میت کو غسل دینا اور کفن و گور کرنا اور جنازہ کی نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ جنازہ کی نماز کی چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللھم پڑھے امام اعظم رح کے نزدیک جنازہ کی نماز میں الحمد پڑھنی جائز نہیں مگر بطریق دعا پڑھنی جائز ہے البتہ امام اعظم رح کے علاوہ اکثر علماء کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھنی جائز بلکہ مسنون ہے اور دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے اور تیسری تکبیر کے بعد میت اور تمام مسلمانوں کیواسطے یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تَوَبَّۃٌ عَلَی الْاِسْلَامِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اگر میت لڑکا ہے تو اُس کے واسطے یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً پھر سلام پھیرے حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میت کے حق میں جو دعائیں آئی ہیں اُن سب میں یہ دعا صحیح ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنے الٰہی اُس کے گناہ بخش اور اسپر رحمت کر اور مکروہات سے اسے خلاص کر اور تقصیرات اسکی معاف کر اور جنت میں اُسکی مہمانی کر اور اُسکی قبر کشادہ اور وسیع کر اور اُسکو پانی اور برف اور اولے سے پاک کر یعنے طرح طرح کی مغفرتوں سے اُسے کامیاب کر اور اُسے گناہوں سے پاک کر جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاکیزہ کرتا ہے اور اُسکا گھر اس عالم میں اُس گھر سے بہتر بدل دے اور اُس کے اہل یعنے خادم اور بی بی یہاں سے وہاں بہتر دے۔ اور اسے جنت میں داخل کر اور عذاب قبر سے پناہ دے یا فرمایا عذاب دوزخ سے پناہ دے اور قبر کے فتنہ سے یعنے منکر و نکیر کے جواب میں متحیر اور پریشان نہو عوف بن مالک رضی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز پڑھی مجھے اچھی طرح دیا ہے کہ آپ نے تیسری رکعت کے بعد یہی دعا فرمائی تھی مجھے اُسوقت بے حد رشک آیا کہ کاش میں اس میت کے قائم مقام ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر یہ دعا پڑھتے فقہ میں لکھا ہے کہ اس دعا کو ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے اور حضرت صلعم نے لوگوں کے سکھانیکے واسطے یہ دعا پکار کر پڑھی ہے نسائی اور ترمذی وغیرہ نے بھی اپنے اپنے مسندوں میں یہ روایت نقل کی ہے **زکوٰۃ کا بیان** واضح ہو کہ زکوٰۃ کے لغوی معنے پاک ہونے اور بڑھنے کے ہیں اور زکوٰۃ کا ادا کرنا ثواب کی زیادتی اور مال کے پاک ہونے اور مال والے کی طہارت کا باعث ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا

Marfat.com

یعنے اُن کے مالوں سے صدقہ (زکات) لے کہ اُسکی وجہ سے اُن کو گناہوں سے پاک کرے اور زیادہ کرے اور نشوونما دے اُن کی نیکیوں کو اور اُن کے مالوں کو اس صدقہ کی برکت کی وجہ سے اس آیت میں صنعت التفات ہے یعنے خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہوا ہے اور اس بات کی دلیل کہ زکوٰۃ زیادتی مال کا سبب یہ ہے وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ یعنے جو مال کی زکوٰۃ تم لوگ صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے دیتے ہو پس یہی لوگ ہیں جنکے مالوں میں افزونی کیجائے گی دوسری جگہ خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ یعنے خدا کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے تو اللہ اُس کا تمکو یا تو دنیا میں بدلہ دیگا یا آخرت میں تمہارے لئے ذخیرہ کریگا حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدوی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا اے رسول خدا مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجے جسکے کرنے سے میں جنت میں داخل ہوں حضرت نے فرمایا کہ بدون شرک خدا تعالیٰ کی عبادت کر اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ اُس بدوی نے کہا مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں اسپر کچھ بھی زیادہ نہ کروں گا پھر جب وہ شخص رخصت ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ جسے جنتی مردوں میں سے کسی کو دیکھنا پسند معلوم ہو تو اُسے اُس شخص کو دیکھنا چاہیے جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اقامۃ الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مسلم یعنے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کے دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی ہے پس زکوٰۃ کے دینے پر بیعت لینا وجوب کی دلیل ہے کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس چیز پر بیعت لیں وہ واجب ہی ہوگی چنانچہ اس حدیث کی شرح میں قسطلانی نے یہی لکھا ہے اور بخاری مسلم میں مروی ہے

Marfat.com
Marfat.com

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام پانچ چیزوں پر بنا کیا گیا ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بلاشبہ محمد اُسکے بندے اور پیغمبر ہیں۔ (۲) فرض نماز کا قائم کرنا (۳) زکوٰۃ کا دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا پس زکات کا رکن اسلام ہونا اُس کے وجوب کی دلیل ہے اور جو شخص صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ ادا نہ کرے اُس کا اسلام ناقص و ناتمام ہے اور منکر اسکا کافر اور تارک فاسق ہے درمختار میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کی مقارنت یعنے اسکا نماز کے ساتھہ مذکور ہونا قرآن شریف میں بیاسی جگہ آیا ہے یعنے بیاسی جگہ زکوٰۃ نماز کے ساتھہ مذکور ہوئی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ بعد نماز کے ساری عبادتوں میں افضل و بہتر ہے چنانچہ طحطاوی میں مذکور ہے ذکرت بعد الصلوٰۃ لانہا افضل العبادات بعدہا یعنی زکوٰۃ نماز کے بعد اس لئے مذکور ہوئی کہ وہ بعد نمازوں کے ساری عبادتوں سے بہتر ہے صحیح بات یہ ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال زکوٰۃ فرض ہوئی اور شرح سفر السعادت میں ہے کہ محقق بات یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت رمضان کے واقع ہوئی ہے خدا تعالیٰ نے اُسکے تارک کے باب میں اور اُس کے نہ دینے والے کے حق میں یوں ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ یعنے جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُسکو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے سو تو اے محمد ان لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے اُسدن کہ دوزخ میں اُن کے مالوں پر آگ جلائی جائیگی پھر اُن روپیوں اشرفیوں سے اُن کے ماتھے اور گردنیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور دوزخ کے فرشتے اُن سے کہیں گے یہ وہی مال ہے جسے تم اپنے واسطے جمع کیا کرتے تھے پس اب اِس مال کے جمع کرنے کا مزہ چکھو اور حدیث میں آیا ہے جس مال کی زکوٰۃ ادا کیجائے وہ کنز میں داخل نہیں اگرچہ زمین میں مدفون ہو اور جس مال کی زکوٰۃ نہ دیجائے وہ کنز ہے جس سے اُسکا مالک داغا جائیگا اگرچہ وہ مال زمین پر ہو ہرچند کہ زکوٰۃ کا بیان طول چاہتا ہے مگر ہم اختصار کے واسطے اُسیقدر پر اکتفا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام بھائی مسلمانوں کو بخل کی صفت سے بچا کر صفت سخاوت مرحمت فرماوے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سخی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

خدا سے نزدیک جنت سے نزدیک لوگوں سے نزدیک اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے جنت سے دور لوگوں سے دور دوزخ سے قریب ہے اور فرمایا جاہل سخی خدا تعالیٰ کے نزدیک عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ کسی مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں ایک بخل دوسری بدخلقی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مکار اور فریب دینے والا اور بخیل اور دیگر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا بخل و ایمان کا باہم جمع ہونا ناممکن بات ہے زکوٰۃ کی شرط آزادی بھی ہے پس غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں وہ قن ہو یا مدبر یا مکاتب یا ام یا ولد قن اُس غلام کو کہتے ہیں جس کے ماں باپ بھی لونڈی غلام ہوں اور جسے مالک نے کہدیا ہو کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے اُسے مدبر کہتے ہیں اور مکاتب اُس غلام کو کہتے ہیں کہ جس کے مالک نے کہدیا ہو کہ اگر اسقدر کما کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور ام ولد اُس لونڈی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا سے اولاد جنی ہو زکوٰۃ کی دوسری شرط اسلام ہے پس کافر پر زکوٰۃ نہیں مسئلہ اگر کوئی مسلمان آدمی زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہوگیا تو اُس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہوگئی جس طرح زکوٰۃ کے بعد اگر کوئی مرجاوے تو اُس پر سے زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ اسلام جیسا وجوب زکوٰۃ کیلئے شرط ہے اسیطرح بقاء زکوٰۃ کے لئے بھی شرط ہے مسئلہ اگر کوئی مرتد چند سال اپنے ارتداد پر جما بعدہٗ اسلام میں آیا تو ارتداد کے زمانہ تک کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (عالمگیری) مسئلہ اگر کوئی شخص دارالحرب میں اسلام لایا اور چند سال وہاں رہ کر دارالاسلام میں آیا تو امام کو اُن دونوں کی زکوٰۃ لینی جنہیں وہ دارالحرب میں رہا ہے نہیں پہونچتی البتہ اگر دارالحرب میں اسے اسبات کا علم ہوگیا ہے کہ زکوٰۃ واجب ہے تو امام اُسے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم کرسکتا ہے ورنہ حکم کا بھی مجاز نہیں (عالمگیری) تیسری شرط عقل اور چوتھی شرط بلوغ ہے پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دیوانے اور لڑکے پر زکوٰۃ نہیں مگر ائمہ ثلثہ کے نزدیک اُنپر زکوٰۃ واجب ہے کہ اُنکا ولی اُن کی طرف سے ادا کرے (مالابد منہ) مسئلہ جسکو ہمیشہ جنون رہتا ہو یعنے سارے سال میں کبھی ہوش میں نہیں آیا تو اسپر بھی زکوٰۃ نہیں اگر سال بھر میں کبھی ہوش میں آیا ہو اگرچہ ایک ساعت یا ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو اور یہ شخص سال کے اول و آخر میں مالک نصاب بھی ہو تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہے (عالمگیری) مسئلہ جو شخص جنون

Marfat.com
Marfat.com

جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک زکوٰۃ کا ابتدائی وقت افاقہ ہے یعنی جس وقت ہوش میں آیا ہے وہ وقت شروع سال زکوٰۃ کے واسطے معتبر ہوگا اور لڑکے کا ابتدائی وقت بلوغ ہے۔ (عالمگیری) جو شخص غشی کی حالت میں مبتلا رہتا ہے اگرچہ تمام سال ہی کیوں نہ رہے اُس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے (عالمگیری) زکوٰۃ کی پانچویں شرط نصاب کے مقدار مال کا ہونا ہے نصاب سے کم مقدار پر زکوٰۃ واجب نہیں (عالمگیری) واضح ہو کہ لغت میں نصاب کے معنے اصل اور مرجع کے آیا کرتے ہیں مگر شرع کے عرف میں ہر قسم کے مال میں سے ایک جو کا نہ مقدار معین کا نام نصاب ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔ مسئلہ اگر کوئی شخص دو سو درہم کا مالک ہو اور اُس نے پانچ درہم بقدر زکوٰۃ فقراء کو تقسیم کئے یا تقسیم کرنیکے واسطے کسی شخص کی سپردگی میں دیئے اور اُسکے بعد باقی دراہم میں کوئی درہم کھوٹا نکلا تو وہ پانچ درہم جو زکوٰۃ کے قصد سے نکالے ہیں زکوٰۃ نہوگی کیونکہ مال نصاب میں نقصان واقع ہوا پس اس صورت میں اگر وہ پانچ درہم جنہیں اُس نے کسیکی سپردگی میں کئے تھے موجود ہوں تو مالک کو واپس کر لینا درست ہوگا اور اگر فقیروں اور مستحقوں کے ہاتھ میں ہیں تو واپس کرنا ناجائز ہوگا (عالمگیری) زکوٰۃ کی چھٹی شرط حاجت اصلی اور تعلق قرض سے مال کا فارغ ہونا ہے پس رہنے کے گھروں میں پہننے کے کپڑوں میں سواری کے جانوروں میں خانہ داری کی چیزوں دیگ دیگچہ۔ ہنڈیا پتیلی۔ تو اتغاری میں خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ نہیں (عالمگیری) مسئلہ اگر رہنے کے مکان متعدد ہوں یعنے سکونت کے اور اس سے چند مکان بنائے یا خریدے یا سواری کے جانور بکثرت ہوں اسی طرح پہننے کے کپڑے جیسے شال دوشالے حاجت سے زائد ہوں تو ان چیزوں میں ہرگز زکوٰۃ واجب نہیں تاوقتیکہ تجارت کی نیت نہ کرلے مسئلہ وہی قرض مانع زکوٰۃ ہے جسکا تقاضا انسان کی طرف سے ہو اور دین آلہی یعنے گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی حال کے سال کی زکوٰۃ کو مانع ہے درالمختار میں ہے کہ صدر الشریعۃ سے جو یہ بات واقع ہوئی ہے کہ قرض زکوٰۃ کا مانع نہیں وہ سہو ہے۔ جیسا کہ ابن کمال وغیرہ نے ارقام فرمایا ہے مسئلہ اگر کسی شخص کے ذمہ نذر کا وفا کرنا یا کسی کفارہ کا ادا کرنا یا فطر کا صدقہ یا قربانی یا حج فرض ہو تو اُسکو زکوٰۃ نکالنی واجب نہوگی۔ جسوقت مالک نصاب ہو جائے کیونکہ یہ چیزیں وجوب زکوٰۃ کو مانع نہیں وجہ یہ کہ اُن قرضوں کا مطالبہ حقتعالےٰ کی طرف سے ہے آدمی کی طرف سے نہیں مسئلہ اگر سال تمام ہونے کے بعد قرض ملا تو یہ

Marfat.com

باتفاق علماء زکوٰۃ کو مانع نہیں بلکہ ادائیگی زکوٰۃ کی واجب ہوگی اور اگر سال کے درمیان مال تو نزدیک امام محمدؒ کے وجوب زکوٰۃ کو مانع ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مانع نہ ہوگا بلکہ اُس وقت زکوٰۃ واجب ہوگی (طحطاوی) مسئلہ ایک شخص نے ہزار درہم قرض لئے اور قرضدار کی طرف سے دس آدمی ضامن ہوئے تو سال بھر کے بعد اُن دس آدمیوں میں سے کسی پر بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اگرچہ اُن میں سے ہر ایک شخص ہزار ہزار درہم کا مالک ہی کیوں نہ ہو کیونکہ قرضخواہ کو پہنچتا ہے کہ قرضدار اور ضامن دونوں سے تقاضا کرے (طحطاوی) مسئلہ اگر کوئی شخص کسی کے ہزار درہم غصب کرلے پھر اُس غصب کرنے والے سے کوئی اور شخص غصب کرکے خرچ کرڈالے اور دونو غاصب ہزار ہزار درہم کے مالک ہوئے تو سال گذرنے کے بعد پہلے غاصب پر زکوٰۃ واجب ہوگی دوسرے پر نہ ہوگی (عالمگیری) مسئلہ عورت کا مہر موجل ہو یا معجل زکوٰۃ کے وجوب کو مانع ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے مگر بعض فقہاء اس میں فرق بیان کرتے ہیں کہ اگر خاوند اپنی زوجہ کے مہر کے ادا کرنے کا قصد و ارادہ رکھتا ہے تو مہر مانع زکوٰۃ ہے ورنہ مانع نہیں وجہ یہ کہ عرف میں اس قسم کے دین کو دین نہیں سمجھتے (عالمگیری) مسئلہ اگر قرضدار کو صاحب حق قرض سے بری کردے اور قرضدار صاحب نصاب ہے تو سال کا اعتبار قرض کی معافی کے وقت شمار کیا جائیگا مگر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جس سال اس کا قرض معاف ہوا ہو اُسی سال تمام کے بعد یہ شخص زکوٰۃ ادا کریگا (عالمگیری) میں شرح جامع کبیر سے نقل کیا گیا ہے کہ ہمارے مشائخ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے مہر موجل کے ساتھ مدیون ہو اور ادا کا قصد نہ رکھتا ہو تو یہ دین مانع زکوٰۃ نہیں کیونکہ ایسے قرض کا تقاضا معتاد نہیں ہوتا مسئلہ بیویوں کا نفقہ جبتک دین نہو قاضی کے تقرر یا طرفین کی رضامندی سے تو مانع زکوٰۃ نہیں ہوتا (عالمگیری) نفقہ کی وجہ سے جو تاوان آتا ہے وہ بھی مانع زکوٰۃ نہیں ہوتا مسئلہ قرضدار اگر کئی نصابوں کا مالک ہو جیسے روپیہ اشرفی اسباب تجارت گائے بیل بکری۔ اونٹ وغیرہ یعنے یہ چیزیں اپنے نصاب کے مقدار ہوں تو قرض کے مقابل پہلے پہل روپیہ اشرفی دی جائیگی کیونکہ ادائے قرض اُن کے ساتھ آسان ہے پھر باقی نصابوں سے زکوٰۃ ادا کی جائیگی اور اگر روپیہ اشرفی دیکر بھی قرضخواہ کا پورا مال ادا نہو تو اُسکے پورا کرنے کے لئے تجارت کا مال دیا جائے گا اگر قرض

Marfat.com

اس سے بھی حاصل ہوگا تو جانوروں کو اُس کی ادائیگی میں دیا جائیگا پھر اُسوقت قرض کے ادا کرنے کے بعد کسی نصاب میں سے اُسے زکوٰۃ نہ دینی ہوگی کیونکہ تمام نصاب قرض میں صرف ہوگئی۔ درمختار زکوٰۃ کی ساتویں شرط یہ ہے کہ مال نصاب بڑھنے والا ہو خواہ یہ نمو اور بڑھنا اس میں بالفعل پایا جائے جیسے جانوروں میں پایا جاتا ہے اور اسباب تجارت میں مشاہد ہوتا ہے یا بالفعل تو نہ ہو مگر مالک مال اُس کے بڑھانے پر قادر ہو جیسے سونے چاندی میں ہوا کرتا ہے (عالمگیری) مسئلہ جس رنگریز کے پاس کسم کا پھول یا زعفران ہو اور وہ اُس سے لوگوں کے کپڑے اجرت پر رنگتا ہو تو دونوں چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ اُسکی قیمت نصاب کو پہنچے اور پورا سال بھی گذر جائے اسی طرح چمڑا دباغت دینے والوں کے پاس اگر روغن اور پھٹکری ہو اور وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور سال گذر چکے تو اُسپر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اسی طرح نان بائی کے تلوں میں جبکہ روٹی پر چھڑکنے کے لئے مول لئے ہوں (عالمگیری) مسئلہ سونے چاندی میں زکوٰۃ واجب ہے اُسمیں تجارت کی نیت ہو یا نہ ہو اہل و عیال اور اعزہ و اقارب پر خرچ کرنیکا قصد ہو یا نہ ہو کیونکہ یہ دونوں چیزیں اصل خلقت کے اعتبار سے تجارت ہی کے اعتبار سے متعین ہیں (درمختار) بعض فرماتے ہیں کہ جو مال اہل و عیال کے نفقہ کیواسطے اٹھا رکھا ہے اُسمیں زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ حاجت اصلیہ سے فراغت میسر نہیں ہے مسئلہ موتی اور جواہرات جیسے لعل یاقوت زمرد و ہیرے وغیرہ میں بالاتفاق علماء زکوٰۃ نہیں اگرچہ ہزاروں درم کی قیمت کو پہنچے ہوں (درمختار) مسئلہ زمین میں سے اگر کسیقدر زمین کا غلہ وغیرہ حاصل ہو تو اسمیں تجارت کی نیت صحیح نہیں یہ زمین جو اُس کے قبضہ میں ہے خواہ بطریق ٹھیکہ ہو یا عاریت کے طور پر اگر یہ اُس زمین کا عشر یا خراج دیتا ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں دو حقوق کا جمع ہونا لازم آئیگا ایک زکوٰۃ دوسرے عشر یا خراج (درمختار) طحاوی میں لکھا ہے کہ ٹھیکہ کی زمین اور اسیطرح عاریت کے زمین کے حاصل میں جبکہ وہ عشری ہو زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ عشر کی ادائیگی ٹھیکہ لینے والے اور عاریت لینے والے پر ہے صاحبین کے نزدیک اور یہی مسئلہ مفتے بہ ہے اگر اسوقت زکوٰۃ بھی واجب ہوتی تو دو حق جمع ہو جاتے اور ایک چیز پر دو حقوق کا جمع ہونا جائز نہیں اور اگر یہ ٹھیکہ کی زمین خراجی ہے تو اسوقت اُسکے حاصل میں ٹھیکہ دار پر زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ حاصل میں تجارت کی نیت کرلی ہو کیونکہ زمین کا خراج اُس شخص پر ہے جسنے ٹھیکہ دیا ہے ایسی صورت میں دو حقوق کا اجتماع نہ ہوگا یہ عالمگیری میں قاضیخاں

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

کا اقرار کرتا ہو اور وہ غنی یا مفلس یا منکر ہو تو وصول مال کے بعد ان سب صورتوں میں گذشتہ زمانہ
کی زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ اس دین کے لوگ گواہ بھی ہوں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر مدیون دین
کا انکار کرے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی گو ثقہ گواہ گواہی بھی دیں اور یہی صحیح ہے (درمختار) مسئلہ
اگر مدیون یوں تو لوگوں کے سامنے دین کا اقرار کرے اور قاضی کے سامنے جاکر مکر جائے اور صاحب
دین نے گواہ گذرانا مگر گواہوں کی تعدیل یعنے تحقیق حال میں کچھ زمانہ گذرا تو مدیون کے انکار کے
زمانے سے لیکر تحقیق حال تک زکوٰۃ ساقط ہوگی (عالمگیری) مسئلہ اگر مدیون بھاگ کر
کہیں چلا گیا تو اب اگر صاحب دین خود یا اس کا نائب مدیون کے ڈھونڈنے اور اس کے پکڑنے
پر مصروف ہوگا تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی ورنہ لازم نہ ہوگی (عالمگیری) زکوٰۃ کی نویں شرط مال نصاب پر
پورے سال کا گذرنا ہے اور زکوٰۃ میں معتبر قمری سال ہے نہ شمسی (عالمگیری) قمری سال کو ہندی
میں سال ہلالی بھی کہتے ہیں قمری برس کے دن تین سو چون اور چھتیس اور سدس یوم یعنے بائیس دقیقے
ہوتے ہیں اور شمسی سال اس زمانے اور مدت سے عبارت ہے کہ جسمیں سورج فلک البروج کے
نقطوں میں سے کسی مفروضہ نقطہ پر مفارقت کے بعد آملے یعنی جب سے سورج نے نقطہ مفروضہ
سے علیحدگی اور جدائی کی ہے اس زمانہ سے لیکر اسوقت تک کہ وہ پھر اسی نقطہ پر آجائے سال
شمسی ہے پھر اس مدت کی تقدیر میں اختلاف ہے بطلیموس حکیم کے نزدیک تین سو پینسٹھ دن
پانچ ساعتیں پچپن دقیقے اور بارہ ثانیہ ہیں اس رائے کے موافق سال شمسی اور قمری میں صرف
دس دن اور گیارہ ساعت اور تین اخماس خمس ساعت کا فرق ہے والتفصیل فی کتب الالہیہ
مسئلہ اگر شروع اور آخر سال میں ایک شخص صاحب نصاب تھا لیکن درمیان میں وہ مال نصاب
سے کم رہگیا تو زکوٰۃ واجب ہوگی مسئلہ اگر کوئی شخص تجارت کے مال کو یا نقدین کو اسکی جنس یا غیر جنس
سے مبادلہ کرے اور مبادلہ سال گزرنے کے پہلے ہوا ہو تو اس سال کے پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب
ہوگی نیا سال مبادلہ کیوقت سے محسوب نہ ہوگا اگر سال کے درمیان سوائم کو جنس یا غیر جنس سے بدلا
کیا ہے تو سال کا حساب مبادلہ کے وقت سے شمار کیا جائیگا (عالمگیری) مسئلہ اگر کسی نے تجارت
کے مال کو تجارت کے مال سے سال پورا ہونے کے بعد بدل کیا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ہاں جب
دوسرا سال اس بدل پر گذر جائیگا تو زکوٰۃ واجب ہوگی (درمختار) مسئلہ اگر کسی نے

Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ کے ادا کرنے میں یہاں تک تاخیر کی کہ بیمار ہوگیا تو وارثوں سے خفیہ اُسکو ادا کرنا لازم ہے اور اگر اس وقت مال پاس نہیں رکھتا مگر قرض لیکر اُسے ادا کرنا چاہتا ہے پس اسوقت اگر اُسکا غالب ظن یہ ہے کہ میں اُسکو ادا کرسکونگا تو اُسکے حق میں قرض لیکر زکوٰۃ کا ادا کرنا افضل ہوگا پھر اگر اس حالت میں مرگیا اور قرض ادا نہ کرسکا تو اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ آخرت میں اُسکے قرض کو ادا کردے اور اگر اُسکو ادائے قرض پر غالب ظن نہ ہو بلکہ عدم ادائیگی پر غالب ظن ہو تو اُس کے حق میں قرض نہ لینا افضل و اولیٰ ہوگا۔ کیونکہ صاحب دین کا تقاضا سخت ہے (عالمگیری) مسئلہ اگر کسی کے پاس تجارت کی بکریاں اسقدر ہوں کہ وہ مال نصاب تک پہنچ گئی ہوں مگر سال پورا ہونے سے پہلے ہی سب کی سب مرگئیں پھر اُس کے چمڑے کو دباغت دیکر بیچا گیا اور اُس کی قیمت نصاب کو پہنچی تو یہ سال پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی (عالمگیری) مسئلہ ایک شخص چار سو درہم کا مالک تھا مگر اُس نے اس گمان پر کہ میں پانچ سو درہم کا مالک ہوں پانچسو درہم کی زکوٰۃ دیدی اور حساب کے بعد اپنے گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو اُسے جائز ہوگا کہ سال آئندہ میں اُس زائد کو زکوٰۃ میں محسوب کرلے (عالمگیری) مسئلہ علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ شخص جس پر زکوٰۃ واجب تھی مرگیا تو یہ زکوٰۃ موت کی وجہ سے اُسپر سے ساقط ہوجائیگی۔ واضح ہو کہ موت کی وجہ سے زکوٰۃ کا ساقط ہوجانا صرف دنیا ہی میں ہے یعنے دنیا میں اُس کے ورثا سے طلب نہیں کی جاسکتی یہ بات نہیں کہ یہ شخص آخرت میں بری الذمہ ہوگا۔ بلکہ اس کے ذمہ قیامت کا مواخذہ باقی رہیگا اور اگر یہ شخص وصیت کرکے مرا ہے کہ میرے مال میں سے زکوٰۃ ادا کردینا تو ورثا کو لازم ہے کہ میت کے ثابت مال میں سے زکوٰۃ ادا کردیں امام شافعی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اسوقت نہ تو وصیت کی احتیاج ہے نہ ثلث مال کی تقدیر ضروری ہے بلکہ بدون وصیت سارے مال میں سے اوّل زکوٰۃ نکالنی ہوگی مسئلہ مفلس میت کیطرف سے کفالت مختلف فیہ ہے ابو یوسف اور مالک اور شافعی اور احمد و محمد رحمہم اللہ کے نزدیک میت کی طرف سے کفالت صحیح ہے کیونکہ اگر کفالت صحیح نہ ہوتی تو آنحضرت صلعم مدیون کے جنازہ پر نماز کا ہے کو پڑھتے امام ابو حنیفہ صاحب رح فرماتے ہیں کہ میت مفلس کیطرف سے کفالت ہرگز صحیح نہیں کیونکہ یہ دین ساقط کی کفالت ہے اور دین ساقط کی کفالت غیر جائز ہی نہیں بلکہ باطل ہے۔ اور حدیث شریف میں جو یہ آیا ہے کہ آنحضرت نے مدیون کی کفالت کی وہ اقرار بالکفالت سابق کا

Marfat.com

Marfat.com

حوالہ رکھتی ہے یا یہ کہ وہ وعدہ ہو نہ کفالت اور دین ساقط کے یہ معنی ہیں کہ جو کوئی مفلس مرا تو جو
دعوے کہ اُس سے دنیا میں کرنا پہنچتا تھا وہ ساقط ہو گیا مسئلہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ
نہیں اسی طرح پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں وسق کل ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اس حساب سے
پانچ وسق کی قیمت دو سو درہم ہوئی اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوا کرتا ہے تو پانچ اوقیہ کی قیمت بھی دو سو
درہم ہونگے جب اسقدر چاندی ہو تو وہ مال نصاب کہلائیگا اور اسمیں زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے
کم پر کسیطرح زکوٰۃ واجب نہ ہوگی پس دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ کے دینے واجب ہونگے
اگر اسقدر چاندی بدون سکہ کے از قسم زیور وغیرہ ہو یا روپے کسی اور سکہ کے ہوں تو اُس پر قیاس
کرکے زکوٰۃ دے سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جو دہلی کے حساب سے ساڑھے سات
تولے ہوتے ہیں جب کسی کے پاس اتنا سونا ہو تو اُسے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا واجب ہو
جایا کرتا ہے اسی طرح اگر سونا چاندی دونوں ملکر نصاب کی مقدار ہو جائیں تو زکوٰۃ دینی واجب ہوگی
ایک درہم تین ماشہ ایک رتی پانچ چاول کا ہوتا ہے - اس حساب سے دو سو درہم کی چاندی چھ سو
تیس ماشہ ہوگی - اور چھ سو تیس ماشہ چاندی کے ساڑھے باون روپے ہوتے ہیں اُن پر زکوٰۃ
واجب ہوگی پھر اگر روپیہ بارہ ماشہ کا ہے جیسے کلدار سیدھی کل کے اور ڈبل اور تپلی دار تو چھ سو ماشہ
چاندی کے ساڑھے باون روپیہ ہونگے اسپر ایک روپیہ بارہ ماشہ کا اور پانچ آنے زکوٰۃ کے
ہوں گے اور اگر روپیہ ساڑھے گیارہ ماشہ کا ہے - جیسے لکھنو وغیرہ کے تو چون روپیہ بارہ آنے
چھ پائی اور پائی کے تیئیس جزوں سے چھ جزو ہوئے اُن پر بھی ایک روپیہ ساڑھے گیارہ ماشہ
کا اور پانچ آنے دس پائی اور تیئیس جزو پائی میں سے بائیس جزو پائی کی زکوٰۃ دینی آئیگی جسکی تفصیل یہ ہے -

شمار درہم	تعین زکوٰۃ	وزن چاندی	تعین زکوٰۃ	سکہ بارہ ماشہ کا	تعین زکوٰۃ	سکہ ۱۱ ماشہ	تعین زکوٰۃ
۵ درہم	صہ درہم	۶۳۰ ماشہ	۱۵ تولہ ۱۲ ماشہ	صہ ۱۸	۵	للصہ ۶/۱۲ پائی	۵ ۱۰ پائی ۲۶/۲۳ پائی

مسئلہ اگر دو آدمی دو سو بکریوں کے ریوڑ میں اسطرح شریک ہیں کہ ایک کی چالیس اور دوسرے
کے پاس ایکسو ساٹھ تو دونوں پر ایک ایک بکری زکوٰۃ کی ادا کرنی واجب ہوگی یہ نہوگا کہ پہلے
پر ایک بکری کے دو خمس اور دوسرے پر باقی لازم ہو بلکہ عامل ہر ایک شریک سے ایک ایک بکری
لے لیگا - پھر وہ دونوں باہم برابری کے ساتھ رجوع کرینگے یعنی جسکی چالیس بکریاں ہیں وہ ایکسو ساٹھ

Marfat.com

بکریوں والے سے اس بکری کے تین خمس واپس کر لیگا پس چالیس والے پر اُسکے حصہ کیموافق دو خمس پڑینگے اور باقی دوسرے پر اُس کے حصہ کے موافق دینا آئیگا یہی معنے ہیں تراجعان بینہما بالسویۃ
مسئلہ اگر کسی شخص نے بدون نیت کے فقیر کو مال دیدیا تو جبتک وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے
اسمیں زکوٰۃ کی نیت صحیح ہو سکتی ہے اور اگر وکیل یا ذمی کے مال حوالہ کرنیکے وقت نیت کی اور ان دونوں
نے اُس مال کو مصرف زکوٰۃ میں بغیر نیت زکوٰۃ کے دیدیا تب بھی صحیح ہے کیونکہ حکم کرنیوالے کی نیت کا
اختیار ہوا کرتا ہے (درمختار) مسئلہ وکیل کی طرف مال حوالہ کرنے کے وقت اگر کسی نے کہا کہ یہ
صدقہ نفل یا کفارہ ہے تو پھر اگر وکیل نے ابھی تک اُس کے مصرف میں اُسے خرچ نہیں کیا ہے اور
اُس نے زکوٰۃ کی نیت کر لی تو اسوقت بھی یہ نیت صحیح ہوگی (درمختار) مسئلہ وکیل کو جائز ہے کہ
اپنے موکل کی زکوٰۃ اپنے محتاج لڑکوں یا اپنی مفلس بی بی پر صرف کر دے البتہ اُسے اپنی ذات پر
خرچ کرنا جائز نہ ہوگا مگر اُسوقت جبکہ صاحب مال کہدے کہ تو اس مال کو جہاں چاہے صرف کر ڈال (درمختار)
مسئلہ اگر میت زکوٰۃ کی وصیت کر جائے تو اُس کے ترکہ میں سے زکوٰۃ نہ لیجائیگی کیونکہ یہاں ادا کی شرط
نہیں پائی گئی یعنے نیت اور اگر میت زکوٰۃ کی وصیت کر گئی ہے تو ثلث مال میں سے زکوٰۃ ادا کیجائیگی
اور اگر میت کے ورثاء راضی ہونگے تو کل مال میں سے زکوٰۃ ادا کیجائیگی (درمختار)

روزہ کا بیان

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط
فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ط
فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ
اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ
الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ط وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ
الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ
تَشْکُرُوْنَ ○ یعنے اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلوں پر
فرض کیا گیا تھا تاکہ تم گناہوں سے بچو چند دن گنے ہوئے سو جو کوئی تم میں سے بیمار یا مسافر
ہو تو اور دنوں سے گنتی ہے اور جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اُنہیں ایک فقیر کا کھانا

Marfat.com
Marfat.com

اس کا فدیہ ہے اور جو کوئی نیکی کرے تو وہ اُس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور آیۃ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ آیہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کے ساتھ منسوخ ہے مگر مریض اور مسافر اور شیخ فانی اور مرضعہ کے لئے روزہ کا فدیہ دینا مستثنےٰ ہے لکھا ہے کہ پہلے پہل جو وحی نازل ہوئی سوم ربیع الاول کی بارھویں تاریخ نازل ہوئی یعنے حضرت کی عمر مبارک کے اکتالیسویں برس کے پہلے دن میں قرآن مجید اترنا شروع ہوا۔ پھر یہ کہنا کہ قرآن مجید رمضان میں نازل ہوا ہے بظاہر ٹھیک نہیں معلوم ہوتا علماء نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ جب حضرت نے چالیسویں برس میں قدم رکھا تو شعبان کی چودہ تاریخ کو حضرت اسرافیلؑ کو حکم ہوا کہ لوح محفوظ سے قرآن کو نقل کر کے ساتویں آسمان پر بیت المعمور میں لا رکھیں چنانچہ اس بیان سورۂ دخان کی آیت اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ میں واضح طور سے موجود ہے۔ پھر سوا مہینے کے بعد رمضان کی شب قدر کو بیت العزت میں جو پہلے آسمان پر مکہ معظمہ کے مقابل میں واقع ہے لا کر رکھا اس کا بیان آیت اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ پھر جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو حضرت جبرئیلؑ کی معرفت اقرا کی پہلی پانچ آیتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں اور تیئیس برس کے عرصہ میں سارا قرآن مجید من اولہ الی آخرہ نازل ہو چکا پس تینوں باتیں ٹھیک اور درست ہو گئیں اور رمضان کی فرضیت تحویل قبلہ کے دس دن بعد شعبان کے مہینے میں جو ہجرت کا اٹھارھواں مہینہ تھا واقع ہوئی بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کوئی روزہ فرض نہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ایام بیض کے روزے فرض تھے پھر منسوخ ہو گئے اور بعض کہتے ہیں کہ عاشورہ کا روزہ فرض تھا ہر چند کہ وہ منسوخ ہو گیا ہے مگر اسکا استحباب ابتک باقی ہے علماء کا اس بات میں سخت اختلاف ہے کہ نماز افضل ہے یا روزہ جمہور علماء کے نزدیک تو تمام اعمال میں نماز ہی افضل ہے اور یہی مشہور بھی ہے مگر بعض حضرات روزہ کی افضلیت کے قائل ہو گئے ہیں رمضان کی فرضیت کا منکر کافر اور اس کا تارک سخت گنہگار ہے چنانچہ درمختار میں لکھا ہے وَلَوْ اَكَلَ عَمْدًا شَهْرَةً بِلَا عُذْرٍ يُقْتَلُ یعنے جو شخص رمضان میں قصداً بلا عذر علے الاعلان کھالے تو وہ قتل کیا جائے اور رمضان شریف کی فرضیت سے دو برس پہلے زکوٰۃ فرض ہوئی ہے ہر چند کہ

واسطے جو رمضان میں ہوتی ہے یعنے کثرت مغفرت اور بلندی درجات پھر جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے جو عین پر ایک ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنی شروع ہوتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے رب تو اپنے بندوں کو ہمارا شوہر بنا کہ اُن کی وجہ سے ہماری آنکھوں کو اور ہمارے سبب سے اُنکی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو اور فرمایا اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ یعنے روزہ اور قرآن مجید روزہ دار بندہ کی شفاعت کرینگے روزہ کہیگا کہ اے میرے رب میں نے اسے کھانے اور رغبت کی چیزوں سے دن میں منع کیا تھا۔ تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر اور قرآن کہیگا میں نے اسے رات کو نیند باز رکھا تھا تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر حضرت فرماتے ہیں دونوں کی شفاعت قبول ہوگی بعض علماء فرماتے ہیں کہ رمضان کی شفاعت سے گناہ دور ہونگے اور قرآن کی شفاعت سے بلند درجے ملینگے اور فرمایا مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ یعنے جس نے رمضان کا روزہ ایمان سے رکھا شریعت کو سچ جانکر اور رمضان کی فرضیت پر اعتقاد رکھکر اور طلب ثواب کے لئے یعنے لوگوں کے ڈر سے نہ رکھتا ہو اور نہ سبانے دکھانے کے لئے بخشے جائینگے اُس کے لئے جو پہلے گناہ کئے تھے اور جو کوئی رمضان میں عبادت کرے یعنے تراویح اور تلاوت قرآن اور طواف اور عمرہ ایمان سے اور طلب ثواب کیلئے بجالاوے تو اس کے گناہ جو پہلے گذرے ہیں سب معاف ہوجائینگے اور جو کوئی شب قدر میں قیام کرے خواہ اُسے جانے یا نہ جانے مگر اُس کے ہونے پر رکھتا اور ثواب کی طلب رکھتا ہو تو اُسکے سب گناہ جو پہلے گذرے ہیں معاف ہوجائینگے اور فرمایا کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ (یعنے ابن آدم

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہر ایک نیک عمل دس سے سات سو چند تک زیادہ کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مگر روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دونگا یعنے اسکی جزا میں ہی خوب جانتا ہوں اور آپ ہی دونگا بے غیر کی طرف اسکو نہ چھوڑوں گا وہ میرے لئے اپنا کہانا اور مزیداریاں چھوڑتا ہے۔ یعنے حکم اور رضا کے سبب سے مزیداریوں اور کہانے پینے سے علیحدہ رہتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت دوسرے اپنے رب کی ملاقات کے وقت یعنے ثواب ملنے کے وقت اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے کہیں عمدہ اور معطر زیادہ ہے اور روزہ ڈھال ہے یعنے اسکے سبب سے دنیا میں شیطان کی شر سے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچتا ہے۔ سو جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو فحش بات نہ بکے اور بیہودہ بات کے ساتھ نہ چلائے۔ پھر اگر اسکو کوئی برا کہے یا کوئی لڑنا چاہے تو یوں کہدے کہ میں تو روزہ دار ہوں اور فرمایا مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یعنے جو آدمی باطل بولنا نہ چھوڑے جیسے افترا اور جھوٹی گواہی اور غیبت اور لعنت اور بہتان وغیرہ اور برے کام کرنے سے باز نہ آئے تو اللہ تعالےٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کہانا پینا چھوڑ دے اور فرمایا كَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَكَمْ مِّنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ یعنے بہت سے ایسے روزہ دار ہیں جنکو پیاسے رہنے کے علاوہ روزہ سے اور کچھ فائدہ نہیں اور بہت سے قیام کرنیوالے ایسے ہیں جنکو بیخوابی کے سوا قیام کا کوئی فائدہ نہیں عبید رسول خدا صلعم کے مولا روایت کرتے ہیں کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا اے رسول خدا یہاں دو عورتیں ہیں جنہوں نے روزہ رکھا ہے اور قریب ہے کہ وہ پیاس کی شدت سے مرجائیں۔ حضرت نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا یا خاموش ہو رہے۔ اس شخص نے پھر دوبارہ پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ درحقیقت مری جاتی ہیں۔ یا عنقریب مرجائیں گی حضرت نے فرمایا اچھا ان دونوں کو یہاں بلا لا۔ راوی کہتے ہیں جب وہ دونوں عورتیں آئیں تو حضرت نے ایک پیالہ منگا کر ان میں سے ایک کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تو اس میں قے کر اسنے پیپ اور خون اور کچ لہو اور گوشت اس قدر قے کیا کہ پیالہ بھر گیا پھر دوسری سے فرمایا تو بھی قے کر اس نے بھی پیپ اور خون اور کچ لہو اور سرخ گوشت اسقدر قے کیا کہ پیالہ بھر گیا پھر حضرت نے

Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

رجل فاذا کان یوم عیدھم یعنی فطرھم باھی بھم ملائکتہ فقال یا ملائکتی ما جزاء اجیر وفی عملہ قالوا ربنا جزاؤہ ان یوفی اجرہ قال یا ملائکتی عبیدی واماءی قضوا فریضتی علیھم ثم خرجوا یعجلون الی الدعاء وعزتی وجلالی وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنھم فیقول ارجعوا فقد غفرت لکم وبدلت سیئاتکم حسنات قال فیرجعون مغفورا لھم (رواہ البیہقی) یعنے جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر بندہ کیواسطے خواہ وہ کھڑا یا بیٹھا خدا کو یاد کرتا ہو بخشش مانگتے ہیں سو جب انکی عید یعنی فطر کا دن ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اُن کے سبب سے اپنے فرشتوں پر فخر و مباہات کرکے فرماتا ہے کہ ای میرے فرشتو بھلا اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے جو اپنا کام پورا کرچکا ہو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب اُسکا بدلہ یہ ہے کہ اُسکے کام کی پوری پوری مزدوری دیجائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میری لونڈی غلاموں نے میرا وہ فرض جو اُنپر تھا ادا کردیا پھر دعا کیساتھ چلاتے ہوئے اپنے گھروں سے عیدگاہ کیطرف نکلے مجھے اپنی عزت و بزرگی اور جود اور بلند قدر و مرتبہ کی قسم ہے کہ میں اُنکی دعائیں ضرور قبول کرونگا پھر فرماتا ہے۔ ای میرے بندو جاؤ میں نے تمہیں بخشدیا اور تمہاری برائیاں بھلائیوں سے بدل ڈالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت لوگ اس حال میں پھرتے ہیں کہ اُنکے گناہ کی بخشش کیجاتی ہے مسئلہ شعبان کی ۲۹ تاریخ کو غروب کے وقت سے رمضان کے چاند کی تلاش اور جستجو کرنا واجب ہے اگر چاند دیکھ لیں تو اُسکی صبح روزہ رکھیں اور اگر ابر یا غبار ہو تو شعبان کے پورے تیس دن کرکے روزہ رکھیں نجومیوں کے قول کا اسمیں کچھ بھی اعتبار نہیں اگرچہ نجومی دانا اور ثقہ آدمی کیوں نہوں اسیطرح نجومی کو یہاں اپنے حساب پر عمل کرنا مکروہ ہے رویت ہلال کے وقت چاند کیطرف اشارہ کرنا مکروہ ہے تاکہ لوگ بھروسہ نکر بیٹھیں بلکہ ہر ایک کو تلاش کرنا مناسب ہے اگر زوال سے پہلے یا اُس کے بعد چاند معلوم ہو تو نہ تو رمضان کا گمان کرکے روزہ رکھے اور نہ عید کا گمان کرکے افطار کرے کیونکہ وہ چاند آئندہ رات کا ہے اگر آسمان پر ابر یا غبار ہو تو رمضان کے چاند کی گواہی ایک ہی شخص کی معتبر اور مقبول ہوگی بشرطیکہ وہ شخص عدل مسلمان عاقل بالغ ہو عام ہے کہ غلام ہو یا آزاد عورت ہو یا مرد عدل اُسے کہتے ہیں جو بدون ہٹ اور اصرار کے صغیرہ تو عمل میں لاتا ہو مگر سارے کبائر سے بچتا ہو اور اُسکے اچھے اعمال صغائر پر غالب ہوں (در المختار) حسن نے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ سے روایت کی ہے کہ شخص مستور الحال کی گواہی معتبر ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی المحیط رمضان کے چاند کی گواہی ایک غلام کی دوسرے غلام پر معتبر ہے اسی طرح ایک عورت کی گواہی دوسری

Marfat.com

عورت پر مقبول ہے البتہ جو شخص قریب البلوغ ہے اُس کی گواہی معتبر نہ ہوگی اور اس گواہی میں نہ تو لفظ شہادت کا بولنا شرط ہے اور نہ حاکم کا حکم اور دعوے شرط ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے حاکم کے پاس آکر چاند کی گواہی دی اور ایک اور شخص نے جو حاکم کے پاس بیٹھا ہے اسکی گواہی سنی اور بظاہر یہ شخص ثقہ بھی معلوم ہوتا ہو تو سننے والے پر روزہ رکھنا واجب ہو جائیگا حاکم کے حکم کی کچھ حاجت نہ ہوگی جسوقت امام یا قاضی نے خود رمضان کا چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے کہ چاہے ایک اور شخص گواہی کے دینے کیواسطے مقرر کرلے چاہے خود بھی روزہ رکھنے کا حکم کردے بخلاف عید الفطر اور عید الضحےٰ کے چاند کے کہ وہاں جبتک دو ثقہ شخص گواہی نہ دینگے مقبول نہ ہوگی اگر تنہا فاسق نے چاند دیکھا ہے تو وہ بھی قاضی کے پاس جاکر گواہی دے کیونکہ بعض وقت قاضی فاسق کی بھی گواہی قبول کرلیتا ہے۔ مگر قاضی کو مناسب ہے کہ فاسق کی گواہی رد کردے معتبر نہ سمجھے اگر دیہات میں کسی نے رمضان کا چاند دیکھا تو اُسے ضرور ہے کہ اپنے گاؤں کی مسجد میں گواہی دے اور وہاں کے لوگوں پر لازم ہے کہ اُس کے کہے پر روزہ رکھیں بشرطیکہ وہ عدل ہو اگر گاؤں میں حاکم ہے تو یہ شخص اُسکے پاس جاکر گواہی دے اگر تنہا ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اور حاکم نے اُس کی گواہی قبول نہ کی تو بھی اُس شخص پر روزہ رکھنا لازم ہو جائیگا اگر یہ اُس دن افطار کریگا تو قضا لازم آئیگی نہ کفارہ اگر کسی فاسق نے گواہی دی اور حاکم نے اُسے قبول کرکے لوگوں کو روزہ کا حکم کردیا پھر اُسنے یا اور کسی نے افطار کرلیا تو تمام مشائخ کے نزدیک اُسپر کفارہ لازم آئیگا اور اگر یہ شخص تیس دن پورے کرچکا تو بھی نہ افطار کرے مگر امام کے ساتھ یعنے امام کیساتھ ایک دن اور روزہ رکھے اور اگر آسمان میں ابر و غبار ہوگا تو ایک دو شخص کی گواہی معتبر نہ ہوگی تاوقتیکہ ایک کثیر جماعت جنکے خبر دینے سے یقین حاصل ہو جائے گواہی نہ دے اور یہ امام کی رائے پر مفوض ہے کچھ معین عدد پر نہیں اور یہ بھی ٹھیک بات ہے اُسمیں رمضان وشوال وذلحجہ سب برابر ہیں کسی کے ساتھ خصوصیت نہیں اور ایک شخص کی گواہی مقبول ہوگی جبکہ کسی اور شہر سے آیا ہو یا کسی بلند جگہ پر ہو کذا فی الہدایہ اگر ایک شخص نے عید کا چاند اور حاکم کے پاس آکر گواہی دی حاکم نے اُسکی گواہی نامقبول رکھی تو اُس پر اُسدن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اگر افطار کریگا تو قضا لازم آئیگی نہ کفارہ اور اگر اُس نے اپنے یار کے سامنے گواہی دی اور اُسنے افطار کرلیا تو کفارہ لازم نہ آئیگا بشرطیکہ وہ اُسکو سچا جانتا ہو لان التفرد بالرؤیۃ من غیر ثبوت عند الحاکم موجب لاسقاط الکفارۃ کذا فی البحر اگر عید کا چاند صرف امام یا قاضی نے دیکھا تو نماز کے واسطے عیدگاہ کی طرف نہ نکلے اور نہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

رکھنا کو جمع کرنے سے تو یہ شبہ ہے ظاہراً افطار کرے مگر جب رمضان کی ۲۹ تاریخ کو ابر یا غبار ہوگا تو اُس وقت
ایک آدمی کی گواہی قبول نہ کی جائیگی تاوقتیکہ دو عدل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی نہ دیں اور
اور ان میں آزادی بھی شرط ہے بخلاف رمضان کے چاند کے کہ وہاں غلام اور حرہ برابر ہیں اسیطرح یہاں لفظ
شہادت بھی کہنا شرط ہے اور رمضان کے چاند میں نہیں جب لوگوں نے ایک شخص کی گواہی پر روزے
رکھے اور پورے تیس دن ہو گئے مگر عید کا چاند دکھائی نہ دیا تو امام حسنؒ کی اس روایت کیموافق جو انہوں نے
امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے یہ لوگ احتیاطاً افطار نہ کریں مگر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب پورے تیس دن ہو جائیں
اور چاند معلوم نہ ہو تو سب کے سب افطار کرلیں اور یہ ہی قول ارجح اور اشمل ہے شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف
اُس صورت میں ہے کہ عید کا چاند باوجود مطلع صاف ہونیکے دکھائی دیا ہو کیونکہ جب ابر وغیرہ ہوگا تو بلا اختلاف
افطار کرنا ضرور ہوگا اور یہ قول اشبہ ہے اور ظاہر روایت کے اعتبار سے اختلاف مطالع کا کچھ بھی
اعتبار نہیں کیونکہ مغرب والوں کے چاند دیکھنے سے مشرق والوں پر روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے
اگر ایک جماعت نے اس بات کی گواہی دی کہ ایک شہر والوں نے تم سے ایکدن پہلے چاند دیکھکر روزہ
رکھا ہے اور یہ تیسواں دن تھا اُن کے حساب سے اور انہوں نے چاند نہ دیکھا تھا تو اُن لوگوں کو اس جماعت
کے کہنے کے بموجب کل افطار کرنا ہرگز مباح نہ ہوگا اور نہ اس رات کی تراویح چھوڑی جائیگی کیونکہ اُس جماعت
نے اپنی رویت کی گواہی نہیں دی اُس نے تو اپنے غیر کی رویت کی حکایت کی ہے ہاں اگر اُس جماعت
اس طرح بیان کیا کہ فلاں شہر کے قاضی کے سامنے دو شخصوں نے گواہی دی تھی کہ ہم نے فلانی رات
چاند دیکھا ہے اور قاضی نے اہل شہر کو اُن کی گواہی پر روزہ رکھنے کا حکم کیا تھا تو اُس شہر کے قاضی
کو جائز ہے کہ اُس جماعت کی گواہی پر افطار کا حکم کردے کیونکہ قاضی کی قضا حجت ہے اور اُس جماعت
نے قاضی کی قضا کی گواہی دی ہے ایک شہر کے آدمیوں نے بدون رمضان کے چاند دیکھے روزے رکھنے
شروع کئے تھے اور ابھی اٹھائیس ہی دن ہونے پائے تھے کہ عید کا چاند دکھائی دیگیا تو اب اُسکی دو
صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) اگر انہوں نے شعبان کو اُس کی رویت سے تیس دن شمار کرلیا تھا اور رمضان کا چاند
نہ دیکھا تھا تو ایک دن کی قضا لازم آئیگی اگر ۲۹ دن ہوئے تھے کہ عید کا چاند نظر آیا تو کچھ بھی قضا لازم نہ آئیگی
(۲) اگر انہوں نے شعبان کے تیس دن بدون چاند دیکھنے کے شمار کرکے رمضان کے روزے
رکھنے شروع کردئے تھے تو دو دن کی قضا لازم آئیگی اگر شہر والوں نے رویت کے بموجب ۲۹ دن روزے

Marfat.com
Marfat.com

رہے اور اُن میں ایک شخص بیمار تھا جس نے مطلق روزہ نہ رکھا تھا تو اُس پر انتیس دن کی قضا لازم آئیگی ہاں اگر شہر والوں کو اسے حال معلوم نہ ہوگا تو پورے تیس روزوں کی قضا کرنی پڑیگی تاکہ یقین کے ساتھ عہدۂ فرض سے باہر نکلے یہ سب مسئلے فتاوے عالمگیری وغیرہ میں موجود ہیں۔

فصل اگر روزہ دار بھول کر کھالے یا پی لے یا جماع کرلے تو روزہ نہیں جاتا اگر کسی نے بھولکر جماع کیا اور اسیوقت یاد بھی آگیا پھر اگر فی الفور ستر باہر نکال لیگا تو روزہ نہ جائیگا ورنہ ٹوٹ جائیگا اور قضا لازم ہوگی نہ کفارہ بعضوں نے کہا ہے اُس پر کفارہ اُسیوقت لازم نہ آئیگا کہ یاد آنیکے بعد یہاں تک کہ حرکت نکرے کہ منزل ہوجائے لیکن اگر نفس کو حرکت دیگا اور منزل ہوجائیگا تو باتفاق کفارہ لازم آئیگا جیسے اُس صورت میں کفارہ لازم آتا ہے کہ نکالکر پھر داخل کرے ولو مکث حتی امنی ولم یتحرک کذا فقطوان حرک نفسہ کذا وکفر کما لو نزع ثم اولج در المختار اگر فجر سے پہلے قصداً جماع کرے اور پھر فجر طلوع ہوجائے تو ستر کا نکالنا فی الفور واجب ہے اُسوقت اگر نفس کو حرکت دیگا تو کفارہ لازم آئیگا روزہ تو صرف ٹھہرنے ہی سے ٹوٹ جائیگا۔ اگر طلوع فجر کے خوف سے ستر نکال لیا مگر پھر طلوع فجر کے بعد منزل ہوگیا یا بعد نکالنے کے منزل ہوا تو اُسپر کچھ بھی لازم نہیں آتا اگر ایک آدمی سہواً کھانا کھا رہا ہو اور اُسمیں اسقدر قوت بھی ہو کہ شام تک بدون کھائے پیئے رہ سکیگا تو دیکھنے والے کو مناسب ہے کہ اُسے یاد دلادے اگر یہ یاد نہ دلائیگا تو کراہت کا مرتکب ہوگا۔ مگر جب یہ شخص نہایت ضعیف ہے تو اُسے یاد نہ دلانا اولیٰ اور بہتر ہوگا اگر عورت کی شرمگاہ کیطرف نظر کرنے سے منزل ہوگیا تو روزہ نہ ٹوٹیگا اور اگر جانور کیساتھ فعل بد کرکے منزل ہوا تو اُس میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اگر جانور سے فعل بد کیا اور منزل نہوا تو بلا خلاف روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہی حکم لواطت کا ہے (در مختار) ہاتھ سے منی گرانے کے سبب سے روزہ جاتا رہتا ہے بھی پر قضا لازم ہوتی ہے نہ کفارہ حدیث شریف میں آیا ہے ناکح الکف ملعون یعنے ہاتھ سے منی گرانے والا ملعون ہے العیاذ باللہ اگر دو عورتیں باہم فعل بد کرین تو بدون انزال روزہ نہ ٹوٹیگا اور بصورت انزال ٹوٹ جائیگا اور قضا لازم آئیگی تیل لگانے سے روزہ نہیں جاتا جیسے نہانے اور جگر ٹھنڈک پہنچانے سے روزہ نہیں جایا کرتا اسیطرح سرمہ لگانے سے روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا اگرچہ اُسکا مزہ حلق میں پائے یا اس کا رنگ رینٹ یا تھوک میں دیکھے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت نے روزہ کیحالت میں سرمہ لگایا آنکھ اور دماغ کے درمیان رستہ نہیں ہے اور آنسو جو نکلتے ہیں تو وہ پسینہ کی طرح

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ٹپک کر نکلتی ہیں اور جو چیز داخل مسام ہوتی ہے اُس سے روزہ میں کوئی قصور واقع نہیں ہوتا اگر آنکھ میں دوا
یا کوئی دوا تیل کے ساتھ رکھے پھر حلق میں اُسکا مزہ یا تلخی پائے تو روزہ نہیں جاتا اسی طرح مرد کو اپنی دبر اور عورت
کو اپنی شرمگاہ میں انگلی کرنے سے روزہ نہیں جاتا ہاں اگر انگلی پانی یا تیل کے ساتھ تر ہوگی تو بلاشبہ روزہ جاتا
رہیگا سینگی لگانے اور غیبت کرنے سے روزہ نہیں جاتا مگر ثواب کم ہو جاتا ہے۔ افطار کی نیت کر سینکے
بعد افطار کرنا روزہ میں کوئی خلل پیدا نہیں کرتا اور اگر بغیر قصد و فعل کے حلق میں دھواں چلا گیا تو روزہ
نہیں جاتا کیونکہ اس سے بچنا مشکل بات ہے بالفرض اگر منہ بند کر لیا جائیگا تو ناک کی راہ سے نکلیگا
پس یہ اُس تری کی مانند ہے جو منہ میں کلی کرنے کے بعد باقی رہتی ہے ہاں اگر قصداً حلق میں دھواں داخل
کیا جائیگا تو بلاشبہ روزہ ٹوٹ جائیگا عام ہے کہ دھواں عنبر کا ہو یا اگر وغیرہ کا سب سے روزہ جاتا رہتا
ہے اگر خوشبو کی چیز جلا کر اپنی طرف دھواں لیا جائیگا اور باوجود یاد ہونے روزہ کے اُسکا دھواں سونگھیگا
تو روزہ جاتا رہیگا کیونکہ اس قسم کی باتوں سے بچنا ممکن ہے اور اس مسئلہ سے اکثر لوگ غافل ہیں اس بیان
سے کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ عنبر اور اگر کا دھواں سونگھنا گلاب اور مشک وغیرہ سونگھنے کی مانند ہے کیونکہ
صرف خوشبو کے سونگھنے اور اُس دھوئیں میں جو آدمی کے اندر پہنچتا ہے اُس کے فعل و اثر سے ظاہر فرق
معلوم ہوتا ہے علی ہذا القیاس حقہ کے دھوئیں سے روزہ جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ قصداً کھینچا جاتا اور اُس سے
ایک قسم کی تسکین ہو جاتی ہے اور دوا کے طور پر اسکا استعمال کیا جاتا ہے اگر تھوڑے آنسو یا پسینہ حلق میں چلا
جائے تو اُس سے روزہ نہیں جاتا ہاں جب یہ بہت ہوں نیز اُنکی کچھ شوریت اور نمکینی حلق میں معلوم بھی ہو
تو روزہ جاتا رہے گا مگر غبار اور آٹے کے جانے سے روزہ نہیں جاتا کیونکہ اس سے بچنا مشکل بات ہے
اگر روزہ دار جنابت کی حالت میں صبح کرے تو روزہ نہیں جاتا اگرچہ سارے دن یا کئی دن تک یہ نہاتے
رہے البتہ ناپاک رہنے اور نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم رہتا ہے سوراخ ذکر میں دوا یا تیل
ڈالنے سے امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک روزہ نہیں جاتا گو وہ دوا اور تیل مثانہ تک کیوں نہ پہنچ جائے
کیونکہ مثانہ میں منفذ اور رستہ اندر کی جانب نہیں ہے پیشاب جو نکلتا ہے تو ٹپک کر آتا ہے مگر امام ابو یوسف
علیہ الرحمۃ کے نزدیک اُس سے روزہ جاتا رہتا ہے لیکن جس صورت میں مثانہ تک نہ پہنچے ڈنڈی ہی تک رہے
تو تینوں اماموں کے نزدیک روزہ نہیں جاتا پانی میں بیٹھنے اور کانوں میں پانی جانے سے روزہ نہیں
جاتا اگر بلغم منہ بھر کر نگل لے تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ

Marfat.com
Marfat.com

کرایا پھر اُسی دن اُسے حیض یا نفاس آگیا تو کفارہ ساقط ہو جائیگا اسی طرح اگر کوئی اُسی دن ایسا بیمار ہو گیا کہ اس میں افطار کرنا جائز ہے اور مرض بھی بغیر اس کے فعل کے ہو تو کفارہ ساقط ہو جائیگا اور اگر آپ سے بیمار ہو گیا تو اُس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک کفارہ آئیگا اور بعض کے نزدیک نہ آئیگا جامع العلوم میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنے نفس کو زیادہ چلنے کیوجہ سے رنج و تعب میں ڈالدیا یا ایسا سخت کام کیا جس سے بہت پیاس لگی پھر افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئیگا مگر بعض کے نزدیک اس صورت میں کفارہ نہ آئیگا اسی پر فتاویٰ نے عمل کیا ہے کذا فی التاتارخانیہ **کفارہ** یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اگرچہ بردہ کافر ہی ہو اور اگر اسکی طاقت نہ ہو تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے جنمیں عیدین اور ایام تشریق نہوں پھر اگر دو مہینے کے روزوں میں ایک روزہ بھی ہو جائے خواہ بعذر یا بلا عذر تو دوسری دفعہ از سر نو رکھنے شروع کرے ہاں اگر حیض کیوجہ سے کچھ دن فوت ہو گئے تو کچھ مضائقہ نہیں اگر نفاس کیوجہ سے افطار کرے تو بھی از سر نو رکھنے ہوں گے اور اگر مرض یا بڑھاپے کیوجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسلمینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلائے اگر کئی روزے قصداً جماع کر کے یا کھانا کھا کر توڑے ہوں تو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا بشرطیکہ اُن کے درمیان کفارہ نہ دیا ہو اور جو روزے توڑے ہیں وہ ایک ہی رمضان کے یا دو رمضان کے ہوں اور یہ ہی صحیح ہے کذا فی الدر المختار بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں رمضان کا کفارہ علیحدہ علیحدہ ہے (عالمگیری) اگر کوئی شخص مہینہ بھر سے کم دیوانہ رہا تو اس پر سارے مہینہ کی قضا آئیگی اور اگر تمام مہینے دیوانہ رہا تو کچھ بھی قضا لازم نہ آئیگی اگر اسطرح مہینہ بھر دیوانہ رہا کہ رات کو آرام ہو گیا یا دن کو نیت کا وقت فوت ہونے کے بعد اچھا ہو گیا تو بھی قضا نہ آئیگی کیونکہ یہ بھی سارے مہینہ کی دیوانگی کے حکم میں داخل ہے اگر کسی نے رمضان کے مہینہ میں روزے کی نیت نہ کی اور کھانا کھا لیا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفارہ واجب نہیں مگر صاحبینؒ کے نزدیک واجب ہے کذا فی المالا بد منہ اور اہل عذر اور حیض و نفاس والی عورت کو واجب ہوگا کہ زوال عذر اور پاک ہونیکے بعد بقیہ دنوں میں افطار کرنے سے باز رہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اگر شک کے دن افطار کی حالت میں صبح کی پھر معلوم ہوا کہ وہ رمضان کا دن ہے یا اس گمان پر کہ ابھی فجر نہیں ہوئی سحری کھالی پھر ظاہر ہوا کہ فجر ہو چکی تھی۔ یا آفتاب کے غروب ہونے کے گمان پر کھانا کھا لیا پھر معلوم ہوا کہ آفتاب غروب نہیں ہوا تھا یا خطاً یا جبراً افطار کر لیا یا بدون کسی معقول وجہ کے یوں ہی روزہ توڑ ڈالا تو اُن سب صورتوں میں روزہ داروں کی مشابہت حاصل کرنے کی غرض سے بقیہ دن

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کھانے پینے وغیرہ سے بند رہنا واجب ہے (عالمگیری) بیمار اور مسافر کو علے الاعلان کھانا کھانا جائز
ہی نہیں بلکہ مستحب ہے اور جن عوارض کی وجہ سے روزہ افطار کرنا مباح ہو جاتا ہے وہ کل دس ہیں۔
مرض۔ سفر۔ جبر و اکراہ۔ حمل۔ بچوں کو دودھ پلانا۔ بھوک۔ پیاس۔ بیحد بڑھاپا۔ حیض۔ نفاس۔ عطا کہتے
ہیں کہ جس آدمی کے بخار کا دن ہو اور وہ بخار آنے سے پہلے ہی افطار کر لے تو اس کا کچھ بھی مضائقہ
نہیں پھر اگر اُس دن بخار نہ آئیگا تو زیادہ تر صحیح یہ بات ہے کہ اُس پر کفارہ نہ آئیگا۔ اسی طرح اگر کسی
عورت نے حیض کا دن گمان کر کے افطار کر لیا مگر اُس دن حیض نہ آیا تو بھی صحیح مذہب میں اس پر کفارہ
نہ آئیگا علے ہذا القیاس جب بازار والے تیسویں تاریخ کو نقارہ کی آواز سنکر بایں گمان روزہ افطار کر لیں
کہ یہ نقارہ عید کے اعلان کے واسطے بجا ہے اور آج عید کا دن ہے۔ مگر پھر معلوم ہو جائے
کہ یہ نقارہ کسی اور وجہ سے بجا تھا تو بھی اُن پر کفارہ نہیں آتا۔ اگر روزہ کی حالت میں سفر کیا تو اب افطار
کرنا مباح نہ ہوگا لیکن۔ اگر اُس کے بعد کچھ بیمار ہو گیا تو افطار درست ہوگا مگر ان سب صورتوں میں قضا
آئیگی نہ کفارہ مسافر کو روزہ رکھنا مستحب ہے مگر اسی وقت کہ سفر ضرر نہ کرے اگر ایسی سخت بھوک پیاس لگے
کہ اُس سے ہلاک یا نقصان عقل یا بعض حواس کے جاتے رہنے کا خوف ہو لیکن یہ باتیں اپنے نفس
کو مشقت میں ڈالنے کی وجہ سے نہوں تو افطار کرنا مباح ہوگا۔ کیونکہ نفس کو مشقت میں ڈالنے کی صورتیں
اکثر کے نزدیک کفارہ آتا ہے گو بعض کے نزدیک قضا بھی آتی ہو مثلاً کوئی مسافر ایسا دوڑا کہ جس سے پیاس
لگی اور روزہ توڑ ڈالا تو اُس وقت اکثر کے نزدیک کفارہ لازم ہوگا **علی بن احمدؒ** سے کسی نے دریافت کیا
کہ اگر کسی اہل حرفہ کو اس بات کا یقین ہے کہ حرفہ میں مشغول ہونے سے اُسے ایسا مرض لاحق ہوگا۔
جس سے روزہ افطار کرنا مباح ہو جائیگا اور وہ مزدوری کی طرف محتاج بھی ہو تو آیا اُسے مرض لاحق ہونے
سے پہلے کھانا پینا مباح ہے یا نہیں۔ علی بن احمدؒ نے اُسے اس سے سخت منع فرمایا اور مختار میں لکھا ہے
کہ جس شخص کو ایسا خوف ہو تو اُسے یوں مناسب ہے کہ آدھے دن تو محنت مزدوری کرے اور آدھا
دن آرام سے کاٹے تاکہ وجہ معاش بھی حاصل ہو اور روزہ بھی ہاتھ سے نہ جائے اگر کوئی کافر دار الحرب
میں مسلمان ہوا اور رمضان کے گذر جانے کے بعد اُسے رمضان کے روزہ کی فرضیت کا علم ہوا
تو اس پر قضا لازم نہ آئیگی اور اگر رمضان کے درمیان ہی میں اُسے فرضیت رمضان معلوم ہو گئی
ہی تو ظاہر بات ہے کہ اس میں وہ اور مجنوں برابر ہیں اور مجنوں کا حکم سابق میں تفصیل کیساتھ بیان

Marfat.com
Marfat.com

ہو چکا ہاں اگر یہ مسلمان دار الاسلام میں ہے تو ہر صورت میں گذشتہ ایام کی قضا واجب ہوگی خواہ روزے کے وجوب سے واقف ہو یا نہ ہو۔ اگر کوئی شخص زوال سے پہلے مسلمان ہوا اور اسوقت تک کچھ کھایا پیا بھی نہ تھا اب اُس نے نفل روزہ کی نیت کر لی تو ظاہر روایت کے اعتبار سے اُسکا یہ روزہ عدم اہلیت کی وجہ سے صحیح نہ ہوگا تیرہ روزہ صاحب جزو بھی نہیں ہوتا کہ کچھ نفل ہو اور اُس کے بعد فرض ہو جائے ہاں اگر کوئی لڑکا زوال سے پہلے بالغ ہوا اور اُسوقت تک کھایا پیا بھی نہ تھا پھر بلوغ کے بعد نفل روزہ کی نیت کر لی تو اُسکا یہ روزہ صحیح ہو جائیگا۔ لڑکے کو اُسی وقت روزہ رکھنے کا حکم کیا جائیگا کہ روزہ سے کوئی ضرر اُس کے بدن کو لاحق نہ ہو ورنہ در صورت ضرر روزہ کے ساتھ مامور نہ ہوگا اور نہ ترک روزہ پر قضا آئیگی نابالغ لڑکے کے روزہ میں گو علماء کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ روزہ نماز کے مرتبہ میں ہے جس شخص نے سارے رمضان میں نہ تو افطار کی نیت کی نہ روزے کی تو اُس پر گو کفارہ لازم نہ ہوگا مگر قضا ضرور واجب ہوگی رمضان کے علاوہ کسی اور روزے کے توڑ دینے میں کفارہ لازم نہیں آتا اگر رمضان کا مہینہ پنجشنبہ کو آیا پھر عرفہ بھی پنجشنبہ ہی کو واقع ہوا تو اُسدن کو عرفہ ہی کا دن سمجھنا چاہیے نہ عید الضحیٰ کا حتے کہ اگر وہ دن عید الضحیٰ کا قرار دیکر قربانی کی جائیگی تو یہ قربانی جائز نہ ہوگی اور حضرت علیؓ کے اِس قول کو نحر کم یوم صومکم پر اعتماد نکریں کیوں کہ احتمال ہے کہ اُنہوں نے اِس سے صرف اُسی سال کا ارادہ فرمایا ہو جس میں اتفاقاً یہ واقعہ پیش آیا تھا نہ ہمیشہ کیواسطے **شرع شریف** میں تیرہ قسم کے روزے آئے ہیں جن میں سے سات قسم کے روزے تو پے در پے رکھے جاتے ہیں۔ رمضان کے روزے۔ کفارہ ظہار کے روزے۔ کفارہ قتل کے۔ کفارہ یمین کے روزے۔ کفارہ رمضان کے روزے معین نذر۔ اور واجب اعتکاف کے روزے۔ اور چھ قسم کے روزوں میں آدمی مختار ہے چاہے پے در پے رکھے چاہے متفرق جیسے نفلی روزے۔ قضاء رمضان کے روزے متعہ اور قران کے روزے۔ (متعہ حج کے اقسام میں سے ہے یعنی متمتع کو اگر قربانی میسر نہ ہو تو اُس پر دس روزے رکھنے واجب ہو جاتے ہیں) حلق کے فدیہ کے روزے جزاء صید کے روزے مطلق نذر کے روزے بوڑھے مرد اور بڑھیا عورت کو لازم ہے کہ ہر دن دو سیر گیہوں یا اُس کی قیمت دیا کریں اگر فدیہ پر قادر نہ ہوں تو خدا سے معافی مانگیں مسئلہ فدیہ اور کفارہ میں اباحۃ طعام جائز ہے یعنے بھوکے کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلانا کھلائے جیسے تملیک جائز ہے بخلاف صدقہ فطر

Marfat.com

ہے کہ اس میں زکوٰۃ کی مانند تملیک ضروری بات ہے **واضح ہو** کہ جو صدقہ لفظ طعام یا طعام کے ساتھ مشروع ہوا ہے اس میں تملیک و اباحت دونوں جائز ہیں اور جو صدقہ اتیار اور ادا کے لفظ کے ساتھ مشروع ہوا ہے اس میں صرف تملیک ہی شرط ہے اور جو نذر کہ اکثر عوام کیطرف سے بایں طور وقوع میں آتی ہے کہ وہ صلحاء کی قبروں پر جاکر انکے پردے اٹھاتے اور یا سیدی کہکر کہتے ہیں کہ اگر میری فلاں حاجت بر آئیگی تو اسقدر چاندی تمہارے نام کی میرے پر واجب ہے سو یہ نذر بالاجماع باطل ہے اسکا ایفا نہ کرنا چاہیے البتہ اگر یوں کہے کہ یا اللہ میں نے تیرے نام کی نذر مانی ہے کہ اگر تو میرے بیمار کو شفا دیگا یا میری فلانی حاجت بر لائیگا تو اسقدر کھانا ان فقیروں کو کھلاؤں گا جو فلاں ولی کے آستانہ پر رہتے ہیں یا اس کی مسجد کیواسطے بوریا یا روشنی کے لئے تیل خرید کر دونگا یا اس شخص کو جو فلاں پیر کے مقبرہ کی خدمت کرتا ہے اسقدر درہم نقد دونگا یا اس کے علاوہ اور ایسے الفاظ کہے جنمیں نذر تو صرف خدا ہی کے واسطے ہو مگر نفع فقراء کو پہونچے اور ولی کا ذکر اس مقام میں صرف اس واسطے ہے کہ وہ صرف نذر کا محل ہے اس لئے مستحقین کیواسطے تو یہ نذر اگرچہ جائز ہے مگر اس مال کا صرف کرنا صرف فقراء ہی کے اوپر ہوگا۔ نہ تو اسمیں سے کسی عالم کو اسکے علم کیوجہ سے دیا جائیگا نہ حاضرین قبور کو یہاں ایک استفتا قابل نقل سمجھا درج کتاب کیا جاتا ہے۔

فتوے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اسکا کیا حکم ہے بینوا توجروا

جواب اجمع العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی۔ تفسیر نیشاپوری یعنے علماء کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جانور کو ذبح کرے اور اس کی ذبح سے غیر خدا کا تقرب مقصود ہو تو ایسا شخص مرتد ہو جاتا ہے اور اسکا ذبیحہ ایسا ہے جیسے مرتد اور کافر کا ذبیحہ وفی اصول العمادی ومن یذبح فی وجوہ المنان تعیا وقت قد ولمصر ماتحن فوا نرہ کفر الذابح والمذبوح میتۃ وکذا فی الذخیرۃ۔

سید محبوب علی	محمد قطب الدین دہلوی	محمد کریم اللہ دہلوی	فقیر احمد سعید احمدی شجادہ نشین خانقاہ	ہو الخالق دہلوی
محمد حافظ	محمد مخصوص اللہ دہلوی	مملوک العلی مدرس دہلی	محمد صدر الدین	احمد علی عفی عنہ رہتکی

Marfat.com
Marfat.com

حج کا بیان

حج کے لغوی معنے قصد کرنے کے ہیں اور اس قصد سے مکہ معظمہ کا قصد صرف ادائے عبادت کیواسطے کرنا مراد ہے مگر اصطلاح شرع میں خاص مکان کی زیارت کو حج کہتے ہیں بشرطیکہ مخصوص فعل کیساتھ ہو اور زیارت سے طواف و وقوف مراد ہے اور مکان خاص سے خانہ کعبہ اور عرفات مقصود ہے یعنے عرفہ کے دن دوپہر ڈھلے سے قربانی کی فجر تک حج کی نیت سے اول احرام باندھکر عرفات میں ٹھہرنے اور عید قربان کی فجر سے بیت اللہ کے گرد گھومنے کو حج کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حج کی نیت اول احرام باندھے پھر آفات مخصوصہ میں طواف اور وقوف کرے یہ بات اپنے موقع پر ثابت ہو چکی ہے کہ دین کے پانچ رکن ہیں۔ کلمہ شہادت۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج بیت اللہ وھو فرض لسنۃ تسع یعنے حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا ہے کیونکہ یہ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (خدا کیواسطے لوگوں پر خانہ خدا کا حج لازم ہے مگر اُسی شخص پر جو وہاں تک پہنچ سکے) ہجرت کے نویں سال نازل ہوئی ہے۔ اگرچہ اس آیت سے حج کی فرضیت ثابت ہو گئی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہجرت کے نویں سال حج نہ کیا اسکی یہ وجہ تھی کہ یہ آیت مذکورہ یا تو ایام حج کے گذر جانیکے بعد اتری تھی یا حضرت کو اسبات کا خوف تھا کہ اگر مشرکین شہر مدینہ کو خالی دیکھینگے تو اس پر ہجوم و ازدحام کر آئینگے یا حضرت نے مشرکین کے ہمراہ حج کرنا ناپسند جانا مگر جب نویں سال حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی مرتضیٰ نے پہنچکر کافروں کو خانہ خدا میں آنے سے بالکل منع کر دیا تو آپ دسویں سال تشریف لیگئے اور رسم حج ادا کی اور یہ دلیل اُسپر ہے کہ تقدیم بالاجماع افضل ہے وجہ یہ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذر نہ ہوتا تو آپ تاخیر نہ فرماتے کذا فی حاشیۃ الچلپی عن الزیلعی مسلمان کو ساری عمر میں ایک دفعہ حج کرنا فرض ہے کیونکہ حج کا سبب بیت اللہ ہے اور وہ ایک ہی ہے تو مسبب کا بھی ایک ہی ہونا چاہیے۔ پس ایکبار سے زیادہ حج کرنا نفل ہوگا چونکہ فرضیت حج قرآن و حدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے اسکا منکر بالاتفاق کافر اور باوجود قدرت کے ترک کرنیوالا فاسق ہوگا کبھی حج واجب بھی ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص احرام باندھنے کیمقام کو بلا احرام باندھے طے کر جائے تو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے اور اسکا تفصیلی ذکر آئندہ آتا ہے کبھی حج حرام بھی ہوتا ہے جبکہ حرام مال سے حج کیا جائے پس جسکو خانہ خدا کی زیارت کا شوق ہو اُسے اول حلال مال پیدا کرنا چاہیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حاجی حلال مال لیکر حج کے واسطے گھر سے نکلتا اور رکاب میں پاؤں رکھ کر لبیک کہتا ہے تو آسمان پر ایک منادی ندا کرتا ہے لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یعنے ہم تیری خبر گیری اور مدد کو حاضر ہیں اور جب حرام مال لیکر حج کے واسطے چلتا اور لبیک کہتا ہے

Marfat.com

تو آسمان سے ایک پکارنے والا کہتا ہے لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ کہ تیرا مال حرام ہے اور تیرا حج مقبول نہیں ہے کذا فی الترغیب لابن حجر۔ اور کبھی حج مکروہ بھی کہلاتا ہے۔ جبکہ جس شخص سے اُسے اجازت لینی واجب تھی اُس سے اجازت نہ لی ہو پس محتاج والدین کے بدوں اذن حج کو چلے جانا یا بی بی اور اُن اقربا کی بلا اجازت چلا جانا جنکا نفقہ اس پر فرض ہے حج کو مکروہ کرتا ہے وَفِی النَّوَازِلِ لَوْکَانَ الْاِبْنُ صَبِیْحًا فَلِلْاَبِ مَنْعُہٗ حَتّٰی یَلْتَحِیَ یعنے اگر لڑکا خوب صورت ہو تو اُسکے باپ کو جائز ہے کہ حج کرنے سے منع کرے ڈاڑھی نکلنے تک بلکہ گھر سے باہر نکلنے کو بھی منع کرسکتا ہے کذا فی حاشیہ الطحطاوی۔ امام ابو یوسف اور امام مالک اور امام محمد اور امام اعظم رحمہم اللہ کے نزدیک اصح روایت میں مسلمان عاقل بالغ مالدار پر فوراً حج فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اول سال امکان میں ادائے حج ہو احتیاط ہے وجہ یہ کہ سارے سال میں حج کا ایک معین وقت ہے اور موت کا کوئی بھی معین وقت نہیں تو باوجود قدرت کے تاخیر کرنا گویا معدوم کرنا ہے۔ مگر امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک فوراً حج فرض نہیں ہوتا بلکہ مہلت اور تراخی کے ساتھ فرض ہوتا ہے۔ بشرط عدم فوت پھر جن لوگوں کے نزدیک فی الفور فرض ہوتا ہے تو اُن کے نزدیک تاخیر کرنے والا فاسق کہلائیگا۔ اور اُسکی گواہی مردود ہوگی اور جو لوگ اُس کی فرضیت یا مہلت مانتے ہیں اُن کے نزدیک چند سال کی تاخیر سے فسق ثابت ہوگا کیونکہ حج میں تاخیر کرنا صغیرہ گناہ ہے اور مسلمان ایکبار صغیرہ کے ارتکاب سے فاسق نہیں ہوتا البتہ اصرار سے فاسق ہو جاتا ہے کذا فی البحر اور اس امر کی دلیل کہ تاخیر حج صغیرہ ہے کبیرہ نہیں یہ بھی کہ فی الفور کی فرضیت ظنی ہے اور کبیرہ گناہ دلیل قطعی ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے فقہاء کا اُس پر اجماع ہو چکا ہے کہ باوجود قدرت میسر ہونے کے اگر کسی نے چند سال تک حج میں تاخیر کرکے پھر حج ادا کیا تو یہ حج ادا ہی ہوگا نہ قضا اگرچہ حج کے پہلے مرجانے سے گنہگار ہوگا فقہاء رحمہم اللہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر کسی صاحب مقدور نے حج نہ کیا یہاں تک کہ اُس کا مال تلف ہو گیا تو ایسے شخص کو قرض روپیہ لیکر حج کرنا جائز ہے اگرچہ اسوقت اُسے قرض کے ادا کرنے کی قدرت نہ ہو اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کا مواخذہ نکریگا اگر بدون ادا کئے مرگیا بشرطیکہ اس کی نیت ہو کہ اگر مجھے قوت ہوگی تو فوراً ادا کردونگا۔ وَقَالُوْا لَوْ اَحَجَّ حَتّٰی تَلِفَ مَالُہٗ وَسِعَہٗ اَنْ یَّسْتَقْرِضَ وَیَحُجَّ وَلَوْ کَانَ قَادِرًا عَلٰی وَفَائِہٖ وَیُرْجٰی اَنْ لَّا یُؤَاخِذَہُ اللّٰہُ بِذٰلِکَ اَیْ کَوْنَہٗ قَادِرًا وَفَاءَہٗ اِنْ قَدَرَ۔ دُرِّ المختار۔

Marfat.com

Marfat.com

واضح ہو کہ شرائط حج تین قسم کے ہیں (۱) شرائط وجوب حج (۲) شرائط وجوب ادائے حج (۳) شرائط صحت حج۔ وجوب حج کے شرائط اصح مذہب کی رو سے آٹھ ہیں۔ اسلام۔ بلوغ۔ عقل۔ حریت۔ وقت۔ قدرت زاد۔ قدرت راحلہ۔ فرضیت حج کا علم۔ اور شرائط وجوب ادا بالقول اصح پانچ ہیں۔ بدن کی صحت موانع جسمہ کے زوال کی قدرت۔ رستہ کا امن عورت کے لئے عدم قیام عدت عورت کے ساتھ کسی محرم یا زوج کا ہونا۔ اور شرائط صحت حج چار ہیں۔ احرام حج۔ زمانہ خاص مکان۔ اسلام حج میں جو چیزیں فرض ہیں وہ یہ ہیں۔ احرام۔ وقوف عرفہ۔ طواف زیارت جسے طواف افاضہ اور طواف رکن بھی کہتے ہیں پس انمیں احرام تو شرط ہے باقی دونوں آخیر رکن ہیں۔ حج میں جو چیزیں واجب ہیں وہ پچیس ہیں۔ واجب اسے کہتے ہیں جس کے ترک سے حج تو باطل نہیں ہوتا البتہ اس میں ایک قسم کا نقصان آجاتا ہے جس کی تلافی اور جبر ذبح قربانی سے ہو سکتا ہے وہ واجبات یہ ہیں جمع یعنے مزدلفہ میں ٹھیرنا اسے مزدلفہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس مقام میں آدم علیہ السلام حوا کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ صفا مروہ میں چلنا صفا مروہ میں سعی کرنا تینوں اماموں کے نزدیک رکن ہے اور یہ دونوں پہاڑ مسجد الحرام کے پاس ہیں۔ اسے صفا اس واسطے کہتے ہیں کہ آدم صفی اللہ اس پر بیٹھے تھے اور مروہ اس واسطے نام رکھا گیا کہ اس پر حضرت حوا نے قیام فرمایا تھا اسی واسطے لفظ مروہ مؤنث ہے بعض علماء نے اسکی وجہ تسمیہ یوں بھی بیان کی ہے کہ صفا ایک مرد اور مروہ ایک عورت کا نام تھا۔ ان دونوں نے عین حالت طواف میں زنا کیا خدا تعالے نے ان دونوں کو پتھر کی صورت میں مسخ کر دیا اہل جاہلیت نے ان دونوں صورتوں کو اور آدمیوں کی عبرت کے واسطے ان دونوں پہاڑیوں پر رکھدیا تھا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی جمرات ثلثہ پر کنکریاں مارنے اور یہ ہر حاجی پر واجب ہے خواہ قارن ہو خواہ متمتع یا مفرد طواف صدر یعنے آفاقی پر طواف رخصت واجب ہے حائض اور مکی پر واجب نہیں۔ سر منڈوانا یا بال کتروانا۔ میقات سے احرام شروع کرنا آفتاب کے غروب ہونے تک عرفات میں ٹھیرنا جو حجر اسود سے طواف خانہ کعبہ شروع کرنا کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حجر اسود ہی سے طواف شروع کیا کرتے تھے اپنی دائیں جانب سے بنا بر قول اصح طواف کرنا ہے یعنے جب حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو تو اپنی دائیں جانب سے طواف شروع کرے جدھر ملتزم اور بیت اللہ کا دروازہ ہے درصورت عدم عذر اپنے پاؤں سے طواف کرنا قوی مذہب کے

Marfat.com
Marfat.com

صفا سے طواف میں طہارت کا ہونا واجب ہے طواف کی حالت میں ستر عورت کرنا پس اگر حالت
طواف میں کسی عضو کی چوتھائی یا زیادہ اس سے کھلگئی تو قربانی واجب ہو جائیگی صفا مروہ کی سعی کو
صفا سے شروع کرنا اگر کوئی شخص مروہ سے شروع کریگا تو اصح قول کے بموجب یہ سعی پہلے چکر میں محسوب
نہوگی یعنے مروہ صفا تک چلنا پہلے چکر میں داخل نہوگا ترک واجب کی وجہ سے کیونکہ پہلا چکر صفا سے
مروہ تک ہے بشرط عدم عذر صفا مروہ کی سعی پاؤں سے بجالانا متمتع اور قارن کو بھیڑ یا بکری وغیرہ
ذبح کرنا طواف کے بعد خواہ طواف صدر ہو یا زیادت دو رکعت نماز پڑھنا اگر طواف کے بعد دوگانہ ترک
کریگا تو ایک جانور ذبح کرنا لازم ہو جائیگا سر منڈوانے اور کنکریوں کے پھینکنے اور ذبح قربانی کے دن
میں ترتیب کی رعایت کرنی ہاں جو ترتیب طواف اور کنکریوں اور سر منڈانے کے درمیان ہے
وہ سنت ہے واجب نہیں پس اگر کسی نے رمی اور حلق سے پہلے طواف کیا تو کوئی چیز بھی اسپر لازم
نہیں آتی البتہ سنت کے ترک کرنے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی کا مرتکب ہے کذا فی باب المناسک
خانہ کعبہ کا طواف حطیم کے ساتھ کرنا سعی کا طواف کے بعد ہونا جو شمار کے لائق ہے یعنے چار چکر یا زیادہ
کے بعد کیونکہ تین چکر سے طواف معتبر نہیں۔ خاص مکان اور خاص زمانہ یعنے حرم کے اندر ایام
نحر میں سر کا منڈانا۔ عرفات کے وقوف کے بعد ممنوعات غیر مفسدہ کو ترک کرنا جیسے جماع مگر وقوف
سے پہلے جماع کرنا مفسد حج ہے۔ سلا ہوا لباس پہننا سر نہ ڈھکنا حج کے واجبات دریافت کرنیکا
کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس فعل کے ترک کرنے سے ذبح قربانی واجب ہوتی ہے وہ فعل واجب ہے
ورنہ نہیں) امام کے ساتھ عرفات سے کوچ کرنا پس ان فرائض و واجبات کے علاوہ اور جو کچھ ہیں سب
سنتیں اور مستحبات ہیں۔ صاحب درالمختار کہتے ہیں کہ ۲۰ واجبات کا شمار صرف مزید بصیرت کے واسطے
ہے۔ فراغت کے ساتھ اپنے اوپر اور سواری پر خرچ کرنا مستحب ہے کیونکہ حج میں خرچ کرنا جہاد میں
خرچ کرنے کے برابر ہوتا ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور ہمیشہ باطہارت رہنا اور زبان کو غیبت
و چغلخوری سے بند رکھنا اور سخت گوئی اور دشنام سے بچانا مستحب ہے قال اللہ تعالیٰ فَمَنْ فَرَضَ
فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ یعنے جس نے ان مہینوں میں حج لازم کرلیا
تو نہ تو جماع کرنا نہ گناہ کی بات نہ جھگڑا کرنا چاہیئے۔ علیٰ ہذا القیاس حج کے واسطے والدین
اور قرضخواہ اور ضامن قرض سے اجازت لینی مستحب ہے اور محلہ کی مسجد میں رخصت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہوتے وقت دو رکعت نماز پڑھنی اور سفر کے وقت محتاجوں کو کچھ خیرات کرنا مستحب ہے کیونکہ صدقہ دافع بلا ہے اور جمعرات کے دن سفر کرنا مسنون ہے کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اسی دن سفر کیا تھا اور دوشنبہ اور جمعہ کو سفر کرنا مستحب ہے

فصل جاننا چاہیے کہ بادشاہ حقیقی اور شہنشاہ علے الاطلاق نے کعبہ معظمہ کو جملہ مکرم مکانوں پر بزرگی دی ہے۔ اور اسے بارگاہ قدس قرار دیا ہے مسجد الحرام کو اسکا جلوخانہ اور شہر مکہ معظمہ کو مسجد الحرام کا احاطہ بنایا اور حرم کو شہر کا پیشگاہ ٹھیرایا اور مواقیت کو حرم کا مجراگاہ قرار دیکر وہاں سے احرام باندھنا واجب فرمایا تاکہ اس بقعہ مبارکہ کی اظہار شرف ہو اور قاصدین مکہ خواہ بہ نیت حج یا بارادہ عمرہ خواہ بقصد سکونت یا بارادہ تجارت جسطرح چاہیں داخل ہوں مگر ہر صورت میں احرام باندھ کر اس مقدس مکان میں جائیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو فتح مکہ کے دن بلا احرام تشریف فرما ہوئے تھے تو یہ آپکے خصوصیات میں داخل تھا۔ کسی اور کو ہرگز روا نہیں کہ بدوں احرام کے اس پاک گھر میں داخل ہو چنانچہ صحیح حدیثوں میں اس امر کی تصریح موجود ہے کسی شاعر نے مواقیت کو اس شعر میں جمع کیا ہے ؎

مرقد العراق بالعراقیین ؛ وبذی الحلیفۃ تحرم المدنی ؛ للشام جحفۃ ان مررت بہ ؛ ولاھل نجد قرن فاستبنی ؛ یعنے موضع **ذات عرق** اہل عراق اور **یلملم** یمنیوں کے واسطے میقات مقرر ہے اور موضع **ذی الحلیفہ** سے مدنی لوگ احرام باندھتے ہیں اور اہل شام کے میقات **جحفہ** ہے اگر اے شامی تیرا اسطرف سے گذر ہو اور اہل نجد کے لئے **قرن** میقات ہے پس اچھی طرح سمجھ لے موضع ذی الحلیفہ مدینہ طیبہ سے چھ کوس اور مکہ معظمہ سے دس منزل ہے اور ذات عرق مکہ معظمہ سے صرف دو منزل پر واقع ہے اور **جحفہ** مکہ معظمہ سے تین منزل پر ہے رابغ کے قریب یہاں سے مصری اور مغربی اور شامی لوگ احرام باندھتے ہیں اور چونکہ بالفعل جحفہ کا نشان باقی نہیں رہا بدیں وجہ اب موضع رابغ سے احرام باندھا جاتا ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور **قرن** مکہ معظمہ سے صرف دو منزل پر واقع ہے جو عرفات میں سے صاف نظر آتا ہے اسی طرح یلملم بھی مکہ معظمہ سے جنوب کی طرف دو منزل ہے اور یہ ملک تھامہ کا ایک پہاڑ ہے اگر کوئی شخص دو میقاتوں پر گذرے تو اسکا احرام باندھنا اس میقات سے افضل و اولیٰ ہوگا جو بیت اللہ شریف سے دور تر ہوگا پھر اگر ایسا شخص احرام باندھنے میں دوسری میقات تک تاخیر کریگا تو قوی مذہب کی رو سے نہ تو اسپر کچھ گناہ ہوگا نہ کفارہ لازم آئیگا اور

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

کوئی آدمی میقات کے اندر بلا احرام داخل ہو مثلاً قنیص یا جدہ کا قصد کرے تو اُسے میقات سے بلا احرام گذرنا حلال ہوگا کیونکہ جب وہاں گیا تو اُن لوگوں میں ملگیا اور وہاں کے لوگوں کو بلا احرام مکہ معظمہ میں داخل ہونا درست ہے تو اُس کو بھی درست ہوگا مگر یہ حیلہ اُسی شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے جو دخول مکہ کا بلا احرام قصد کرے مامور بالحج کو مخالفت کی وجہ سے یہ حیلہ کرنا جائز نہیں کیونکہ اُس کا سفر حج کے واسطے مخصوص نہ رہا دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ آفاقی حج کا مامور تھا پھر جب مکہ میں بلا احرام داخل ہوگا تو اُس کا حج کی ہوگا نہ آفاقی اور یہ مسئلہ شور دریا کے مسافرین کو اکثر پیش آیا کرتا ہے مثلاً ایک شخص مامور بالحج تھا اور سال کے درمیان دریا کے کنارہ پر پہونچا تو اُس کو جدہ کے بندر کا جو خارج حرم ہے قصد کرنا جائز نہیں تاکہ مکہ معظمہ میں بلا احرام داخل ہو اور مدت تک احرام باندھنا نہ پڑے کذا فی البحر البتہ اگر کسی مامور الحج نے جدہ کے بندر کا قصد کیا پھر جب موسم حج قریب آیا تو کسی میں کی میقات سے احرام باندھا تو یہ اُس کے واسطے بلا شبہ جائز ہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی مواقیت مذکورہ سے تقدیم احرام افضل ہے بشرطیکہ موسم حج میں واقع ہو ماہ شوال سے پہلے احرام باندھنا بالاتفاق مکروہ ہے احرام باندھتے وقت وضو یا غسل کرنا مسنون ہے مگر ان دونوں میں غسل اچھی بات ہے اور اُس وقت دو رکعت نماز نفل مستحب ہے۔ بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو جب وہ گانہ ادا کر چکے تو نہایت خشوع و خضوع سے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ پھر لبیک یعنی اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ کہے یعنی بار خدایا میں تیرے حکم کے بجا لانے کے واسطے مرۃً بعد مرۃٍ حاضر ہوں کوئی تیرا شریک اور ساجھی نہیں میں تیری حضور میں حاضر ہوں بلا شبہ ساری نعمتیں اور تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں اور ساری بادشاہی تیرے ہی لئے خاص ہے کوئی شریک اور ساجھی نہیں (ان کا ہمزہ اگرچہ فصیح لغت کے اعتبار سے مکسور ہے مگر مفتوح ہونا بھی جائز ہے اور نعمت کی تا مفتوح ہے یا نعمۃ لک مبتدا خبر واقع ہوئی ہیں پس صورت میں نعمت کی تا کو ضمہ ہوگا۔ یہ تلبیہ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے منقول ہے اور بعض روایتوں میں اس تلبیہ کے بعد یہ لفظ بھی آئے ہیں لَبَّیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ وَالْعَمَلُ اِلَیْکَ لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْخَلْقِ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّیْکَ یعنے میں تیری خدمت میں حاضر ہوں ساری بہتری تیرے ہی ہاتھوں میں ہے اور خواہش و عمل تیری جانب رجوع کرتے ہیں میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اے خلق کے معبود

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اور اے گناہوں کے بخشنے والے میں تیری خدمت میں حاضر ہوں اگر کسی نے فرض یا نفل حج کی
نیت مقرر نہ کی اور احرام باندھا تو فرض حج اُس احرام سے ادا کرنا جائز ہے ہاں جب نفل حج
کی نیت کی ہے تو نفل ہی ہوگا۔ اگرچہ ابھی تک فرض حج ادا نہ کیا ہو اور صحاح ستہ میں عبداللہ بن عمر سے
مروی ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِیْصَ وَلَا الْعِمَامَۃَ وَلَا السَّرَاوِیْلَ
وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّہٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّیْنِ اِلَّا اَنْ لَّا یَجِدَ نَعْلَیْنِ فَلْیَقْطَعْہُمَا حَتّٰی یَکُوْنَا
اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ یعنے محرم نہ تو قمیص اور عمامہ اور ٹوپ اور پاجامہ پہنے نہ وہ کپڑا پہنے
جسمیں ورس اور زعفران لگا ہوا ہو نہ موزے پہنیں مگر جب جوتی میسر نہ ہو تو موزوں کو اسقدر کاٹ لیوے
کہ ٹخنوں نیچے ہو جائیں محرم کو غسل کرنا جائز ہے۔ مگر میل کچیل سے بدن کو پاک صاف کرنا ناجائز ہی
نہیں بلکہ مکروہ ہے اور تلبیہ کہنا ہر وقت مستحب ہے اور محرم کو تہبند اور چادر نئی ہوں یا پرانی دھوئی
ہوئی ہوں یا نہ ہوں استعمال میں لانا مسنون طریقہ ہے ورنہ احرام کے واسطے تو ستر عورت
کا ہی کافی و وافی ہے۔ جب غسل کر کے لباس پہنے اور احرام باندھنے لگے تو بدن میں خوشبو لگائے
مگر کپڑوں کو ایسی خوشبو نہ ملے جس کا نشان باقی رہے۔ اور دیکھنے والے کو نظر آئے یہی قول
صحیح تر ہے دوسرے قول میں یہ بھی آیا ہے کہ بدن کو خوشبو لگانا درست ہے جسطرح چاہے لگائے
چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سر مبارک میں اسدرجہ خوشبو ملا کرتے تھے کہ دور
سے اس کی چمک نظر آتی تھی۔ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے بیہقی میں ہے کہ جب
حضرت عمرؓ بیت اللہ کو دیکھتے تو یہ دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ اَلْحَقْنِیْ فَتَبَارَکْتَ
اس کے بعد طواف شروع کرنا چاہئے کیونکہ طواف خانہ کعبہ کا تحیہ اور تحفہ ہے مگر اسیوقت جبکہ
فرض نماز یا جماعت یا وتر یا سنت موکدہ کے فوت ہونیکا خوف نہ ہو اگر خوف ہو تو اول اسکو بجا لائے
پھر طواف کرے پھر حجر اسود کے سامنے تکبیر اور کلمہ توحید اور رفع الیدین کرتا ہوا نماز کیطرح کھڑا
ہو اور بوسہ دیکر بیت اللہ شریف کے دروازہ کیطرف سے طواف شروع کرے کیونکہ طواف کرنیوالا مسافر
مقتدی اور کعبہ معظمہ بجائے امام ہے اور اگرچہ ساری مسجد الحرام میں طواف جائز ہے لیکن
بیت اللہ کے گرداگرد چند ستون قایم ہیں اُسکے اندر طواف ہوا کرتا ہے جسے مطاف کہتے ہیں
خرج منہ او من سعی الی جنازۃ او مکتوبۃ او تجدید وضوء ثم عاد یبنی اگر بدن سے نکل گیا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

[illegible] کرنے کے لئے نماز جنازہ یا فرض نماز پڑھنے یا تجدید وضو کے واسطے باہر آئے اور
[illegible] آئے جہاں سے طواف یا سعی قطع کی تھی تو وہیں سے بنا کرے طواف و سعی کیحالت
[illegible] بنا جائز ہے مگر بلا ضرورت مکروہ ہے۔ کذا فی النہر۔ اسیطرح فتوے دینا اور
[illegible] بدون بلند آواز کے پڑھنا جائز ہے۔ لیکن اسوقت ذکر کرنا قرآن کی تلاوت
سے افضل ہے ان غیر معقول دعاؤں سے تو قرآن ہی بہتر ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا سات بار طواف کرے اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کے علاوہ اور کوئی بات نہ کرے تو اسکے دس گناہ دور کئے جاتے اور دس
درجے بلند ہوتے ہیں کذا فی النہر ابن ہمام فتح القدیر میں اگرچہ لکھتے ہیں کہ حالت طواف میں صرف ذکر
اللہ ہی معروف ہے مجھے ابتک کوئی ایسی حدیث نہیں معلوم ہوئی جس میں قرارت قرآن حالت
طواف میں آیا ہو مگر ابن ماجہ کی مرفوع حدیث میں عین طواف میں تسبیح و تہلیل تحمید و تکبیر اور لاحول
ولا قوۃ الا باللہ بھی مروی ہے واللہ اعلم۔ مسئلہ مالدار کا حج محتاج کے حج سے افضل ہے اور
فرضی حج ماں باپ کی فرمانبرداری سے افضل ہے بخلاف نفلی حج کے کہ اس وقت ماں
باپ کی اطاعت اس حج سے افضل و اولیٰ ہوگی اور سرا کا بنانا بھی نفلی حج سے بہتر ہے۔ پھر
صدقہ اور نفلی حج میں علماء کا اختلاف ہے۔ صاحب بزازیہ نے افضلیت حج کو صدقہ
پر ترجیح دی ہے کیونکہ اس میں مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے اور بدن کو بھی مشقت و محنت لاحق ہوتی ہے
اور وقوف جمعہ کو بیشتر جون پر زیادتی ہے کیونکہ اس میں ہر شخص کی بلا واسطہ مغفرت کیجاتی ہے
علماء کا اختلاف ہے کہ آیا حج کی وجہ سے کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یا نہیں بعضوں نے فرمایا
ہے کہ بلا شبہ کبیرہ گناہ بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔ جیسے جب حربی مسلمان ہوتا ہے تو اس کے
پچھلے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جو گناہ خدا تعالےٰ کے کئے ہیں
وہ جھڑ جاتے ہیں مگر بندوں کے حقوق اور گناہ نہیں جھڑتے جیسے ذمی شخص مسلمان ہوتا ہے
تو اللہ تعالےٰ کے حقوق معاف ہو جاتے ہیں نہ بندوں کے **قاضی عیاض** فرماتے
ہیں کہ علماء اہل سنت کا اجماع ہو چکا ہے کہ کبیرہ گناہ صرف توبہ اور استغفار ہی سے معاف
ہوتے ہیں اور بغیر توبہ کے نہیں ہوتے اگر عرفہ جمعہ کے دن نہ واقع ہو تو اس میں

Marfat.com

صلحاء اور عرفاء کے واسطے اور ذریعہ سے مغفرت ہوتی ہے کذا فی الخطابی من الیوم
دسویں رات اسقدر باقی رہے کہ اس وقت اگر عشا کی نماز پڑھتا ہے تو وقوف عرفات
ہوتا ہے اور اگر وقوف عرفات میسر ہوتا ہے تو عشا کی نماز کا وقت جاتا ہے تو اس صورت
میں وقوف عرفات کو نماز پر مقدم کرے کیونکہ عشا کی قضا باین وجہ کہ وہ ہر وقت ممکن ہے سہل اور
آسان ہے بخلاف وقوف عرفات کے کہ اگر اس وقت ہاتھ سے جاتا ہے تو اس کی
دوسرے سال پر موقوف ہے اور احتمال ہے کہ جب تک خرچ پاس رہے یا نہ رہے اور
پھر آنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو۔ اور حج کی وجہ سے گناہوں کی معافی ظنی ہے قطعی نہیں کیونکہ جب
اس سے خدا تعالےٰ کے حقوق کی معافی بالیقین ثابت نہیں ہوئی تو حقوق العباد
کس طرح معاف ہونگے اور اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد سب کی معافی اور چھٹ جانے
کے قائل ہو جیئے تو بھی عوام کا وہ مطلب حاصل نہیں ہوتا جس کا وہ اعتقاد کرتے ہیں
کہ حج کرنے سے لوگوں کا گناہ اور قرض و دام سب ساقط ہو جاتا ہے اور صلوٰۃ و صوم اور
زکوٰۃ وغیرہ کی بھی قضا ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ ادائے حقوق کی تاخیر کا گناہ
ساقط ہو جاتا ہے۔ تکفیر سیئات کے بارہ میں جو حدیثیں آئی ہیں ان کے اطلاق اور عموم کا کوئی بھی
قائل نہیں اور حدیث ابن ماجہ الصلوٰۃ والسلام استجبت لہ حتی فی الدماء
والمظالم ضعیف۔ (درمختار) ابن ماجہ کی پوری روایت عباس بن مرداس سے یوں مروی ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی بخشش کیواسطے عرفات میں دعا کی تو خدا تعالیٰ
کیطرف سے مظالم کے علاوہ اور سارے گناہوں کی مغفرت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ میں مظلوموں کے
لئے مواخذہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا بار خدایا اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت مرحمت فرما کے
اور ظالم کو بخش دے۔ مگر جب یہ دعا اس دن مقبول نہ ہوئی تو پھر حضرت نے مزدلفہ میں صبح کیوقت
وہی دعا فرمائی اسوقت وہ دعا مستجاب ہوئی اور جیسا حضرت چاہتے تھے ویسا ہی ہوا اگرچہ یہ حدیث
ضعیف ہے کیونکہ عباس بن مرداس اسکا راوی منکر الحدیث اور ساقط الاعتبار ہے مگر اسکے سوا
احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہیں چنانچہ حافظ منذری نے عبداللہ بن مبارک سے اور انہوں نے سفیان
ثوری سے اور انہوں نے زہیر بن علی کے واسطے سے انس بن مالک سے روایت کیا ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

[illegible] کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف کیا اور قریب
[illegible] ہوئے تو آپ نے فرمایا اے بلال ذرا لوگوں کو خاموش کر دے بلال نے
[illegible] لوگوں کو خاموش کر دیا پھر حضرت نے فرمایا اے لوگو جبرائیل علیہ السلام میرے
[illegible] میرے رب کا سلام پہنچا کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اہل عرفات اور اہل مشعر
[illegible] کے لئے مظالم کا ضامن ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر
[illegible] کیا یہ بخشش صرف ہم لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] ہمارے راستے بھی اور جو لوگ ہمارے بعد قیامت تک آئینگے سب کیلئے ہے حضرت
[illegible] ہمارے رب کی بھلائی کثیر اور طیب ہے۔

بیت اللہ سے تین کوس مشرق کی جانب ایک مقام ہے جسے منا کہتے ہیں اور جہاں قربانیاں
[illegible] تین کوس آگے مزدلفہ ہے جہاں مغرب اور عشا کی نماز ملا کر پڑھا کرتے ہیں پھر اسکے
[illegible] آگے میدان عرفات اور جبل رحمت ہے جہاں حج ہوا کرتا ہے۔

سوال دو کتنی فرض نماز ہے جنمیں اذان ہے نہ اقامت **جواب** وہ عشا کی نماز مزدلفہ میں
[illegible] مغرب میں فاصلہ ہو اگر کوئی شخص مزدلفہ میں نماز عشا سے پہلے داخل ہو تو جبتک
[illegible] مغرب کی نماز نہ پڑھے **سوال** وہ کونسی نماز ہے جو باوجودیکہ بے وقت پڑھی
[illegible] لیکن قضا نہیں ہوتی بلکہ ادا ہوتی ہے **جواب** مزدلفہ میں نماز مغرب ہے **سوال**
[illegible] نماز ادا ہے جو اپنے وقت پر پڑھی جائے اور پھر واجب الاعادہ ہو **جواب** مزدلفہ کی
[illegible] نماز ہے اسی طرح عشا کی نماز جسے بستہ با عرفات
[illegible] صاحب عرفات قبل مغرب کے پڑھ
[illegible] وقت پر پڑھی گئی اور پھر دہرایا وہ
[illegible] **جواب** مزد
[illegible] لازم
[illegible] قضا
[illegible]

نہیں **سوال** وہ کون عشا
جواب مزدلفہ کی عشا ہے
کی نماز ہے جس کا ایک
حج قوی تر ہے
سب ہو گی۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تاوقتیکہ جس عمل کے واسطے احرام باندھا ہے اُسے پورا نہ کرلے اگرچہ اُسے فاسد بھی کیوں نہ کرے
مگر حج کے فوت ہوجانے میں عمرہ کرکے احرام سے نکلنا جائز ہے اسی طرح حالت احصار
میں بعد ذبح بدلے کے احرام سے نکلنا درست ہے بخلاف نماز کے کہ اُس میں بعض سہو
کے عمل سے نکلنا جائز ہے مثلاً ایک شخص نے چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت نماز پڑھ کر
سلام پھیر دیا تو اُسے یہ جائز ہے اور اُسکے عوض کوئی چیز اُس پر لازم نہیں آتی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

فصل نیابت کے طور پر حج کرنا جائز ہے کیونکہ اس بات اصل یہ ہے کہ جو شخص کسی قسم کی کوئی عبادت
کرے تو اُسے اُس عبادت کا ثواب غیر شخص کے واسطے کردینا جائز ہے چنانچہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی ایک تو اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی اُمت
کی جانب سے۔ اُس سے صاف معلوم ہوگیا کہ غیر عبادت مالی میں بھی نہایت صحیح ہے۔ جس
حدیث کے مضمون کو ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل اور حاکم اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ اور اسحٰق
اور ابو یعلی اور بزار اور دار قطنی نے چند صحابہ سے روایت کیا ہے اور نیز دار قطنی نے روایت
کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ جناب میں اپنے ماں باپ کے ساتھ اُنکی زندگی میں
نیکی کیا کرتا تھا اب اُن کے ساتھ کیونکر نیکی بجالاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد الموت
نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اُن کے لئے نماز پڑھا کر اور اپنے روزے کے ساتھ اُن کے واسطے
روزہ رکھا کر اور حضرت علی مرتضےٰ رضؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس نے قبرستان
میں جاکر گیارہ دفعہ قل ہو اللہ پڑھکر اُس کا ثواب مردوں کو بخشا تو بقدر اموات کے اُسکو ثواب
دیا جائیگا اور ابو حفص عکری نے کیا ہے کہ رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ
ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ اور حج اور دعا وغیرہ کرتے ہیں پھر کیا اُن کو اُن کا
ثواب پہنچتا ہے۔ فرمایا بیشک دعائیں مقبول اور وہ اُس سے بیحد خوش ہوتے ہیں جیسا کہ جب
تمہاری طرف کوئی طبق مستحب ہوئی اور جیسے تم خوش ہوتے ہو۔ اور سنن ابو داؤد میں آیا ہے کہ
آنحضرت صلعم نے جس بن مرداس اسکا راوی منکر ہے دن پر یٰسین شریف پڑھا کرو لیکن ان احادیث
کثیرہ سے بہت وارد ہیں چنانچہ حافظ منذری نے عبادت نافع ہوتے ہیں کذا فی فتح القدیر اور خدا تعالیٰ
کا ہے اور اُنہوں نے زہیر بن علاء کے واسطے کوئی چیز نافع نہیں ہوسکتی مگر وہی

Marfat.com
Marfat.com

[illegible] کہ انسان کو غیر کے عمل سے کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر جبکہ
[illegible] مفید اور نافع ہوگا چنانچہ اسی مطلب کو کمال الدین بن ہمام
[illegible] کہا ہے کہ یہاں لام بمعنے علی ہے جیسا کہ لہم اللعنۃ میں
[illegible] اس تقدیر پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان کو کوئی
[illegible] سوائے اپنے عمل کے تو یہاں نفی مضرت کی ہے نہ منفعت کی اور عبادات
[illegible] ثابت جائز ہے کہ ان میں مالدار کی آزمائش اور محتاج کی دفع حاجت مقصود
[illegible] کے فعل میں بھی حاصل ہے۔ ہر چند کہ عبادت بدون نیت کے صحیح نہیں ہوتی
[illegible] اسلام کا نائب نہ ہونا چاہیے تھا لیکن جبکہ نیت ہی کی نیت کا اعتبار ہے نہ نائب
[illegible] کہ تو سوقت سلم اور ذمی نیابت میں دونوں برابر ہیں نیت کو اختیار ہے کہ وہ نائب کو دیتے
وقت نیت کرے یا جب نائب محتاج کو دینے لگے اس وقت نیت کرے یا اس عبادت
کے درمیان میں نیت کرے (کذا فی المنح والطحطاوی والنہر) اور بدنی عبادت
[illegible] نماز روزہ اعتکاف قرائت قرآن اور دیگر اذکار بہر صورت نیابت کو قبول نہیں کرتے
[illegible] کی صورت میں نہ عجز کی حالت میں کیونکہ عبادات بدنیہ میں اصلی غرض یہ ہے کہ
[illegible] اعمال سے روح اور بدن پر محنت اور مشقت پڑے یا روح کو صفائی اور قرب
[illegible] حاصل ہو اور ظاہر بات ہے کہ یہ اسی وقت حاصل ہوگا کہ خود کرے نائب کے فعل
[illegible] یہ مقصود ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے اسمیں مطلقاً نیابت جائز نہ ہوئی نہ عجز میں نہ قدرت
[illegible] ہی مطلب ہے حدیث لا یصوم احد
عن ابن عباس [illegible] کوئی کسی کی طرف سے
[illegible] نیابت سے فرض خدا ساقط نہ
[illegible] ساتھ وارد ہے کہ
[illegible] اگر حج میں بدل کو دخل نہ
[illegible] بدون زاد و راحلہ کے میسر نہ
[illegible] وقت نیابت پائی ہے مگر

ولا یصلی احد عن احد کا آخر الناس
نہ نماز پڑھے۔ مطلب یہ ہے کہ
اب متوقع ہے چنانچہ ایک
واسطے نماز پڑھے۔
عبارت ہے لیکن
الطحطاوی

ایک شخص نے عجز کی وجہ سے دوسرے آدمی کو حج کے لئے نائب بنایا اگر جب وہ نائب حج ادا
کر چکا تو اسکا عذر جاتا رہا پس اس وقت اس نائب کو خود دوسرا حج کرنا واجب ہے کیونکہ
تک دائم عجز نہ رہا مسئلہ نیابت میں شرط ہے کہ نائب اپنے منیب کی جانب سے کہے کہ میں
نے فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھا اور فلاں شخص کی جانب سے لبیک کہا اگر صرف
کا نام بھول جائے تو صرف اسکی طرف سے ولی منیب کافی ہو سکتی ہے نام لینا کچھ ضروری نہیں
مسئلہ موت تک دوام عجز کا مشروط ہونا اسیوقت ہے کہ عاجز کی بیماری یا اور
یا کوئی اور ایسا عذر جو زوال پذیر ہو موجود ہو ورنہ اندھے لولے وغیرہ کا حج عجز کے
ساقط ہو جاتا ہے اور اعادہ حج مطلقاً لازم نہیں آتا خواہ یہ عذر (عدم بصارت وغیرہ) کا ہمیشہ
یا نہ رہے کیونکہ عجز لازم موت کے قائم مقام ہے کذا فی النہر صاحب کنز وغیرہ نے مرض زوال
پذیر اور عدم زوال پذیر میں کچھ بھی فرق نہیں کیا مسئلہ نائب کو منیب کے مال میں کل یا اکثر تصرف
صرف کرنا شرط ہے کیونکہ اگر نائب نے منیب کا مال کچھ بھی نہ لیا اور احسان کے طور پر اپنی طرف
سے حج کر لیا تو یہ حج منیب کی جانب سے نہ ہوگا کذا فی عالمگیریہ عن البدائع اگر کسی شخص نے
کہا کہ میری طرف سے زید ہی حج کرے تو زید کے علاوہ کسی اور کو حج کرنا جائز نہیں اگر کسی نے
ذمی یا مجنون کو حکم کیا کہ تو میری جانب سے حج کر آ تو یہ حج عدم اہلیت کی وجہ سے صحیح نہ ہوگا غیر کی
جانب سے حج کرنے والے کو مناسب ہے کہ وہ ہر عاقل بالغ حج کے افعال و طرق کا ماہر
ہو نیز اپنی طرف سے خود فرض حج ادا کر چکا ہے کذا فی المنح جب مامور بالحج راہ میں بیمار ہو جائے
تو اسے غیر شخص کو مال دینا جائز ہی نہیں (شخص میت کی طرف سے حج ادا کرے یا ان کی
نے اسے اسبات کی اجازت دے دی) اتفاق جائز ہے یہ کہ کوئی عاقل بالغ مرد حج کے
ارادہ سے نکلا اور راستے میں وفات اس نے ایک شخص کو وصیت کی کہ میری
طرف سے حج ادا کر دیجو تو مستحب ہوگا اور جلدی کی کہ جب حج کے لئے اس نے آنے
ادا میں تاخیر کی کہ عباس بن مرداس اسکا راوی منکر ہے حج فرض ہوا تھا بلا تاخیر بکار ادا اسے حج کی
وصیت کرے وارد ہیں چنانچہ حافظ منذری نے عدم فرض ہوا تھا بلا تاخیر بکار ادا اسے حج کی
ہے اور انہوں نے زہیر بن عدی کے واسطے سے بھی مال یا سکان کی تفصیل بیان کر دی ہے
ہو جب جاری ہو گی اور اگر کسی نے مال یا سکان

[illegible] استحسان حج کیا جائیگا واضح ہو کہ ظاہر
[illegible] قیاس و استحسان دونوں جمع ہوں تو وہاں
[illegible] بعض فقہاء یوں بھی کہتے ہیں کہ امام صاحب کے قول کو قیاس
[illegible] استحسان کہتے ہیں یہاں وجہ قیاس یہ ہے کہ جسقدر میت نے
[illegible] کیا وہ احکام دنیا کے حق میں باطل ہو گیا اگرچہ ثواب آخرت قائم ہے چنانچہ حدیث میں
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کے ارادہ سے نکلا اور بدون
[illegible] ثواب قیامت تک لکھا جائیگا پس جب اس حدیث سے
[illegible] موت کی وجہ سے باطل نہیں ہوا تو وصیت مکان سے جاری ہوگی نہ وطن
[illegible] اگر میت کا ثلث مال حج کے خرچ کو کافی نہ ہو تو جہاں سے
[illegible] حج کیا جائے بدلیل استحسان مذکورہ کے اگر میت کا وصی یا وارث موصیٰ
[illegible] تو اسی وقت تک واپس ہو سکتا ہے کہ مامور بالحج نے حج کا احرام
[illegible] احرام واپس لینا درست نہ ہوگا اگر کسی نے بدون حکم میت کے
[illegible] مال صرف کر کے اپنی جانب سے حج کیا تو میت کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا اگرچہ
[illegible] حج کرنے کا حکم بھی کیا ہو کیونکہ اس کا مطلب حاصل نہ ہوا یعنے مال کے خرچ کرنیکا
[illegible] اگر میت نے حج کی وصیت اور بعد اس کے بیٹے نے اپنا مال صرف کر کے باخیال
[illegible] حج کیا کہ حق اس کے مال متروکہ سے وصول کر لونگا تو جائز ہے البتہ فرزند کا
[illegible] کی اجازت سے جائز نہیں چنانچہ میت
[illegible] رجوع کر لینا درست ہے لیکن قرض
[illegible] بدون اس کے
[illegible] الحجین
[illegible] نے
[illegible] حج کا ادا بھی پایا جو
[illegible] کہ اپنے والد کی طرف سے حج کیا تو

کی گو اگر وارث ادا کرے اپنے متروکہ
عدم رجوع بھی جائز ہے بخلاف
نہیں اور قرض کی ادائیگی بدون
روایت ہے کہ رسول خدا
نے اپنا
نے فرمایا کہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

روحیں خوش ہونگی اور یہ شخص خدا کے دفتر میں نیکوکار لکھا جائیگا ابن عباس رضی سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے ماں باپ کیطرف سے حج کرے یا انکا قرضہ ادا
کریگا تو قیامت کے دن ایسا شخص نیکوکاروں کے زمرہ میں اٹھایا جائیگا ان احادیث کو دارقطنی
نے ذکر کیا ہے اگر مامور بالحج راہ میں مرگیا تو پھر آمر کے وطن سے حج کرنا واجب ہوگا نہ اس مقام
سے جہاں مامور بالحج مرگیا ہے۔ مگر صاحبین فرماتے ہیں کہ دوسری مرتبہ وہیں سے حج ادا کیا جائیگا
جہاں مامور مرگیا ہے۔ مگر صاحبین کے اس قول کی استحسان اور امام کے قول کی قیاس
پر بنا ہے اور استحسان کا بمقابلہ قیاس کے متروک ہونا ظاہر بات ہے۔ مامور کو واجب ہے
کہ آمد و رفت سے جو چیز فاضل رہے وہ وارث یا وصی میت کو واپس دیدے اگرچہ مامور نے
فاضل مال کی اپنے واسطے شرط کرلی ہو کیونکہ یہ شرط باطل ہے البتہ اگر میت نے اپنی طرف
سے مامور کو فاضل مال کے ہبہ کردینے کا وکیل کردیا ہو یعنے یوں کہا ہو کہ جو مال فاضل بچے
اُس کے ہبہ کا میں نے تجھے وکیل کردیا تو اُس مال پر اپنے ذات کے واسطے قبضہ کرلیجیو تو
اس وقت وارث یا وصی میت کو فاضل مال واپس کرلینا جائز نہ ہوگا۔ کذا فی فتح القدیر۔ اسیطرح
اگر میت نے مال زائد کی وصیت کسی معین شخص کو کی ہو اور وہ معین شخص خواہ مامور ہو یا اسکا
غیر تو بھی فاضل واپس لینا ناجائز ہے۔ کذا فی الطحطاوی۔ اور اگر وارث میت اپنی خوشی سے
اُس زائد مال کو مامور کو دیدے تو بھی کسیکو واپس لینا جائز نہیں اور زائد مال کا واپس کرنا اسلئے
لازم ہے کہ نفقہ مامور کا مملوک نہیں ہوا حج کرانے سے آمد و رفت کی ضروریات کے صرف کرنے
میں اسکو اختیار ہے بلکہ وہ مال [illegible] ک ہے کیونکہ اگر اس مال کا مالک مامور ہوتا تو اجارہ
کے طور پر ہوتا حالانکہ طاعات [illegible] فرمایا [illegible] نہیں کذا فی فتح القدیر۔ اس واسطے مامور کو اپنے
[illegible] دعا [illegible] حمام کی اجرت دینا اور چراغ کا تیل مول لینا اور حجام
کو اجرت دینا اور وہ [illegible] نہیں الا باجازت میت یا وارث میت کذا فی
النہر والفتح [illegible] بن مرداس اسکا راوی منکر ہے [illegible] کرلینا جب ہی تک جائز ہے کہ اس نے
[illegible] وارد ہیں چنانچہ حافظ منذری نے [illegible] اسیطرح واپس دینے پر مجبور نہ ہوگا اگر کسی
[illegible] اور انہوں نے زہیر بن عدی کے واسطے حج کے واسطے مال دیا پھر اس نے احرام باندھا

Marfat.com

یہ بہت وقت ہو گیا تو اُس وقت اُس کے وارث کو بعد الاحرام بھی مال واپس کر لینا جائز ہوگا۔ وصی بھی میت کی طرف سے حج کر سکتا ہے مگر جب میت نے اُسے مال دینے کا حکم کیا ہو یعنے اُسے یوں کہا ہو کہ جو شخص میری طرف سے حج کرے اُسے اسقدر مال دینا تو اُس وقت یہ میت کی طرف سے خود حج نہیں کر سکتا کذا فی الفتح اسی طرح اگر وصی وارث ہو اور باقی وارث اُس کے حج کرنے سے راضی ہوں تو بھی اُسکو بذات خود حج کرنا ناروا ہے اگر مامور نے کہا کہ میں فلاں عذر کی وجہ سے حج سے روکا گیا اور وارثوں نے اُس کی تکذیب بھی کی تو اُسوقت مامور کی تصدیق نہ کی جائے گی بلکہ جسقدر مال خرچ کیا ہے اُس قدر دینا پڑیگا مگر جبکہ کوئی ظاہرات اُسکے صدق کی شاہد ہو مثلاً راہ میں حاجیوں کا قافلہ لٹ گیا ہو یا ایک مدت تک کثرت سے بارش رہی ہو تو البتہ اُس کی تصدیق ہوگی کذا فی الطحطاوی اور اگر مامور نے وارثوں سے بیان کیا کہ میں میت کی طرف سے حج کر چکا مگر اُسکے وارث اُسے جھوٹا جانتے ہیں تو مامور کی قسم کے ساتھ تصدیق ہوگی لیکن جب مامور میت کا قرضدار ہو اور اُس نے اُسے قرضہ میں سے خرچ کرنے کا حکم کیا ہو تو اُس کی قسم کے ساتھ بھی تصدیق نہ کیجائیگی اگر وارثوں کے گواہ قاضی کے پاس جا کر گواہی دیں کہ مامور بالحج یوم النحر کو اس شہر میں تھا تو اُن کی یہ گواہی مقبول نہ ہوگی کیونکہ نفی پر گواہی مقبول نہیں ہوتی وجہ یہ کہ اُس قول سے وارثوں کا مقصود یہ ہے کہ حج کی نفی ہو جائے پس اگرچہ یہ قول بظاہر اثبات پر دلالت کرتا ہے مگر درپردہ نفی ہے ہاں اگر وارث میت اسبات پر گواہ گذرانیں کہ مامور نے خود اقرار کیا ہے کہ اُس نے حج نہیں کیا تو ضرور اُن کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ مامور کا اُن الفاظ کو تلفظ کرنا اثبات ہے نہ نفی کذا فی الطحطاوی۔ ولو قال حججت وکذبوہ صدق بیمینہ ویقبل بینتہم انہ کان یوم النحر بالبلد الا اذا ادعوا الوقوف بعرفۃ بعد وقتہ لا تقبل شہادۃ الشہود بال

سے کے بعد بھی جواز و صحت کا حکم نہ دیا جائیگا تو سخت حرج پیش آئیگا حالانکہ خدا نے دین میں کسی پر مطلقاً حرج و نقصان نہیں ڈالا قال اللہ تعالیٰ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ اور اسی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا روزہ اُس دن ہے جس دن تم روزہ رکھتے اور روزہ کھولنے کا وہی دن ہے جس میں روزہ کھولتے ہو نیز تمہارا عرفہ کا وہی دن ہے جس دن تم عرفات میں ہوتے ہو اور قربانی کا وہی دن ہے جس میں تم قربانی کرتے ہو یعنے وقوف عرفات کا دن عند اللہ وہی دن ہے جسے اہل اسلام اپنے اجتہاد اور رائے سے عرفہ جانتے اور اسمیں وقوف کرتے ہیں اور جب اس گواہی پر عدم صحت مترتب نہ ہوئی تو اُسکی سماعت میں کچھ بھی فائدہ نہیں پس حاکم کو اس کا نہ سننا لازم ہے وجہ یہ کہ حاکم کی سماعت اگر مشہور ہو جائیگی تو تمام اہل موقف میں لیس و قال زیادہ ہوگی اور فتنہ برپا ہوگا اور مسلمانوں کے دل اس شک کے سبب سے کہ حج صحیح ہوا یا نہ ہوا سخت مکدر اور پریشان ہوں گے کہ باوجودیکہ کس محنت و مشقت سے قطع منازل بعیدہ کرکے اور زر خطیر صرف کرکے وہاں تک پہونچے مگر خاطر خواہ حج میسر نہ ہوا اور اگر آٹھویں تاریخ لوگوں نے گواہی دی کہ یہ عرفہ کا دن ہے تو اُسوقت لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ اگر امام سب یا اکثر لوگوں کے ساتھ وقوف عرفات کرسکتا تو قیاساً اور استحساناً گواہی مقبول ہوئی کیونکہ وقوف عرفات کی ہنوز قدرت حاصل ہے پھر اُس دن اگر دوپہر ڈھلے وقوف نہ ہوگا تو اُنکا حج فوت ہو جائیگا اور اگر رات کو امام سب یا اکثر لوگوں کے ساتھ وقوف کرسکتا ہو تو بھی گواہی مقبول ہوگی۔ لیکن استحساناً نہ قیاساً اور اگر رات کو اکثر لوگوں کے ساتھ وقوف نہ ہوسکے تو ان لوگوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ بلکہ اُس وقت امام کو مناسب ہے کہ خود اُن کو حکم کرے [illegible] اگلے دن دوپہر ڈھلنے کے بعد وقوف کریں۔

کذا فی المنح وغیرہ

قربانی کے مختصر مسائل

[illegible] مسلمان مقیم غنی پر قربانی واجب ہے اور غنی سے یہ مراد ہے کہ وہ صاحب [illegible] یعنے جو شخص ساڑھے باون روپیہ نقد یا اسقدر چاندی کی [illegible] تا خواہ زیور ہو یا اور کچھ یا ساڑھے باون روپیہ [illegible] کے علاوہ رکھتا ہو اُس پر قربانی واجب ہے اور [illegible] اولاد صغیر ہی ہو مگر بعض کے نزدیک واجب ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اسلئے کہ اول وقت گاؤں والوں کے واسطے عید قربان کی فجر کے بعد اور شہر والوں کے لئے بعد نماز
عید کے ہے پس اگر کوئی شہر والوں کی نماز کے بعد اور عیدگاہ کی نماز سے پہلے یا اسکے برعکس قربانی
کرے تو استحساناً جائز ہوگی اسیطرح خطبہ سے پہلے جائز ہو جائیگی مگر اس کے بعد اولیٰ اور افضل ہوگی
اگر شہر والے کسی عذر کی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں تو نماز عید کا وقت گذر جانا قربانی کا وقت ہے البتہ دوسرے
تیسرے دن نماز سے پہلے بھی جائز ہے کیونکہ ان میں نماز نہیں ہوتی ادا نہ قضا اور قربانی کا آخر وقت
بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے تک ہے اور فقر و غنا ولادت و موت کے لئے اسی
آخری وقت کا اعتبار ہے مسئلہ اول روز یعنے عید کا دن قربانی کے واسطے افضل ہے
مسئلہ رات کو قربانی کرنی مکروہ تنزیہی ہے مسئلہ اگر قربانی کا وقت فوت ہو جائیگا تو
اس جانور کو زندہ خیرات کرنے سے لازم ہوگا اگر اس کی نذر مانی ہو برابر ہے کہ وہ فقیر ہو یا غنی اور اگر
ذبح کر ڈالا تو اسکے گوشت کو خیرات کرے اور صاحب نذر نہ کھائے مسئلہ اگر قربانی کا جانور مر جائے
یا چوری جائے تو فقیر پر اسکا بدلہ نہیں مگر غنی پر بدلہ واجب ہے مسئلہ مستحب تو یہ ہی ہے کہ
قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اگر اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو ورنہ کسی اور کو حکم کرے اور
آپ اس کے سامنے کھڑا رہے اور ذابح و معین کو بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اگر ان میں سے
ایک بھی بسم اللہ اکبر نہ کہیگا تو یہ قربانی حرام ہوگی مسئلہ اگر میت کی جانب سے قربانی کرے تو اسکے
گوشت کو تصدق کرنا چاہیے مسئلہ قربانی کا جانور اگر بکری یا دنبہ یا بھیڑ نر ہو یا مادہ تو اکیلا ہی
آدمی کر سکتا ہے اور گائے بھینس اونٹ وغیرہ نر ہوں یا مادہ تو ان میں سات آدمیوں کی بھی شرکت
جائز ہو سکتی ہے بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک قربت کا ارادہ رکھتا ہو نیز وہ اس قربت کی
اہلیت بھی رکھتا ہو اور ساتویں حصہ سے کسی کا حصہ کھانے کا ہے کہ میں صرف گوشت
کھانے کے واسطے شریک ہو جاؤں یا ان میں سے ساتویں حصہ سے کم ہو تو
یہ قربانی کسی کی طرف سے بھی جائز نہ ہوگی اور سات سے اگرچہ دو ہی
ہوں بشرطیکہ ان میں کوئی بھی ساتویں حصہ سے اولیٰ
نہیں اگر ایک شخص تین حصے لے اور ایک چار
تین حصے لے تو یہ جائز تو ہوگا مگر اولیٰ اور بہتر نہ ہوگا یہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے واسطے اونٹ یا گائے خریدی پھر اُسمیں کسی اور کو بھی شریک کر لیا تو یہ جائز ہے بشرطیکہ خرید
کے وقت شریک کرنے کی نیت رکھتا تھا ورنہ ناجائز ہوگا اور خرید کرنے سے پہلے شریک کرنا اولیٰ ہے

مسئلہ اگر امام غلطی سے عرفہ کے دن نماز عید پڑھے اور لوگ اُسی دن قربانی بھی کر لیں پھر
ہو کہ یہ تو عرفہ کا دن تھا تو نماز اور قربانی کا اعادہ سب پر لازم و واجب ہوگا بخلاف اس کے کہ جب
کسی کی گواہی پر پڑ ہی گئی ہو تو اُس وقت اعادہ واجب نہ ہوگا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّۃً اِلَّا اَنْ یَّعْسُرَ عَلَیْکُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَۃً مِّنَ الضَّاْنِ رواہ مسلم یعنے بجز
کے اور کسیکو ذبح نہ کرو مگر جب مسنہ نہ پاؤ تو بھیڑ یا دنبہ میں سے جذعہ ہی سہی جو اونٹ پورے پانچ
برس کا ہو کر چھٹے برس میں شروع ہوا اُسے مسنہ کہتے ہیں اور گائے بیل بھینس میں وہ
ہے کہ جو دو برس کا پورا ہو کر تیسرے برس میں شروع ہوا اور بکری بھیڑ دنبہ میں وہ مسنہ ہے جو ایک
برس کا پورا ہو کر دوسرے میں لگا ہو پس ان سب اقسام میں قربانی کیواسطے مسنہ ہونا شرط ہے مگر دنبہ
اور بھیڑ چھ مہینہ کا بھی درست ہے اسی کو **جذعہ** کہتے ہیں عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّیَ بِمُقَابَلَۃٍ وَّلَا مُدَابَرَۃٍ وَّلَا شَرْقَاءَ
وَلَا خَرْقَاءَ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی یعنے ہمیں رسول خدا نے اس امر کا حکم فرمایا کہ
قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان خوب دیکھا کریں کہ اسمیں کوئی ایسا نقصان نہ ہو جس سے قربانی درست
اور حکم فرمایا کہ ہم اُس جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان آگے اور پیچھے سے پھٹا ہوا اور نہ اُس جانور کی جسکے
بیچ میں سے کان چرے ہوئے ہوں یا گول پھٹے ہوئے ہوں مگر امام شافعی رح کے نزدیک اُس جانور کی قربانی
جائز ہے کہ جسکا تھوڑا سا کان پھٹا ہو [illegible] کے نزدیک اگر آدھے کان سے کم پھٹا ہوا ہے تو
ہے ورنہ نہیں ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ [illegible] وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَہُمَا بِیَدِہٖ
وَسَمَّی وَکَبَّرَ قَالَ رَاَیْتُہٗ وَاضِعًا قَدَمَہٗ عَلٰی صِفَاحِہِمَا [illegible] مَقْبُوْلٌ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ متفق علیہ یعنے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] یعنے قربانی کی اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم
کہی تکبیر [illegible] ناخواہ کے پہلو یا گلے پر قدم رکھے دیکھا اُس وقت آپ نے
[illegible] کے علاوہ جانور کے گلا کاٹنے کو خواہ وہ چھری ہو یا پتھر
[illegible] اور اونٹ کو نحر کرنا افضل
[illegible] اولاد وغیرہ کو ذبح کرنا

Marfat.com

اور فرمایا کہ افضل ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم البقرۃ عن سبعۃ و
الجزور عن سبعۃ یعنی گائے اور اونٹ سات آدمیوں کی جانب سے کافی ہو سکتا ہے
رواہ مسلم وابوداؤد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوم یوم الترویۃ کفارۃ
سنۃ وصوم یوم عرفۃ کفارۃ سنتین یعنی بقرعید کی آٹھویں کا روزہ ایک برس کے
گناہوں کا کفارہ ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ دو برس کے گناہوں کا کفارہ رواہ ابو الشیخ
فی کتاب الثواب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صیام یوم عرفۃ کصیام الف
یوم یعنی عرفہ کے دن کا روزہ ہزار دن کے روزوں کی مانند ہے اس حدیث شریف کے بموجب
اگر عرفہ کے روزہ کو ہزاری روزہ کہا جائے تو بجا ہے وقد تم ہذہ الرسالۃ فی اوائل سنۃ اربع
مائۃ بعد الالف نسئال اللہ الکریم ان یجعلہا وسیلۃ النجاۃ ان المغفرۃ والرحمۃ مالوف وہو بالعفو۔
موصوف الحمد للہ حق حمدہ وصلوتہ وبرکاتہ ورحمتہ علی رسول محمد النبی الامی وآلہ الطاہرین واصحابہ الکرام
المنتجبین اجمعین وسلیما وانما کثیرا آمین یارب العالمین فقط

تمام شد

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مختصر فہرست کتب بک ایجنسی فضل المطابع دہلی حویلی اعظم خان

نام کتب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
احسن التفاسیر اردو مایہ تمام تفسیروں میں احسن تفسیر ہے اس تفسیر کی اردو ایسی صاف سہل ہے کہ عورتیں اور بچے بھی اچھی طرح پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں اس کی رعایتی قیمت مع مقدمہ ۱۲ روپیہ		ہیں۔ تعداد صفحہ ایک ہزار کے قریب ہے قیمت **حیات باقیہ** خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی کی سوانح عمری اور آپ کے ملفوظات اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں آپ کے مفید اور نتیجہ خیز ملفوظات ہیں دوسرے میں آپ کے اخلاق و عادات سے بحث کی گئی ہے ملفوظات بجائے خود نصیحت سے بھری ہوئی ایک کتاب ہے جو نہایت جامع اور ہر قسم کے مضامین مفید کو محیط ہے جسکو آپکے ایک ممتاز عقیدتمند مرید نے آپکی زبان سے سنکر جمع کی اور نہ خود جمع کرنے پر بس کی بلکہ جمع کرنے کے بعد حضرت خواجہ کی نظر فیض اثر میں گذرانی اور آپ نے درست کرکے اُن کے حوالہ کی۔ اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ درحقیقت تمام ملفوظات اول سے آخر تک خود حضرت ہی کی تصنیفات ہیں۔ ملفوظات کے مضامین میں ایک ایسی دلبستگی، رقت اور بلند پروازی پائی جاتی ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی تصوف کے لاینحل مسائل اور غامض و دقیق مضامین اس خوبی سے حل کئے گئے کہ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں [illegible] کی تحقیق۔ اتباع سنت کی سچی مثالیں [illegible] کے شوق کے سوئے ہوئے [illegible] کے مطالعہ [illegible] کیا جا سکتے ہیں۔ خدا کے دوستوں اور [illegible] کا کامل نمونہ حضرت خواجہ کے [illegible] ملاحظہ کرنے سے بخوبی نظر آتے ہیں [illegible] فارسی زبان میں تھی اب [illegible] جمع کرکے چھاپی ہے ہر صفحہ [illegible] ناخواہ نہ پہلے کی عبارت دوسرے [illegible] کے علاوہ جالو [illegible] اولاد [illegible] سوانحعمری حضرت شاہ [illegible]	جسمیں آپکے حالات و کرامات [illegible] یہ کتاب تمام صفات میں بھی آپ [illegible] خوبی اور صفحہ ۸۰ کے قیمت [illegible] **فردوس برین** مصنفہ مولانا عبدالحلیم صاحب [illegible] عجیب پُر لطف حیرت میں ڈالنے والے اسرار [illegible] کی سیر فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کی تاریخ کو [illegible] سلطنت فاطمیہ الٰہی کے تذکرے مباحث حقیقی [illegible] اور کیا دی کی بیاکاری میں نمایاں امتیاز نہایت دلچسپ **تذکرہ صابریہ** یعنی سوانحعمری مخدوم علاء الدین علی احمد صابری پیران کلیری جس میں آپکی پیدائش پرورش تعلیم [illegible] اور وہاں کی [illegible] **بڑی سوانحعمری** حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری رحمۃ اللہ کے حالات میں [illegible] طور پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر جو حالات سے انتہا تک اسمیں لکھے گئے ہیں وہ دوسری میں ہرگز نہیں ملسکتے [illegible] **سوانحعمری بندہ نواز** [illegible] حضرت خواجہ محمد بندہ نواز گیسو دراز دہلوی ثم الگلبرگوی [illegible] نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے حالات [illegible] **سیر العارفین** [illegible] آپکے اخلاق و علم [illegible] بندہ نواز [illegible] شریک ہوئے آپکے کرامات کا [illegible] لوگوں کو فیض پہنچا آپکے وصال وغیرہ کا حال [illegible] مولوی سے لکھا گیا ہے آپکے ملفوظات سے [illegible] کے وقوع اور کارآمد باتیں [illegible] وغیرہ سے [illegible] شکرات معاملات [illegible]	۱۲

حویلی اعظم خان کے [illegible]

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com